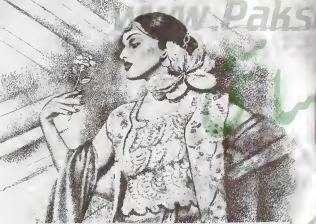


NOVEMBER 2011

Shakhsyat.com

شعاع
ماہنامہ
سیدتیگر





مستقلے

267	خالہ جیلانی	269	رضیہ جمیل	خطاب کے
259	ادارہ	253	ساز غلام نبی	مسکراہیں
285	خالہ جیلانی	277	عزرا ٹوکان	آئینہ خانے میں
289	ادارہ	256	شگفتہ چاہ	بالوں سے خوشبو لے
		280	امیت الصدور	بارخ کے چھوڑنے
		261	آسمند ترین	سیر و جہاں

نومبر 2011
جلد 26 نمبر 3
قیمت 50 روپے

خط و کتابت کا پتہ: ماہنامہ شعاع، 37 - اردو بازار، کراچی۔
 ڈسٹریبیوٹرز: فلور حسن پور، گلشن، کراچی۔
 Phone: 32721777, 32726617, 021-32022494 Fax: 0092-21-32766672
 Email: shuaamonthly@yahoo.com, info@khwastawidjust.com

ناولٹ

156	ساز عارف	صبح کا ستارہ	70	رضیہ جمیل
76	زہبت شاہد	آپ جیسی لڑکی	11	صبح زمانی
178	سولی ایٹ	کاشی ایڈر کیا	11	کوکب تلپھران

افسانے

116	حمید سکیم	سبز تلوں کا موسم	22	ادارہ
58	حوا بی بی	صاحب کبریا	17	عازم شاہ پوری
65	غنیہ عفت	کچھ جڑے سبب	32	شاہین رشید
236	ام شام	قرآنی ذمہ	37	سوز حنیف
202	ساحت کزن	ہو گئی عید کی راجی		
241	عائشہ خان	گرگزر کدو مسافین		

نقصین غزلوں

251	سلیم کوثر	غزل	212	عافیہ بخاری
252	مرغیہ بلال	غزل	40	آسمند ریاض
252	عکاشہ عمر	نظم		
251	مطرب زبانی	غزل		

مسل ناول

94	فاکوا نقار	نمان جاؤ
126	ظہیر ملک	میری زندگی ہے تو

پہلی شعاع
محمد
نعت
نبی کی بیانی

تمکین عید
بندھن
دستک
شاعری

دلورہ شہت
شہادت شام

انتہاء: ماہنامہ شعاع 37 - اردو بازار، کراچی۔
 ڈسٹریبیوٹرز: فلور حسن پور، گلشن، کراچی۔
 Phone: 32721777, 32726617, 021-32022494 Fax: 0092-21-32766672
 Email: shuaamonthly@yahoo.com, info@khwastawidjust.com



شعاع کا فوجیہ کارنامہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔
یہ شہرہ زیب آپ کو ہے مگر آپ عید الاضحیٰ کی تیاریوں میں مگن ہوں گی۔ قارئین کو ہماری جانب سے دلی عید مبارک۔

عید الاضحیٰ کو اس لحاظ سے اہمیت حاصل ہے کہ قربانی کے ایک عظیم واقعے کی یادیں منائی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی محبت و اطاعت کی اعلا درجہ مثال ہے۔
عید الاضحیٰ کا مقصد درحقیقت اللہ کی راہ میں اپنی عزیز ترین قربان کرنے اور اس کی شوق کے لیے اپنا روح و جنت کا ہبہ پیش کرنا ہے۔ آج کے دور میں خورد خوار خانی کا ہبہ اس قدر بڑھ گیا ہے کہ اصل مقصد کہیں دیکھے رہ جاتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے اس مذہبی جہولانہ کو دولت کی تلاش کا ذریعہ بنائیں بلکہ اس کی اصل روح کے ساتھ منائیں۔
غلوں بیزیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے قربانی کیوں اور اس موقع پر ان لوگوں کو بھی یاد رکھیں جو یہ خوشیاں حاصل کرنے کی استطاعت سے محروم ہیں۔
بادری دعا ہے کہ عید کا یہ خوشیوں بھر جہولانہ آپ کے لیے سرت و شادمانی کے ان گنت پیغام لے کر آئے۔ آمین۔

اس شہارے میں

- ۱۔ خانہ آغا کا سخیل ناول "مناجیہ"
- ۲۔ شہر میں ملک کا سخیل ناول "میری زندگی ہے تو"
- ۳۔ سائزہ عارف، نازہت شہباز، حیدر اور سلوی علی بیٹ کے ناول
- ۴۔ جمالیہ، خاتون بی، حمیدہ عظمت علی، صاحبزادہ، ازم غلام اور دانش خان کے افسانے
- ۵۔ عالیہ بخاری اور آمنہ راضی کے سسٹلے ناول
- ۶۔ گلشن عید جیسے لوہٹ، عید الاضحیٰ کے موقع پر تاجاؤں سے خوشی مرے
- ۷۔ معروف شخصیات کے گفتگو کا سلسلہ "درنگ"
- ۸۔ عدنان شاہ بخاری اور صاحبزادہ عدنان "بندھن"
- ۹۔ بیٹھ کر دو چہاں کرنا "آمنہ زکریا بخاری"
- ۱۰۔ شامی سخی بولتی ہے، پیار سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری باتیں اور دیگر متنیں سسٹلے شامل ہیں۔
- ۱۱۔ آپ کی رائے، آپ کی اہمیت و تقدیر ہمارے لیے بہت اہم ہے۔ شعاع کا "عید مبارک آپ کو کیا لگا؟" ہمیں نڈھکیا ادا میل کرنا چاہیے ہے۔

توصیہ دے فکر کو اور بارش فیضان کر
ہے شہا تیری بہت مشکل سے آسان کر

رفتر رفتہ کھول مجھ پر راز ہائے جسم و جان
دھیرے دھیرے مجھ پہ ظاہر مری پہچان کر

زیارت کے پتے ہونے مگر میں ہوں اس کمال
میرے سر پہ بیکراں رحمت کی چادرتان کر

گفر اوذ فضل میں سانس لینا محال ہے
پھر سے اس گم کردہ کو صاحب ایمان کر

ختم ہو جانے بسا اذ خاک کا سب شور و خیز
بے سکونی کو عطا پھر رحمن اطمینان کر

خیمہ شب سے یہی آواز آئی ہے صبح
حمد لکھ اور اس طرح بخشش کا پھولان کر

حکیم مظهر شاہ



عید الاضحیٰ کا بیان

ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا جو
عبدالرحمن بن ابی بکر کے خلاف تھے، وہ عید الاضحیٰ کے
دن حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کے ساتھ موجود تھے۔
حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے پہلے روز قربانی پھر خشک
تایا پھر کھینے کے
”مذکورہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں
عیدوں (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) کے دنوں میں روزہ
رکھنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ عید الفطر تو وہ دن ہے
جب لوگ (رضیانیوں کے روزے) رکھ کر روزہ کو ختم
ہیں اور عید الاضحیٰ کا دن تمہارا قربانی کھانے کا دن
ہے۔“

ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اس کے بعد میں
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید میں شریک
ہوا، اتفاق سے اس دن بعد نماز انہوں نے بھی پہلے
عید کی نماز پڑھائی پھر خشک تایا اور کھینے لگے۔
”مذکورہ دو عیدوں میں ایک دن میں منع ہوئی ہے اور
جن کے گناہ گنہگار کے اطراف بندگی و مانع ہیں ان
کو اختیار ہے خود جس کی نماز کے لیے عید میں
فطر سے وہیں نخواستہ چائیں۔ (کیونکہ عید کے دن
بعد صحابہ نے اس سے اجازت دی۔“
(بخاری شریف)

کس عمر کے جانور قربانی میں جائز

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
”قربانی میں ذبح کرو مگر مہر سے (جو ایک برس
کا ہو) مگر سر سے لگا ہوا ہو، دو سالہ البتہ جب
تمہیں

ایسا جانور ملے تو ذبح کا ہند قربان کر (جو چھ مہینہ کا
ہو مگر ساتویں سال کا ہو)۔“
(صحیح مسلم)

قربانی کرنے والے کا بیان

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہ کہتی ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس کے پاس
فتح کرنے کے لیے جانور ہو اور وہی جانور کا ہاتھ آجائے تو
اسے بیل اور ناخن نہ کاٹے جب تک قربانی نہ
کر لے“ (بخاری و ابن ماجہ)

فتح کے وقت کا بیان

سیدنا جابر بن عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ
میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید الاضحیٰ میں
شریک ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیوی
ذکیہ کا سوا سے اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
نے (عید کی) نماز پڑھائی، نماز سے فارغ ہوئے مسلمان
پہنچے اور ایک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی
پہری دیکھی کہ وہ نماز سے پہلے فتح کی جا چکی ہے۔
چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”جس نے
قربانی فرمائی ہے پہلے اس کو اس قربانی کی بیکدوسری
قربانی کرے اور جس نے قربانی نہیں کی تو وہ اللہ کے نام
کے ساتھ قربانی فرماوے۔“
(صحیح مسلم)

نماز سے پہلے قربانی

سیدنا براہ بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

”سب سے پہلے تو کام تمام اس دن کرتے ہیں وہ ہے
”کہ (عید کی) نماز پڑھتے پھر (مذکورہ) لوٹ کر قربانی
کرتے ہیں تو جو کوئی ایسا کرے وہ اے ہاے طریقت پر چلا
اور جو نماز سے پہلے کھینے کرتے وہ کھشت ہے جس کو
اس نے اپنے گھروں کے لیے عید کیا (اور وہ) قربانی
نہ ہوگی۔“
سیدنا ابو بکر بن ہریرہ نے فرمایا کہ ”ابو بکر نے فرمایا کہ
”میرے پاس ایک برس سے کم کا ایک چاند ہے جو
سینہ ایک برس سے زیادہ عمر کے دو نئے سے بھرتا
ہے۔“
”آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”تمہارا کوئی
کر لے اور حج سے بعد کسی کو جائز نہیں ہے۔“
(صحیح مسلم)

فتح کا طریقہ

سیدنا اس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ ”رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے دو میزوں کی قربانی کی جو سفید
اور سیاہ سینک دار تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ان دونوں کو اپنے انہوں سے فتح کیا اور میں نے دیکھا
کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کائنات وقت ہی کی
گردنوں پر لپٹاؤ اور رکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کائنات وقت کے ہر اللہ واللہ اکبر کہا۔“
(صحیح مسلم)

قربانی کا بیان

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
سینک دار میز چھانے کا جو دو سو سیاحی میں چلنا اور
اور سیاحی میں بیٹھا، اور دو سو سیاحی میں بیٹھا، وہاں
لوہ پینٹ اور آٹھوں کے گرد سیاہ ہو) پھر ایک ایسا
میز چھانے قربانی کے لیے لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔
”اے عائشہ! ہمیں اللہ پھر فرمایا کہ ”میں کو پھر

قربانی کے گوشت کا بیان

عبد اللہ بن ابو بکر سیدنا عبد اللہ بن واقد رضی اللہ
عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانے کا گوشت تین دن
کے بعد کھانے سے منع فرمایا ہے۔

عبد اللہ بن ابو بکر کہتے ہیں میں نے یہ عمر رضی اللہ

عنہ عنہ سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ عبد اللہ نے
حج کیا کہ
میں نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
سے سنا وہ کہتی تھیں کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے عید میں سات کے چند لوگ عید الاضحیٰ میں
شریک ہوئے تو آئے (اور وہ عید کی نماز کے) تو آپ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قربانی کا گوشت تین دن
کے موافق رکھ لو اور پھر خیرات کرو (یا کہ یہ محتاج
بھوکے رہیں اور ان کو بھی کھانے کا گوشت دے دو)
اس کے بعد لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی
اللہ وسلم! لوگ اپنی قربانوں سے خشکیں پاتے تھے
(یعنی ان کاٹھن کی) اور ان میں چربی جم جاتی تھی۔“
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”اب کیا
ہوگا؟“
لوگوں نے عرض کیا کہ ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم
نے قربانوں کا گوشت تین دن کے بعد کھانے سے منع
فرمایا“ اور اس سے نکلا کہ قربانی کا گوشت تین دن
سے زیادہ نہ رکھنا چاہیے)

عذنان شاہ ویدو و گارجو عریان شاہنشاہ شہید



ہو سکتے؟

دیکھنا پھر رکھے جس لوہے پر مٹی ہیں آپ کی بیٹیاں؟
"موشنی اور خوشی اور یہ دونوں نام بد نہیں سنے اپنی
پہلو سے رہ گئے ہیں اور کس پر مٹی ہیں ہماری بیٹیاں تو
آپ آکر دیکھیں لو پھر آپ جانیں کہ کس پر مٹی
ہیں؟"
"کونسی دہری سے ہے یہ مٹی تیر پر مٹی؟"
"مٹی بہت اچھی۔ لکنا ہے کہ جیسے میں عمل ہو مٹی
ہوں سے جا رہی ہیں ہماری بیٹیاں۔"
"مشکل تو ہو رہی ہوگی دونوں کو ایک ساتھ پالنے کی؟"

شادی ایک مقدس اور خوب صورت رشتہ ہے
اور یہ "بندھمن" اس وقت اور بھی زیادہ خوب
صورت ہو جاتا ہے جب اللہ اس جوڑے کو ولادت کی
نوٹ سے نوازتا ہے۔
عدین شاد نیچے اور جاہرہ کی شادی دسمبر 2009ء
میں ہوئی اور 22 ستمبر 2011 کو اللہ تعالیٰ نے انہیں دو
پارہی بیٹیاں سے نوازا۔
"کیسے ہیں آپ دونوں؟ اور آپ کو بیٹیوں کی
پیداہی مبارک ہو۔"
"میں ٹھیک شک ہیں اور بہت شرمیہ مبارک ہا۔"

جس دیکھا قبل آخری اسرا نیل گئے تھے کہ میں کو
فین (لاخانے) کی بیماری سے ایک بار انہوں نے کسی
پانی پر حمل کیا اور اپنا کپڑا پتھر رکھ تو وہ بھاگتا ہوا چلا
اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام اپنا عمل لے اس کے پیچھے
چلے آئے اس کو مارے جاتے تھے اور فریادے جاتے
تھے "مے پتھر اپنا پھر مارو" یہاں تک کہ وہ پتھر
نی اسرا نیل کے لوگ جہاں جمع تھے وہاں جا رہا کہ
اسی کے حلقہ میں ہی کہتے تھے کہ "اے ایملن واہوا!
تم ان لوگوں کی طرح مت ہو جنہوں نے موسیٰ کو ستایا
(میں پر تبت لگائی) پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو اس بات
سے پاک کیا جو لوگوں نے مٹی کی اور وہ اللہ تعالیٰ کے
نزدیک عزت والے تھے۔"

دو آدمیوں کا کھانا تین کو کھانی

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "تو آدمیوں کا کھانا
تین کو کھانی ہو جاتا ہے اور تین کا چارہ کہ۔"
(بخاری مسلم)

مومن کے کھانے کا بیان

سیدنا جابر اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے
روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا "مومن سے کھانا کھانے اور کھانے
انہوں میں۔"

تھرے سوا کسی کے لائق نہیں ہے اس نے حضرت
سارہ کو بلا بھیجا۔ ہمیں اور سیدنا ابراہیم نماز کے لیے
کھڑے ہوئے اللہ سے دعا کرنے لگے اس کے شکر
سے بچنے کے لیے جب حضرت سارہ اس خاتم کے
پاس پہنچیں تو اس نے اپنے اتار اپنا ہاتھ منی کی طرف
دراڑ کیا تین دن اس کا ہاتھ سوکھ گیا۔
"وہ لولا اللہ" مگر کہ میرا ہاتھ کل چلے
میں تجھے نہیں ستاؤں گا۔"
انہوں نے دعا کی اس مہود نے پھر ہاتھ دراز کیا پھر
پہلے سے بڑھ کر سوکھ گیا اس نے دعا کے لیے کہا تو
انہوں نے دعا کی پھر اس مہود نے دست دراز کی مٹی پھر
پہلی دفعہ سے بڑھ کر سوکھ گیا۔
"تو یہ لولا اللہ" دعا کے بعد کہ میرا ہاتھ کل جائے
اللہ کی قسم میں تجھ کو نہ ستاؤں گا۔" حضرت سارہ
نے پھر دعا کی اس کا ہاتھ کل گیا تب اس نے اس
فطرس کو پایا جو حضرت سارہ کو لے کر آیا تھا اور اس
سے بولا کہ "تو میرے پاس شیطان کو لے کر آیا۔ یہ
انسان نہیں ہے اس کو میرے ملک سے باہر نکل
دے اور ایک لونڈی بنا کر اس کے حوالے کر دے۔"
حضرت سارہ ناچارہ کو لے کر لوٹ آئیں جب سیدنا
ابراہیم علیہ السلام نے کہا "کیا ہوا؟"
سارہ نے کہا "میں سب خیریت رہی۔ اللہ تعالیٰ
نے اس پر کام کا ہاتھ مجھ سے روک دیا اور ایک لونڈی
بھی دی۔"
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ "پھر مٹی
لونڈی مٹی بنا کر ہمداری مل ہے۔"
(بخاری مسلم)

حضرت موسیٰ کا بیان

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ
السلام بیسے چارادہ سوئے "ان کو مٹی کی بنا سے بہت



”اے میں۔ میں کوئی ایلی خواتین ہوں۔ میری جلی ہے عدنان کی جلی ہے میری تو پوری ہی نہیں آئی افسانے کی۔ سب کچھ یاد ہے۔“
 ”شعاع! ڈائجسٹ کے لیے تم تمہارا اور عدنان کا انٹرویو پہلی مرتبہ کر رہے ہیں۔ اس لیے یہ بتاؤ کہ دونوں کی ملاقات کیسے ہوئی، جبکہ تم چھ ماہوں اور عدنان خاتمتہ“ بخالی اور وہ بھی فیصل آباد کے رہنے والے ہے“

”بڑے بزرگ کہتے ہیں کہ جوڑے آسمانوں بنتے ہیں ہم بھی بنتے تھے مگر سنی ماں سنی کر رہے تھے۔ مگر چپ میرا اور عدنان کا رشتہ طے ہوا تو یقین ہو گیا کہ واقعی جوڑے آسمانوں بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نہ کیسے ملانی دیتا ہے۔“

ہوایا کہ میں اپنی اسی کے ساتھ ڈیڑھ پارک میں صبح کے وقت واک کرنے جایا کرتی تھی اور وہاں عدنان بھی واک کرنے آتے تھے، اسی کے ساتھ ٹیلو ہائے واقعی گئی۔ اسی اور یہ ایک سیکس واک کرتے تھے اور میں وہ سہ پہاڑی انہوں نے مجھے بھی دیکھا دیکھا ہو گیا مگر عدنان کی بھی بات نہ تھی۔ میں ہوتی تھی۔ پھر ایک دن انہوں نے میری ماں سے میرے بارے میں بات کی اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ آپ کی بیٹی نے یقیناً میرے ڈرائے کیے ہوں گے اسی نے جب مجھ سے بات کی تو میں نے بتا دیا کہ مجھے تو ہیں مگر عدنان میں مگر میری بھی اسی سے ٹیلو ہائے شروع ہوئی۔“
 ”تکسار محبت کیا اور شہادت کی؟“

”انہوں نے اسی کے ذریعے ساری بات کی اور اسی کی رضامندی کو دیکھ کر پھر انہوں نے اپنی والدہ سے بات کی اور والدہ کو ہمارے گھر رشتے کے لیے بھیجا۔ دونوں خاتونوں کی رضامندی سے رشتہ ہوا اور اگست 2009ء میں ہمارا نکاح ہوا اور 6 دسمبر 2009ء کو رخصتی۔“

”عدنان۔ آپ بتائیں سب کچھ اسی ہی ہوا تھا؟“

”جی ہاں کل شبی ہی ہوا۔ ہماری کوئی طرح نہیں تھی۔ دونوں کے گھر والوں نے ایک دو سرے کو برکھا دیکھا پھر فیصلہ ہو گیا میں نے گھر والوں سے اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا تو گھر والوں کی اسی سے میری ریلوے تھی اور جس میں عاجزہ کو دیکھا تھا تو مجھے اس کی سادگی پسند آئی تھی۔“
 ”معاذ۔ عدنان کہہ رہے ہیں کہ آپ کی سادگی انہیں بہت پسند آئی۔ شادی کے بعد کیا صورت حال ہے؟“

”شادی کے بعد بھی مجھے سادگی میں ہی دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ بس ان کی خواہش ہوتی ہے کہ میں آپ ایک کاکھل اور کامل اور بہت صاف شہری رہوں۔ ان کو میکسپ بائیکل پسند نہیں ہے اور نہ ہی میکسپ فوڈ لڑکیوں۔“

”شادی و صوم و حرام سے ہوتی؟ کیا کیا رہیں ہو گیں؟“

”ہماری شادی بہت سادگی سے ہوئی۔ عدنان کو سادگی زیادہ پسند ہے۔ رات میں انتہائی سادگی کے ساتھ نکاح ہوا۔ پھر عدنان اپنے کام کے سلسلے میں انڈیا چلے گئے۔ دو مہینے بعد وہیں پہنچے وہیں آئے تو ہماری شادی ہو گئی۔ رسم تو صرف مندی کی ہوئی اور دو سرے والا رخصتی نہیں۔“

”عدنان! آپ کیل ساری ساری پسند ہیں۔ شادی کی رہیں تو ہوتی ہیں دیکھتے تو آپ دونوں گھروں کی ثقافت میں فرق ہو گا؟“
 ”میں اگر اس فیصلے میں ہوں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ میری اپنی زندگی کی اپنی ہی ہوگی۔ اس قدر فرق بات ہے کہ مجھے ہر چیز میں سادگی اچھی لگتی ہے۔ جہاں تک ثقافت کی بات ہے تو ہم سب استقبالی ہیں۔ یہ بھی کراچی میں رہیں اور میں بھی زیادہ کراچی میں رہا۔ کوئی فرق نہیں ہے ہماری ثقافت میں۔“

”ماترہ نام رخصت ہو کر فیصل آباد گئیں۔ کیا

کے ناموں اور گھروں کا۔ جس میں تمہاری ہے“

”ہاں۔ یہ شادی کراچی میں ہی ہوئی عدنان کے گھر والے یہاں کراچی ہی آئے تھے۔ شادی کے بعد میرا لیصل آباد جانا ہوا۔ بہت اچھا لگتا ہے۔ اور شادی کے وقت میری بھی وہی سوئیں تھیں جو کہ ایک لڑکی کی ہوتی ہیں۔ گھروں کو چھوڑنا والدین، بہن بھائی جن کے ساتھ بچپن گزارا، انہیں بھی تو ایک مشکل کام ہے مگر ہر ماں تو ہر لڑکی کے ساتھ تو ہے۔ اور میں سمجھتی ہوں کہ شادی کے بعد ہی لڑکی کی اصل زندگی شروع ہوتی ہے۔“

”آج کل جو ملک کے حالات ہیں۔ ان کو دیکھتے ہوئے آپ کی کلیاں شادی ایک مشکل ہے۔ بھی بخالی چھان کی وجہ سے آپ میں کوئی حشر اور کوئی لڑائی وضو ہوئی۔ اور رشتے کے وقت کوئی پر اہلکار ہو گیں؟“

”عدنان نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ آپ باہل ٹھیک کہہ رہی ہیں جو آج کل ملک کے حالات ہیں اس لحاظ سے تو یہ کام مشکل تھا کہ میں آپ کو بتاؤں کہ لوگ برسے نہیں ہیں انہیں پانا ہوا کیا ہے۔ مجھے تو ہندی ماہیہ کے گھروں کو اس رشتے پر کسی قسم کا کوئی اعتراض ہوا نہ شادی کے بعد ہماری عمر گزرانی کی بنیاد پر ہوئی۔ ہماری زندگی پانا ہوا نہ بہت اچھی گزری ہے اور انشاء اللہ جیسا کہ گزرے گی اگر ہم مسلمان ہیں تو سوئیں کے حضور کے نامے میں شادی کے ذریعے ہی ثقافتوں کا تبادلہ ہو گا کہ تو۔“

”عدنان! آپ کے سرسرا والوں سے تعلقات کیسے ہیں؟ عموماً والدین اربع ضرور قائم رکھتے ہیں؟“

”اے میں۔ میں نے کوئی والد اور والدہ نہیں رکھا ہوا۔ میرے اپنے سرسرا والوں سے بہت اچھے تعلقات ہیں اور میری جلی تو زیادہ تر فیصل آباد میں رہتی ہے تو یہاں مجھے اپنے سرسرا والوں سے بہت اچھا رشتہ ہے۔ یہاں میں انہیں انہیں کی بہت طرف سے دیکھتا ہوں۔ ہاں کل ماں جیسا یا روٹی

تیرا۔
”تیرے لیے کیا کہی جلی زیادہ تر فیصل آباد میں آکر رہتی ہے تو پوچھتا ہے اپنی جلی کے بارے میں؟“

”مرد نہیں کھیل کڑا کار بے لانا ہوں۔ وہیں پیدا ہوا اور وہی شہر میں اپنی تعلیم مکمل کی۔ میں نے ایم اے جے جے کے طور پر بی اے میں کیا ہے۔ ہم چار بھائی اور دو بہنیں ہیں۔۔۔ میں بھائیوں میں سزا نمبر تیسرا ہے۔ میرے والد کا نام سید مختصر علی شاہ ہے اور والدہ کا نام چیلہ بیگم ہے۔“

”ماجرہ کی کیا بات آپ کو بہی لگتی ہے۔ اور کن کی بات سنا چکی لگتی ہے؟“

”ماجرہ کی یہ بات مجھے بہت ہی لگتی ہے کہ جب یہ صفے میں ہوئی ہے تو کھانا پنا چھوڑ دینی ہے میں کتنا ہوں کہ مجھی کھانے کا اس میں کیا قصور ہے کہ سے کم کھانا تو نہ چھوڑا کرو۔ اور باقی تو سب ہی عادتیں اچھی ہیں۔“

”اور وہ تو شایعہ کی تیز ہیں؟“

”جی ہاں۔۔۔ ماجرہ کا قصہ بہت بڑے پورے پورے ہے کہ کتنے قتال اس کی اس عادت کو تیز کر دے یہ صفے سے صرف اپنے آپ کو نقصان پہنچاتی ہے اور جیسا کہ میں نے بتایا کہ یہ صفے میں کھانا پنا چھوڑ دینی ہے ویسے قصہ لفظ اور بھی جلدی ہو جاتا ہے۔“

”اور اس بارے میں آپ کیا خیال ہے؟ ماجرہ! تمہارا کن کے بارے میں؟“

”جیسے ہے“ (جیسے بھی قصہ بہت آتا ہے۔)

عدنان نے کہا۔

”میں میں آپ کو بتاتی ہوں۔ یہ اپنے پورے خاندان میں بہت ممبر والے اور بہت سچے ہونے انسان کی حیثیت سے مشہور ہیں اور جی بات ہے کہ میں نے بھی انہیں بھی بہت زیادہ صفے میں نہیں دیکھا لگتی خاصے ٹھنڈے مزاج ہیں۔ اور پھر وہ سوا ہی کیا کہ جس کو قصہ نہ کہتے۔“

”میں نے عدنان سے حمارے کیے والوں کے

بارے میں پوچھا کہ تم ہی کتنے سیرال کے بارے میں تم نے سناں کو کھیلایا۔ کیونکہ بیماری ماں کے لیے اہمیت ہی کیا میں مشہور ہوئی ہیں۔“

”جی ہاں۔۔۔ آپ ہاں ٹھیک کر رہی ہیں۔ لیکن آج پوچھیں تو میری ماں اور میری بہنیں بہت سی اچھی ہیں۔ یہ تو یہاں بہت کے رہتے ہیں اور یہاں سے جا رہا ہوں کہ اگر تم اتنے ہیں تو سزا کی بھی ماجرہ اور اگر دو سزا پانچ تیرے ہی اتنے ہوں گے۔“

”ماجرہ! تم نے کن بھائی ہو۔ کہ اپنے بارے میں؟“

”جی۔۔۔ میرے پانچ بھائی اور کم چار بہنیں ہیں اور میرا نمبر آخری ہے۔ مجھے عام زبان میں کہو تو میں کہتے ہوں۔ میرا تعلق سوانہ سے ہے اور یہاں ہی طور میں ایک فریڈ فریڈ ہوں اور شادی سے پہلے چاب کر لی تھی۔“

”عدنان کئی عرصے سے شادی سے اجرت ہیں۔ رشتہ طے کرتے وقت کئی خوف کیا مشہور نہی سے شادی کر لی خوشی تھی؟“

”جو تک یہ کئی عرصے سے شادی سے اجرت ہیں اور ان کے بارے میں میں کوئی بات بھی نہیں سنی تو اس کے لیے خوف بھی محسوس نہیں ہوا اور جہاں تک مشہور نہی سے شادی کی خوشی کی بات ہے تو میں نے ان کی شہرت سے متاثر ہو کر شادی نہیں کی۔“

صرف اب صرف ان کی شہرت اور خاندانی بیک گراؤ پر کچھ کر شادی کی۔“

”اب وہ دن ایک ساتھ نکلتے ہیں تو ظاہر ہے کہ لوگوں کی توجہ عدنان پر ہی ہوتی ہوگی اس وقت کیا احکامات ہوئے ہیں تمہارے؟“

”مجھے ان کے ساتھ جانا اور لوگوں کا ان سے محبت سے ملنا بہت اچھا لگتا ہے۔ شہرت اور عزت سب کے نصیب میں نہیں ہوتی۔ ہمیں رب کا شکر ادا کرنا چاہیے۔“

”اب وہ دن ایک ساتھ نکلتے ہیں تو ظاہر ہے کہ لوگوں کی توجہ عدنان پر ہی ہوتی ہوگی اس وقت کیا احکامات ہوئے ہیں تمہارے؟“

”اب وہ دن ایک ساتھ نکلتے ہیں تو ظاہر ہے کہ لوگوں کی توجہ عدنان پر ہی ہوتی ہوگی اس وقت کیا احکامات ہوئے ہیں تمہارے؟“

”جی ہاں۔۔۔ ماجرہ! تم نے کن بھائی ہو۔ کہ اپنے بارے میں تم نے سناں کو کھیلایا۔ کیونکہ بیماری ماں کے لیے اہمیت ہی کیا میں مشہور ہوئی ہیں۔“

”جی ہاں۔۔۔ آپ ہاں ٹھیک کر رہی ہیں۔ لیکن آج پوچھیں تو میری ماں اور میری بہنیں بہت سی اچھی ہیں۔ یہ تو یہاں بہت کے رہتے ہیں اور یہاں سے جا رہا ہوں کہ اگر تم اتنے ہیں تو سزا کی بھی ماجرہ اور اگر دو سزا پانچ تیرے ہی اتنے ہوں گے۔“

”ماجرہ! تم نے کن بھائی ہو۔ کہ اپنے بارے میں؟“

”جی۔۔۔ میرے پانچ بھائی اور کم چار بہنیں ہیں اور میرا نمبر آخری ہے۔ مجھے عام زبان میں کہو تو میں کہتے ہوں۔ میرا تعلق سوانہ سے ہے اور یہاں ہی طور میں ایک فریڈ فریڈ ہوں اور شادی سے پہلے چاب کر لی تھی۔“

”عدنان کئی عرصے سے شادی سے اجرت ہیں۔ رشتہ طے کرتے وقت کئی خوف کیا مشہور نہی سے شادی کر لی خوشی تھی؟“

”جو تک یہ کئی عرصے سے شادی سے اجرت ہیں اور ان کے بارے میں میں کوئی بات بھی نہیں سنی تو اس کے لیے خوف بھی محسوس نہیں ہوا اور جہاں تک مشہور نہی سے شادی کی خوشی کی بات ہے تو میں نے ان کی شہرت سے متاثر ہو کر شادی نہیں کی۔“

صرف اب صرف ان کی شہرت اور خاندانی بیک گراؤ پر کچھ کر شادی کی۔“

”اب وہ دن ایک ساتھ نکلتے ہیں تو ظاہر ہے کہ لوگوں کی توجہ عدنان پر ہی ہوتی ہوگی اس وقت کیا احکامات ہوئے ہیں تمہارے؟“

”مجھے ان کے ساتھ جانا اور لوگوں کا ان سے محبت سے ملنا بہت اچھا لگتا ہے۔ شہرت اور عزت سب کے نصیب میں نہیں ہوتی۔ ہمیں رب کا شکر ادا کرنا چاہیے۔“

”اب وہ دن ایک ساتھ نکلتے ہیں تو ظاہر ہے کہ لوگوں کی توجہ عدنان پر ہی ہوتی ہوگی اس وقت کیا احکامات ہوئے ہیں تمہارے؟“

”اب وہ دن ایک ساتھ نکلتے ہیں تو ظاہر ہے کہ لوگوں کی توجہ عدنان پر ہی ہوتی ہوگی اس وقت کیا احکامات ہوئے ہیں تمہارے؟“

لیکن کبھی کبھی آپ کا دل چاہا کہ ماجرہ آپ کے ساتھ فیڈلٹس ہوں؟ اس طرح ان کل دوران میں چاہے کہ میری ساری باتوں ہی ایک فیڈلٹس ہوتے ہیں؟“

”جی ہاں۔۔۔ ماجرہ! تم نے کن بھائی ہو۔ کہ اپنے بارے میں تم نے سناں کو کھیلایا۔ کیونکہ بیماری ماں کے لیے اہمیت ہی کیا میں مشہور ہوئی ہیں۔“

”جی ہاں۔۔۔ آپ ہاں ٹھیک کر رہی ہیں۔ لیکن آج پوچھیں تو میری ماں اور میری بہنیں بہت سی اچھی ہیں۔ یہ تو یہاں بہت کے رہتے ہیں اور یہاں سے جا رہا ہوں کہ اگر تم اتنے ہیں تو سزا کی بھی ماجرہ اور اگر دو سزا پانچ تیرے ہی اتنے ہوں گے۔“

”ماجرہ! تم نے کن بھائی ہو۔ کہ اپنے بارے میں؟“

”جی۔۔۔ میرے پانچ بھائی اور کم چار بہنیں ہیں اور میرا نمبر آخری ہے۔ مجھے عام زبان میں کہو تو میں کہتے ہوں۔ میرا تعلق سوانہ سے ہے اور یہاں ہی طور میں ایک فریڈ فریڈ ہوں اور شادی سے پہلے چاب کر لی تھی۔“

”عدنان کئی عرصے سے شادی سے اجرت ہیں۔ رشتہ طے کرتے وقت کئی خوف کیا مشہور نہی سے شادی کر لی خوشی تھی؟“

”جو تک یہ کئی عرصے سے شادی سے اجرت ہیں اور ان کے بارے میں میں کوئی بات بھی نہیں سنی تو اس کے لیے خوف بھی محسوس نہیں ہوا اور جہاں تک مشہور نہی سے شادی کی خوشی کی بات ہے تو میں نے ان کی شہرت سے متاثر ہو کر شادی نہیں کی۔“

صرف اب صرف ان کی شہرت اور خاندانی بیک گراؤ پر کچھ کر شادی کی۔“

”اب وہ دن ایک ساتھ نکلتے ہیں تو ظاہر ہے کہ لوگوں کی توجہ عدنان پر ہی ہوتی ہوگی اس وقت کیا احکامات ہوئے ہیں تمہارے؟“

”مجھے ان کے ساتھ جانا اور لوگوں کا ان سے محبت سے ملنا بہت اچھا لگتا ہے۔ شہرت اور عزت سب کے نصیب میں نہیں ہوتی۔ ہمیں رب کا شکر ادا کرنا چاہیے۔“

”اب وہ دن ایک ساتھ نکلتے ہیں تو ظاہر ہے کہ لوگوں کی توجہ عدنان پر ہی ہوتی ہوگی اس وقت کیا احکامات ہوئے ہیں تمہارے؟“

”اب وہ دن ایک ساتھ نکلتے ہیں تو ظاہر ہے کہ لوگوں کی توجہ عدنان پر ہی ہوتی ہوگی اس وقت کیا احکامات ہوئے ہیں تمہارے؟“

مادون — شہاد
ظونہر — مومنی رضا
میگ اپ — روزنی پانڈا



عید الاضحیٰ کی سرتماستیں قریب قریب ہیں۔
 یوں تو عید سے قبل ہی عید کے لیے خوب ساری تیاری کر لی جاتی ہے مگر ہر کسی خواہمیں کاہنہ شوق بہن کی خند
 ہو جائے۔ انواع و اقسام کے پکوان اور مہمانوں کی آمد و رفت انہیں خاصا مصروف رکھتی ہے۔
 قربانی کی مصروفیات کے باوجود ذوق برق پکڑے پڑھ لیاں، مسندی، عیدی اور دعوتوں سے عید کے لمحات
 رنگین ہوتے ہیں۔
 پیشگی طرح اس سال بھی ہم نے ہمیں عید اپنی قارئین کے ساتھ منانے کا اہتمام کیا ہے۔ عید الاضحیٰ پر
 سو سے کے سوالات یہ ہیں۔

- 1- تپ کو سب سے زیادہ لطف کون سی عید پر آتا ہے عید الفطر یا عید الاضحیٰ؟
- 2- عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی کے حوالے سے پیش آنے والا کوئی دلچسپ واقعہ؟
- 3- اس عید الاضحیٰ پر کون سی خوش خاص طور پر منانے کا ارادہ ہے اس خوش کی ترکیب کیسے

ممکن عید میٹھے لمحات

ادوار

منوارا کہہ کر اپنی

پائل ٹیک کا آپ کے کسی بھی خوشی عید اور
 تہوار کے موقع پر خواہمیں کا زیادہ وقت بہن میں ہی
 گزارنا ہے۔

ہوں پھر کون چوکا کر سب گھر والوں سے خوب تعریف
 سمیٹتی ہوں اس لیے مجھ کو طور پر میں کہہ سکتی ہوں کہ
 مجھے دونوں عیدوں پر مت مزا آتا ہے۔
 2- پادگار تو بہت ہی عید میں ہیں مگر قربانی کے حوالے
 سے کئی دلچسپ واقعہ میرے ذہن میں نہیں آتا جو
 میں آپ سے سیکر کراؤں۔ ویسے پادگار تو بہت ہی عید میں
 سکتے ہیں۔ اگر اس کے سوسے میں میرا نام بھی شامل
 ہو جائے۔

1- مجھے تو دونوں عیدوں ہی پر مت مزا آتا ہے۔
 عید الفطر پر رمضان المبارک کی برکتوں اور رحمتوں کو سمیٹنے
 کے ساتھ ساتھ گھر کی تفصیلی صفائی کرنا اور اس کے
 ساتھ شاپنگ کرنا، نئے تحائف کا پکا ہوا کرنا، چاند تار
 کو چڑھانا، مینڈا اور مسندی لگانا۔
 اس سب سلسلے سے ممکن تو ہو جاتی ہے مگر ہمیں
 عید کا اپنا مزا ہے اور ہر عید کے دن اپنے بچوں سے
 عیدی لینا اور بچوں کو عیدی دینا۔ اس کے برعکس
 عید الاضحیٰ پر زیادہ مصروفیت ہوتی ہے۔ قربانی کرنا گوشت
 تقسیم کرنا۔

3- تیرے سوال کا جواب بہت ایسا اور ہی سے
 دے رہی ہوں مجھے واقعی اسنے کہ والوں کے لیے پکا کر
 بہت اچھا لگتا ہے میرے گھر والے میری بہن ہوتی
 دشمنی اور اچھے کرتے ہیں بلکہ ہمارے شے ملنے
 والوں میں بھی میری دشمنی بہت متقبل ہیں۔ سب کو
 میرے ہاتھ کاڑھا بہت پسند ہے۔
 میرے ایک بہنائی دینی میں ہوتے ہیں وہ تو سب
 سے بہت فین ہیں میری کو تک کہ۔ تو ہم ہمار
 گوشت ملاؤ۔ قربانی عید الاضحیٰ پر سب گھروں میں
 تقریباً ہی کو دینی کھانے پیتے ہیں جو کہ میں بھی بہنائی

- ہوں گھر میں پار میٹر ارادہ ڈھیلی کباب اور سج کباب
 بنانے کا بھی ہے اس لیے تو تقریباً سب ہی خواہمیں کوفن
 کی ترکیبیں آئی ہوں کی پھر میں جو چلی کباب بنانے
 کی ترکیب لکھ رہی ہوں۔ ضرور ڈھیلی پیچھے کا اور
 تھریس پائے گا۔
- چلی کباب
 اجزاء:
 1 کلو
 حسب ذائقہ
 1 چائے کا چمچ
 2 دھانے کے گچے
 3 چائے کا چمچ
 1 چائے کا چمچ
- بڑا ہوا زور
 کئی اور کباب مشق
 امداد دینے
 اور کہہ سکتے ہیں
- انڈے
 پیاز
 گنڈ
 گھریا تھابت
 گرم مسالہ اپنا ہوا
 ہری مرچ
 بڑا دھنیا
 تیل
- 2 عدد
 2 عدد درمیانی
 2 عدد درمیانی
 کھانچا چائے کا چمچ
 آدھا چائے کا چمچ
 حسب پسند
 1 گھی
 تھلے کے لیے ترکیب :
- تو عید قیر ایک کپ پانی ڈال کر ابلیں پھر پانی
 خشک ہو جائے تو اسے پانی پیچھے میں ملا کر بہت باریک
 چیں لیں۔ پھر تھم مسلے اس میں شامل کر دیں۔
 پوسے ہوئے کباب بنا کر تو سے پڑھا کر تک بین میں من
 لیں۔

برکے والا گوشت

اشیاء :

گوشت

دو کلو (خوب صاف کر لیں)

ایک چائے کلو

1/2 آپ

12 سے 15 اہد

15 سے 15 اہد

زیر

آئل

ہری مرچیں

جیت کر لال مرچیں

برک

چائے مسالا

نمک

لیوں

ترکیب :

آئل میں ذرہ بٹکا سا فرنی کریں۔ خوشبو آنے لگے تو گوشت ڈال دیں اور فرنی کریں۔ اب اس میں پارکیک کئی ہری مرچیں اور جیت مال مرچیں ڈال دیں اور پھر گرم کر کے دیر بڑھ دو۔ یہ گوشت لپٹائی چھوڑے گا اور اس میں گل جانے کا لگاؤ اس میں آپ خود ذرا اسپرائل بھی نہ ڈالیں۔ جب گوشت اچھی طرح گل جانے لگا تو برک شامل کر کے مزہ چھوٹیں۔ نمک مرچ شامل کر کے ڈش میں ڈال لیں۔ چائے مسالا چتر کر کر لیوں کی قاشوں کے ساتھ سرو کریں۔ خود بھی کھا لیں۔ دسواں کوبھی کھا لیں۔ سب انگلیوں چاہتے رہ جائیں گے۔

آسیر صدیق یا بہتہ - تعلقہ گھبٹ

واقعہ یہ تھا کہ زیادہ تروت چکن میں ہی گمراہا ہے عید ہو گئی تھی تو رات دو بجیں تو دونوں عیدوں پہ باہر آئے تو مصروفیت اپنی جگہ کر لیا تھا ابھی تو عیدوں ہی کو مانگے۔

2- دُوبُجہ واقعہ یہ ہے کہ ہم عید والے دن ہی قرنی کی تہی نہ ہو۔ انجانوں کی کھانیاں صاحب نے 3 بجے کا اچھا راقا تو اور ہم نے وہ چاکر گوشت ڈال دیا۔

تک آجائے گا وہی گوشت سے ہم نے مہمانوں کی (جو کر لیا والے بھی ہوتے ہیں اور سرسرا لے والے بھی) تو شیخ کریں گے۔

مگر فصائل صاحب کا یہ کہانا چاہتے ہیں۔ ہم انتظار کرتے رہے۔ دو سہری چڑھیں سے تو اس کو کر کے ہوتے ہیں اور 6 بجے فصائل صاحب آئے گوشت آگے آئے 7 بجے جاتے ہیں۔ ہم پھر سے مڑھل ڈال کر بھی کرتے ہیں اور گوشت کی ہلٹے کے لیے بنا دیتے ہیں جو کہ قھالی نے بڑے بڑے بوتھوں کی صورت میں انا قھاب سب پختے ہیں اور مل جل کر کام کرتے ہیں اور رات کے 11 بجے جاتے ہیں اور عید کا فہم تمام ہو جاتا ہے۔ دسواں دن ہم سرسرا لیا جاتے ہیں جو کہ قرعہ ہی ہے۔

3- اس دفعہ میں گوشتے ہڈوں کی جو کہ سب کھیتانے آتے ہیں۔

مجھ سے میرے شوہر بہت چار کرتے ہیں۔ یہ بھی پکائی ہوں مزے لے لے کر کھاتے ہیں اور بچوں کو بھی مہربانیاں ہوا ہے مگر کھانے سے میں بھی بھڑے جا رہا ہوں سخت سے کھانا پکائی ہوں جو کہ اکثر مزہ ناز کر لیا کرتا ہے۔ میں بھی اچھا پکائی تو بھی کر کے والے نوک شوق سے کھا لیتے ہیں کوئی بھی کھانے میں کیزا نہیں نکالتا۔ کام پختے ہیں جس سے آسیر ہی تو ترکیب ہوں گی ہیں وہ بھڑکے ہیں۔ مجھ سے زیادہ کھنڈو تو ان میں موجود ہیں ان کی ترکیب میں زیادہ بڑھ کے سیکھ لوں گی۔ میری یاد سے بھٹکے تو لاشہ رائیڈ اچھی نہیں کی۔

بہت سرت لطف احمد - گراچی

1- عید اور فلور عید والا خوشی دونوں عیدوں کی اپنی اپنی جگہ ایک خاص اہمیت ہے۔ اگر دیکھا جائے تو عید اور اپنی مثل آپ سے بچیں میں تو عید اور فلور کا مزاج الگ قلم۔ دو سواں سے ملنا عید عید لینا اور اپنی ساری عیدی کو کھلنے میں ہیے شوق کرنے میں جو سوز آتا تھا اس میں پہلے سب تو اس سال کی مرچیں ہی لوگوں نے ہی دیکھی رہی تھی چھوڑ دیا ہے اور رہا ملائے تو صرف

ہا ہوں گے لوگوں تکھی صدمہ ہو کر رہا ہے اور دہری 11- ہڈوں کی بات تو وہ صرف ایک لمحہ اس میں اور گل تک لیا ہی ہے۔

جب کہ عید اور عید کی خاص بات ہے کہ یہ ہڈوں کی عید ہوتی ہے۔ عید آئے سے پہلے ہی قرنی کے ہاڑوں کی ویلہ جمل اور ان کے ساتھ وقت گزارنے میں جو سوز آتا ہے اس کی بات ہی سمجھو اور بے قرانی کے بعد اپنی اور بھنوں کے ساتھ مل کر تمام خاندانوں کو شربت داریں اور بھنوں اور غریبوں میں گوشت پختے کرتے ہیں۔ گوشت عظیم کرنے کے لیے بنا دیتے ہیں۔ گوشت کے کھانے کے ساتھ قرنی کو کاپور گرام ارجن کرتے ہیں اور عید والا ہی کے موعج گوشت کے ٹائی ٹی دھسی بنا کر گھروا لیں گے قرعہ میں وصل کرتے ہیں۔ عید والا کئی میں گھر میں رہتے ہوئے بھی اس عید کو گھر پر طریقے سے اچھا کرتے ہیں۔

2- عید والا کئی کے موعج پر کئی روپ و واقعات ہیں جو میرے ذہن میں آ رہے ہیں لیکن جو واقعہ میں بیان کر رہی ہوں میں سے بھی نہیں بھول سکتی۔

چھٹی عید اور بھو قرنی کی گانے تھری خواہش کے مطابق عید سے ایک ہفتہ پہلے لے کر آئے اس کی وجہ سے تھری خوشامد آتی ہیں۔ بھی میں بھول سکتی کوئی نہ کوئی گانے کو آئے اچھی دن ہی کر کے سے کہ اس کی طہیت اچھا کھ خراب ہو گئی اس نے کھانا پینا ہی چھوڑ دیا۔ ہر وقت سرت کھائی رہتا مہمب گھر والے سرت میں آئے اور گانے اور خاص طور پر۔

روستے بھی خاص طور پر جینا کہ تم لوگوں کی خدمت کی وجہ سے ایک ہفتہ پہلے ناپاؤ گانے کی ہی کیفیت میں دن تک رہی تو بولنے صاف کہہ دو کہ اسے کل ہی فتح کروں گا۔ یہ سن کر ہمارے ہو قرنی آگے۔ ہم سب اللہ سے دعا میں مانگتے اور گھر آگے کہ اللہ نے تھری سن لی اور گانے دن ہی ہمارے کزن اللہ سے نہیں ہے خوشخبری دی کہ گانے نے کھانا بنا شوق کر دیا ہے۔ جس نے پوچھا ہے اس کی

طہیت سمجھتے تھے۔ اس کے بعد سب گھروا لیں گی آٹھوں میں آٹھو آگے ہے مگر ابھی تک بھول نہیں پاتے۔

3- میرے ہاتھوں کے بے کھانوں کی قرعہ تو بھی کھاری ہوتی ہے۔ گو کہ میں کھانا ہی بھی کھار پاتی ہوں کیونکہ اگر تو بھو صرف اسی کے ہاتھ کے بے کھانے ہی پختہ ہیں۔ خاص طور پر برائی بدل تو سرت کرے کہ میں بھی چٹوں اور دلو وصل کروں لیکن یہ گولڈن جاس بھی بھی ہی ملتا ہے البتہ میں چاہتا ہوں کھانے اور کھانا سے چھانچائی ہوں اس لیے جب بھی ابو کا چائیز کھانے کا موزہ ہو تاکہ بے تو چھ سے فرما نہیں ضرور کرتے ہیں تو میں بہت شوق سے اور دل لگا کر کھاتی ہوں۔

جب سب قرعہ کرتے ہیں تو دل خوشی محسوس ہوتی ہے پھر اس پار میں نے بھی ٹھان لی ہے کہ سب گھروا لیں گے ہماری ہولی بنا کر ہی کھلاؤں گی جس کی ترکیب یہ ہے۔

بھاری بوٹی برائی

ایزا :

گوشت کی چھوٹی چھوٹی ڈشیں کریں 'چٹ مسالا' ہلدی گرم مسالا کھل مٹھی مرغ کئی ہڈی لال مرغ اور ک سب کاپیٹ لال مرغ پینا پناہوا اور ایک کب پتل چھانچا لال کھو ڈھیا پونہ پٹی مرغ لیوں ملٹا اور دو عیدوں کے لیے گوٹہ مقدار میں نمک لال دہری حسب ضرورت ڈال دیں

ترکیب :

گوشت کو ایک بھول میں ڈال دیں پھر خود آسا پینا پناہوا اور لال دیں۔ چٹ مسالا گرم مسالا کھل مرغ کئی ہڈی لال مرغ ہلدی کھل مرغ اور ک سب کاپیٹ نمک حسب ضرورت اور دہری ایک کب ڈال کر خوب اچھی طرح کھ کریں۔ تقریباً ایک یا دو گھنٹے تک رکھیں۔ پھر ایک برتن میں بتل ڈال کر اس میں مسالا لگے گوشت کو ڈال دیں۔ خود آسا بھون لیں پھر اس

تو کسی پانی پانی شامل کر کے دو ملائی آج پر پکے دیں۔ جب گوشت کل جائیں اور مصالحہ تیل چھوڑ دے تو سامن تیار ہے۔

ایک برتن میں پانی ڈال کر اس میں ایک چائے کا چمچ گھسنے کا لکڑی چمچ تک اور ڈراما سا کر اس سے چاول گڑھے رہتے ہیں اور جیت کر مسالہ ڈال کر ایل آسنے پر چاول شامل کریں۔ پھر ایک کھینچی میں پکے چاول پر سامن اس کے بعد کھینچ کر تازہ خیار پودنہ اور وہی مرغ ڈال دیں۔ بعد میں چاول شامل کریں۔ صدم پینے کے بعد چاول کو کھجھ کر اس کے اوپر خود اساتیل اولی کر دینی ہیں جیسے زیت بھاری ہوئی برائی تیار ہے سب کو کھلائیں اور تشریف وصول کریں۔

نشاط اسحاق کراچی

1 - ویسے تو دونوں عیدوں کا اپنا ایک الگ فلسفہ ہے تاہم ہمیں ذاتی طور پر عید الفطر زیادہ لطف آتا ہے کیونکہ ہمیں یسین کھانوں کی نسبت یعنی بوشتر زیادہ پسند ہے۔ عید الفطر تو ہے یہ یعنی عید شوہر میں اس کی چاشنی میں ذیلی ہوئی سائیں زیادہ بھالی ہیں۔ عید الاضحیٰ پر لطف اٹھانے سے زیادہ فرض بھالنے پر توجہ رہتی ہے۔ گوشت سبجانے اور پھراس کی تقسیم کے مراحل اتنا نکھادیتے ہیں کہ اس وقت کھانے پینے کی خواہش ہی تو ذوق ہی سے اور ممکن نہیں ٹھنکتے۔ دو تین پائل لڑتی ہے لیکن مصروفیت اور پھیلے ہوئے کلام فیر سے خوشی گننے پر مجبور کر دیتے ہیں۔

2 - بے شک یہ کیا پوچھ لیا۔ اس سوال نے تو گروش ایام کا مرغ چھینے کی طرف موڑنے پر مجبور کر دیا ہے۔ کیونکہ یہ قسمے ان دنوں کا جب بدولت چھین کی حدود میں داخل ہو کر رہے تھے۔ ہمارے گھر میں ذیلی کا ہمارا انچا نقد ہم گھر سے چھین سے ہی نظر آیا۔ مسکن ٹوانے ہمارا اس میں چلنا ہوا تھا کہ ہم کہے کی کیا کیا خاطر ہمارت کروں بہت مسکت ہیں کہ

تک باہم ہر شکر اور کھانا (لا تھق) شامل کر کے تھوڑی ہر روز پکا میں۔

اسکیل کی ٹیسے لے کر اس میں سلاخیں پھیلا کر رکھ دیں۔ ان پر دودھ ڈال کر بہت پیلاہم چمک کر پکے کر گم کیے ہوئے ٹھونڈ میں رکھ دیں۔ اونوں کا درجہ حرارت 180 سینٹی گریڈ ہونا چاہیے۔ دس منٹ تک کے ٹھنک لیں۔ لفظاً لفظاً ہر کئی دس منٹ ٹھنک میں بھرتے ہوئے کر رہے اور گرمی سے جلوت کر کے چیں کریں اور اگر صمان ٹھنک نہ لیں تو ان کا سر پھل دیں۔

شہور شہیدہ کراچی

1- ویسے تو دونوں ہی عیدیں بہت اچھی ہوتی ہیں لیکن مجھے عید قربان بہت پسند ہے۔ ویسے تو یہ سنت ابراہیمی علیہ السلام ہے، لیکن اگر دیکھا جائے تو اللہ نے اپنے نبیوں اور رسولوں کے پیروندہ کھانوں کو رتی رتی تک زندہ کر دیا ہے۔ گدھے کی پودا ہے تو فریو فریو ہوا اس طرح عید قربان میں ہم جانوروں کی پیلے دیکھ بھال کرتے ہیں پھر وہی کی طرح نسلاتے ہیں اور پھیل جاب ان سے انیت ہوتی ہے تو ہم اسے اللہ کی خوشنوی کے لیے اللہ کی روشنی قربان کر دیتے ہیں۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بے مثل قربانی کو یاد کرتے ہیں۔

2- ہم برہان اپنے گھر کے باہر ٹینٹ لگاتے ہیں تقریباً پورے گھنے کی گائیں اس ٹینٹ میں بدھتی ہیں۔ یعنی وہ سب اٹھنا اٹھنا باہر کی کرکے کرکے اور اس میں جانوروں کا ہر طرح سے خیال رکھنا ہوتا ہے۔ پورا اٹھنا ان کی فیدہ متان میں مصروف ہوتا ہے۔ سخت سرواں کی رات تھی تاہم سب اپنے باؤسے میں آگ جا کر سکی کر رہے تھے۔ تاکہ جانور بھی گرم رہیں اور ہم بھی تپ ہی غیر متوجع طور پر بارش شروع ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے سارا سمنظر اٹھنا ہمارے لڑکے دوتے لگے۔ گدھے کی ٹینٹ سے اٹھنے کا اور آگ بجھ

تھی۔ جانور کیے ہونے لگے خنارے لڑکے اپنی فکر چھوڑ کر جانوروں کو بچانے کے لیے گھنے کوئی چٹا کھٹا ایڈیٹ پر بھانے کے لیے تو کوئی پوریاں لایا گئے۔ ہر دانے کے لیے زین پر جو پانی بیچ ہوا کیا تھا کھڑے لڑکے اس کو نکالنے میں مصروف ہو گئے اور پھر وہاں لڑاؤ والا تاکہ جانوروں کو ٹھنک جبکہ لڑکے اور پھر پیش کی پوری لے کر ہم نے ٹینٹ کے باہر چھوٹی منڈیوں میں پھانسیاں کھینچی دیاہ اندر نہ آسکے اس طرح ہم نے جانوروں کو بھلیا۔ اور رات بھر ہم نے جانوروں کے ساتھ گزارا آگ جلا کر ان کی سکی کی۔ وہ رات ہم بھی کھینچ فراموش نہیں کر سکتے۔

چٹ پنے کباب

ایزنا
تیرہ کوحا کھانے کا چمچ
ٹک توحا کھانے کا چمچ
ہلکی مرچ چار ہند
اسن اور ایک ہند کا چمچ
ذیر پھانسا ہوا توحا کھانے کا چمچ
دھنیا پانی ہوا توحا کھانے کا چمچ
پاکر مسالا توحا کھانے کا چمچ
ہار اٹھا کر کھی لای
پٹھ کر مڑنا رکھانے کے ونچے
آگ کوحا کباب
تربک
پکے تیر کواہل لیں۔ لہلہ کے بعد اس میں تک سے لے کر پٹھ کر مڑنا تک سارے ایزناہ شامل کریں اور پھر ان سب کو ایک ساتھ چوب کریں۔ پھر ایک چھوٹی پانچ ہوا ان کے اس میں شامل کریں۔ پھر ان کی گھنے میں بیسج کباب کی طرح بنا کر اس کو ذیلی کریں۔ پھر آخر میں ان کباب کو کھٹ سے دھو لیں۔

بیکڈ مشائی کھڑے

ایزنا :
ڈبل روٹی کے سلاخیں آٹھ عدد
دودھ کوحا لیٹر
شکر ڈیڑھ پائی
تازہ کریم ایک کپک
کھویا پالا لائو ایک پائی
الٹی روٹی (دائے نکال کر چیں لیں) چار عدد
پلاہم پینے کا گلاس کا ایک کپک کٹ لیں) کو مٹی پائی
بہار کھویا
تو مٹی پائی
حسب ضرورت
نوٹ : ملائش میں ڈیڑھ شکر صرف ایک پائی لیں۔

تربک :
ڈبل روٹی کے سلاخ کو چار کھولوں میں کٹ لیں اور ان میں سزا ہونے تک لیں۔ دودھ ایل کر اس میں سے ہونے لگتی دیکھتے زور کر خود آگ جھانکے

ستگ
دستگ
دستگ

شاہین کشید



SKY کلام ہے اور سیکس سگنل کلام ہے۔
 ”کتے ڈرانے تین لیر آجئے ہیں آپ کے
 پڑو کنشن ہاؤس سے گورنر کون سے ہٹ گئے؟“
 ”تقریباً چھ ماہ پہلے تو کن میرا تھی بچے ہیں۔ لڈکا
 شکر ہے کہ ہمارے پڑو کنشن ہاؤس سے ہٹے والے
 سارے ہی ڈرانے بہت متہیل ہوتے ہیں۔ کنج کل
 آپ۔ محمود آباد کی بلکائیں“ دیکھ رہی ہیں۔ بہت
 بہت جا رہا ہے اور جن کو بہت زیادہ پڑائی ملی ہے ان
 میں ”ایجنٹ سٹیشن“ ڈوٹی ڈوٹی ایسوسی ایشن قائم
 بھاگ آئے بھاگ بہت متہیل ہوئے اور اب ”پاکس
 سٹی“ میں بھی بن رہی ہے، ”بھی ناظرین بہت شوق سے دیکھ
 رہے ہیں۔“
 ”ڈاکٹری کا شوق نہیں ہوا آپ کو؟“
 ”نہیں مجھے ڈاکٹری کا بائبل بھی شوق نہیں ہے۔
 کن مرتبہ پڑو پڑو سر ڈاکٹر کزن نے مجھے ڈراموں
 میں کام کرنے کی بہت صرف آفر دی بلکہ ڈورس بھی
 کیلئے مگر میرا تو بائبل بھی اس طرف رجحان نہیں ہے
 اور جی بات تو یہ کہ یہاں بھی پینڈ نہیں کریں گے میرا
 اسکریننگ کیلئے۔“
 ”یہ کیا بات ہوئی کہ خود کریں اور آپ کو اجازت
 نہ دی؟“
 ”اجازت دین نہ دیں۔ میں خود ہی پینڈ نہیں
 کرتی۔“
 ”گھرواری بھی کرتی ہیں اور فیملی نہ کر بھی سکتی
 کرتی ہیں۔“ ”مگر ڈوہاں ہوگی؟“

شیرازہ ہمایوں سعید
 ”کیسی ہیں آپ ماشاء اللہ کنج کل آپ کی
 پڑو کنشن میں کوئی ڈرانے دیکھ رہے ہیں اور ہمایوں
 سعید صاحب کے بھی۔ آپ دو دن نے الگ الگ
 پڑو کنشن ہاؤس کیلئے ہائے ہوئے ہیں؟“
 ”میں ٹھیک ہوں اور یہ ضروری نہیں کہ میاں
 بڑی ایک ساتھ کام کریں، ہاں ایک جیسا کام کریں یہ
 اور بہت ہے۔ درحقیقت یہ سیکلے فیملی میں آئے
 اوٹا کٹاری بھی شروع کی اور کچھ عرصے کے بعد پڑو کنشن
 میں بھی آئے جہاں اللہ کا دہانے کے ساتھ۔ میں کچھ
 عرصے کے بعد آئی۔ کنج کا پڑو کنشن ہاؤس 798



یہاں نہیں۔۔۔ میں مجھے کام کرنا اور ٹھکانا اصحا
 لگا ہے۔ میں جنہیں سے ہی محنت کرنے کی عادی
 ہوں۔ اس لیے یہ کام مجھے مشکل نہیں لگتا۔ بلکہ میں
 انہماک سے کرتی ہوں اور اللہ کا شکر ہے کہ گھرواری بھی
 سٹڈ نہیں ہوتی۔“
 ”بہشت ایک پڑو پڑو سر کے آپ کو کن کن
 دشا اور دل سے گزرتا پڑا ہے؟“
 ”کن ساری دشا اور دل ہیں۔ جیسے کسی فنکار سے
 ڈینٹ نہ مل رہی ہو یا کوئی فنکار بنا جائے تو کوشش
 ایسی نہ مل رہی ہوں اور خاص طور پر کبھی سیریل
 فن ایر ہو اور ایسے میں کوئی فنکار بنا ہوا ہے تو پھر
 بہت مشکل ہوتی ہے۔“
 ”کمانتوں کے لیے بھی دشاوری ہوتی ہوگی؟“
 ”ظاہر ہے۔ اگر ہمارے پاس کوئی اچھی اسٹوری
 ہوتی ہے تو ہم ڈاکٹر کو بتاتے ہیں اور راز گز خود بھی
 اسٹوری دے دیتے ہیں۔“

”مجھے ہیں کہ کوئی ضرورت مند اگر خود سے کچھ
 بانگ لے تو سامنے والا اس کو عزت کی نگاہ سے نہیں
 دیکھتا اس طرح اگر کوئی راز گز خود سے کہے کہ میرا
 محل ہے یا اسٹوری ہے تو پڑو پڑو سر اور ڈاکٹر اس کو
 اہیت نہیں دیتے جیسا ہے کیا؟“
 ”اگر کوئی راز گز خود۔۔۔ بل کہ ہمارے پاس آپ ہے
 تو ایسا نہیں ہے کہ ہم ان کو اہیت نہیں دیتے اگر
 اسٹوری اچھی ہوتی ہے تو ہم ضرور اس پر کام کرتے
 ہیں۔“

”کوئی بھی کام ہو“ وقت کی پابندی بہت ضروری
 ہوتی ہے اور جو ٹوٹ وقت کی پابندی نہیں کرتے ان
 کے ساتھ سپ کا دعویٰ کیا ہو سکے۔“
 ”میرا دعویٰ کسی کے ساتھ برا نہیں ہو سکتا۔ اول تو
 لوگ وقت کی پابندی کا خیال رکھتے ہیں اور جو نہیں رکھ
 پاتے ان کی بھی کوئی نہ کوئی جبری ہوتی ہے تو میں
 غم نہیں کرتی بلکہ راستہ دلہنی جبری کو سمجھنے کی
 کوشش کرتی ہوں۔“

”ظہور میں کوئی ٹھکانے کا ادارہ ہے“ یا ڈاکٹرن
 کی طرف آپ کا رجحان ہے؟“
 ”ابھی اس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔
 ادارہ تو انسان کے مت سے ہوتے ہیں لیکن ان کو
 وقت سے پہلے آشکار کر دینا مناسب نہیں لگتا اور
 ڈاکٹرن کی طرف آئے گا کوئی ادارہ انہی تو نہیں
 ہے کہ ان کے لیے تجویز کا وہ طاقت ضروری ہے
 اور میرے پاس کوئی تجربہ نہیں ہے۔“
 ”کھانا پانا کا رویوں کے ساتھ چلنا ہے یا جب
 موقع لگا کھانا کھانا جبیل چلا جائیگا؟“
 ”میں تو صحیح آہستہ ہی دیر سے ہوں۔ تقریباً
 ساڑھے بارہ ایک پیچے سیری صح ہوتی ہے تو پھر کام
 چھوٹا کھینچ کر اس آجانی ہوں اور پھر آج بے پیمانہ
 پیچھے کے قہسب کرتی ہوں۔“
 ”چلیں تو پھر آپ کام کریں پھر ہم بعد میں بات
 کریں گے۔“

اسد سلگ

”کہے ہیں؟“

شاعری سے بڑھتے

سید حنیف

نوکر زبان بہتے ہیں۔
 ہوتے سے خام تو انکوں میں ہوں گیا پھر تو
 کہاں گیا ہے میرے شہر کے مسافر تو
 میں جانتا ہوں کہ دنیا مجھے بدل دے گی
 میں جانتا ہوں کہ ایسا نہیں۔ بظاہر تو
 میری مثال کا کہ نقل خشک صحرا ہوں
 تیرے لیا لیا کہ شامِ جن کا طائر تو
 قرآز ٹوٹنے سے مشکوں میں ڈال دیا
 زمانہ صاحبِ نرا اور صرف شاعر تو

اختیار عارف کی دلہن شامی میں سے چند
 اشعار۔
 بھوک ڈھوب میں چھانڈ ہی بائیں کہتے ہیں
 آنسو بھی تو ماڈرن بیسی بائیں کرتے ہیں
 خود کو کھرتے دیکھتے ہیں کچھ کہ نہیں بلتے لیکن
 پھر بھی رنگ تعلق بیسی بائیں کرتے ہیں
 عشق کی انجیل کو ہر قسم کی یوں کہتے ہیں۔
 ہاتھ ڈائی دنیا بھی اور عشق میں بھی گناہ ہے
 سوجھ کے اب خیر نہ ہو میں مطلقاً نام نہاں ہے
 آج کا دن میں بے صوفی ہی ہوں ہی ہوں گیا
 آج کے دن بھی بڑی ہی پڑے پھر کھرے مارے کام ہے
 فیض احمد فیض کی ایک نہایت بڑا فنم کا یہ قصہ
 مجھے بہت پسند ہے۔

جن احسانات و کیفیات کو زبان سے آوازیں
 کیا جا سکتا مائیں بہ زبانِ شاعری بیان کیا
 جاتا ہے۔
 اور وہ اب ہوا فانی، ہمارے منکر کا تعلق
 ظہورِ دانشور اور اسائن اس میں کامل مہارت
 رکھتے ہیں۔ کیا خوب فرماتے ہیں۔
 خودی جو علم سے علم کو فریخت چاہیں
 اگر ہو عشق سے علم کو تصورِ امرِ سخن
 - اپنی دنیا آپ پیدا کر گئے نفل میں ہے
 مہتر آدم ہے، تعمیر کن نفل سے زندگی

کا کہ شامی میں بس اور شاہِ طغر کا نام اپنی
 مثال کا ہے۔ رنگوں میں قید ہونے کے باوجود
 انہوں نے خیانت سرخون شامی کی ہے۔ اس منزل
 میں انجیل لیا جی نہ ہی کا مال نکلا ہے۔
 - زمین کی آغوش کا تو ہوں زمین کے دل کا تڑپا ہوں
 جو کسی کے کام نہا سکتا میں وہ ایک شہتِ خاکِ پربا
 ہے ناخوشی کہے کہوں، کوئی باہر میں چھوڑ کر گیا
 کھانے کے قلع جلائے گویا میں وہ کسی کا ہزار ہوں
 میں نہیں ہوں خود ہی خزاں کھلی کھلی گنگا
 میں بیٹھے ہی رنگ کی ہوں مزلوں جیلہ کی پارلو
 میرا رنگ روپ بگڑ گیا، امیرا بار مجھے سے بھگڑ گیا
 جو جن خزاں سے بڑ گیا، میرا ہی کی نقلی ہوا میری

اور قرآنیک ایسے شاعر ہیں جنہیں حمد سزا کا
 پاسک ہے۔ ان کی اس منزل کے اشعار کثرت

دہائی میرے ساتھ کسی سماج میں جا کر تھی
 چکے کے لو اس کی تو انہیں ہی پر ہی آئی ہے۔
 "بہت خوب۔ ہمارے یہاں اتنے نعت خواہوں
 کی بہت کی ہے، تقیاً سید محمد زین العابدین ایک ایسا
 افسانہ جنت ہوں کہ لو کہ میرے تھے بچے ہیں آپ
 کے؟"

"ایک ہی پڑا ہے سید محمد زین العابدین اور میں
 تیشاں ہیں۔ ان کی تو اس میں بہت خوب صورت
 ہیں اور وہ ہی نعتِ خلیفہ گئی ہیں۔ میری ایک بیٹی تو
 حافظ قرآن بھی ہے۔"
 "آپ بہت مصروف رہتے ہیں۔ خاص طور پر
 رمضان المبارک" وہی راج اور علی میلا اور اسی کے
 میں ہیں۔ تو آپ اپنی سنی کو تو تھک نہیں دے پاتے
 ہوں گے؟"
 "آپ ٹھیک کہ رہی ہیں مگر ان میں ہلکے کے علاوہ
 بھی میری بہت مصروفیات ہوتی ہیں۔ پھر آئے دن
 ملک سے باہر بھی جاتا رہا ہے تو قاضی میں اپنی سنی کو
 اترا تھک نہیں دے یا جتنا کہ مجھے دینا چاہیے، لیکن
 کیا کہوں کہ میری مجھوری ہے؟"
 "تھکوانے والے طراش ہوتے ہیں کیا؟"
 "نہیں ہرگز نہیں۔ وہ میری مجھوریوں کو سمجھتے
 ہیں اور خاص طور پر جس شخصیت کو سمجھتا ہے وہ
 بخوبی میری مجھوریوں سے واقف ہے اور وہ میری بیوی
 ہے۔ اس نے زندگی میں میرا ساتھ ساتھ دیا ہے۔"
 "کوئی خاص بات خوب آپ کتنا چاہیں؟"
 "میری اس میں میرے بہت سے ضروریات ہوں
 تو میری بیوی نے نہ صرف کہ کوئی خاص طریقے سے چلا گیا
 بلکہ بچوں کی پرورش میں بھی اتنے سہرا نہیں کی کہ آج
 میرے چاروں بچے نہایت اچھے پڑھا لکھ میں عمد اور
 اربو تہذیب میں اپنی مثال آپ ہیں۔"
 "میری بات ہے، ان افسانہ آپ سے پھر گفتگو ہے
 کی۔"

مشہور حراج نگار اور شاعر
 انشاء جی کی خوبصورت تحریریں،
 کارٹونوں سے مزین
 آفتِ لطافت، مضبوط جلد، خوبصورت گز پوش

کتاب کا نام

4500/-	مراٹھ	آوارہ گرد کی ڈائری
4500/-	مراٹھ	دیا کلا ہے
4500/-	مراٹھ	ان ایلوٹ کے خواب میں
2750/-	مراٹھ	پتے ہوتے تھکے کھیلے
2250/-	مراٹھ	گرمی گرمی پھر اسافر
2250/-	ظور حراج	غارت گم
2250/-	ظور حراج	لوہکا گرمی کتاب
3000/-	گورکھ گرام	انسانی کتے سے شہ
2250/-	گورکھ گرام	چانگر
2250/-	گورکھ گرام	لہہ تھی
2000/-	ایگرائیوں ہاؤس ناٹو	انعاماتوں
1200/-	ایگرائیوں ہاؤس ناٹو	ناگھوں کا خمر
4000/-	ظور حراج	باجا تھری کی
4000/-	ظور حراج	آپ سے کیا وہ

مکتبہ عمران ڈائجسٹ
 37، اردو بازار، کراچی

ان صدمہ بنا دے اسے جان بچاں دیا ہے
دل کے دشاں پر اس وقت تیری جاہنیاں
یوں گراں ہونا ہے کہ جسے ابھی بیچ فراق
ڈھل گیا ہو گرا دن ابھی گئی وصل کی راست

ادھر سے یہاں کی اذیت ابجد اسلام اچھدی
اس نظر میں کیا خوب نظر آتی ہے۔
- لاٹھی لٹخی رہیں لفظ بدلنے کے سبب
کوئی تحریر مسلسل نہیں ہونے پائی
ماصل نظر یہی چند ادھر سے نکلے
کوئی تصویر مٹل نہیں ہونے پائی

اور ہم محبت کی ساری فریبوں میں کو اس نظم
یوں جیسے ہم را شدتے سو کر دکھو ما ہے۔
مشال خود شہد و ماہو انجہری محبت جوں دے گی
عروسی نظرت کے میں شاد اب کج طرح ماحول رہے گی
شاعرانہ امیدیں کے بہرقت روح پر خوشیاں ہے گی
مشگفتہ و شادیاں کیسے گی مشگفتہ و شادیاں ہے گی
یہری محبت جوں دے گی ...!

ایک ہنسا نظر نے بھی کیا خوب کہا ہے۔
تیری خوشبو
مجھ میں ایسے
جیسے تیں میں تیں
مجھ سے جیسی
کوئی تو دیکھے
تیرے عشق کی بیل

اب کہ مسترق اشعار۔
وہ جس کے شاعر پر ہنجر کو کر سکیا تو نے نزل کا
تیری گل سے جملے میں لانا سر جملانے کر گیا وہ
(ناگہر کھلی)

- کیسی جلی ہے اب کے ہوا تیرے شہر میں
بنو سے بھی ہو گئے ہیں غدا تیرے شہر میں
(ناگہر نزل)

سائٹی

کام

ہے ان صدمہ بنا دے اسے جان بچاں دیا ہے
مکڑوں تک خود اپنے آپ کے حالات بھی
(نور سعیدی)
- میں دوسرے دور پہنچ جاتا ہوں تازہ
ترخ سوچ کا دھارا جو بدلتا ہے ہرگز
- جی توں میں حق جوا میں ایک ہی کر بیٹھو ہے
کس کے پہرے کوچ کھنا کسی کی زلفوں کو کھانا
(سحر رضوی)
- حال دل اس کو سنا کر سے بہت خوشی کو کرتے
میں اب سوچے ڈھل گیا تیری اوقات وہی
(کوثر شایانہ)
- خالہ میں بات بات پر کہتا تھا میں کو جان
وہ شخص آخر قی مجھے بنے جان کر گیا
(مائلہ شریف)
- دل گیا میں میں جب انفل تو یہ صدا آئی
گر کئی دہوار اور ساہ اسپلا ہو گیا
(انفل منیاں)
- جن سے بات بھی کئی شکل وہ بھی اس مٹل میں ہے
مفتن کی لطف دے گا اس کو شعر سنائے میں
(مفتن اقبال کوٹھلی)

آخر میں اپنا تعارف کرواتی ہوں۔ میرا نام
سدیہ صنف ہے۔ بی۔ اے کی اسٹوڈنٹ ہوں۔
میرا تعلق ضلع ناندوال کے شہر مگڑو سے ہے۔
شعور شاعری سے بہت لگاؤ ہے۔ خود بھی لکھنے
سے خاصا شغف ہے۔ میری ایک نظر کا یہ ہے پار
پتھر ہے۔ اور ایک جہاں بہت آداں میں
ہیں۔ شاعر ہو گئی ہیں۔ اب اپنے مدافعت
کے ساتھ اجازت مانگتی ہوں۔
- باہی تیری عبادت ہو گئی ہے
مجھے تجھ سے محبت ہو گئی ہے

سہ ماہی

وہ دن محمد علی سے محبت کرنے والا نکاح میں ہو گیا۔ حرمی کو اپنے خون بہرے سے لالچ کے قابل بنانا اس کا پیشہ ہے۔ اس کی پوری زندگی محنت سے عمارت ہے جو وہ اپنے پیارے مریض پر صرف کرتا ہے۔ شادی کو آٹھ سال کا دورہ گزر چکا ہے۔ اپنے بچے ہوئے۔ اس نے وہ بھی ذرا بڑا ہوا۔ اس کے ساتھ رہتا ہے۔ ذرا بچہ مریض کو چھوئے گا تو چھوئے گا۔ ایک مرتبہ پھر اس سے ہے۔ وہ دن محمد کا دورہ ہوا۔ اس کی زندگی خوش فرتی بیٹے کے لیے محمد کا ہاتھ پکڑا۔ اس کی دعا میں سبب سمجھتی ہیں اور اس کے ساتھ ایک خوب صورت بچی جنم لیتی ہے۔ اس سے وہ اپنی محبت کے ہاتھ کاٹھک کر رہا ہے۔

جلال الدین کے روز و شب ڈوگری کی بیٹی میں بٹے گز رہے ہیں۔ اس ڈوگری کے دوران اسے آرام کرنے کا موقع بھی کم ہوتا ہے۔ وہ بچے کے مشغول کا خواب اسے متحرک رکھتا ہے۔ شمال میں کسی کی محبت کا چھٹو اس کی دنیا کیلئے کھول دیتا ہے۔ وہ ۱۳ سال کی باویں اس سے بچھن رہتی ہیں۔ ان میں کاتھکا پارا وہ آرام کرنے لیتا ہے تو پھر اس میں سے اظہار ملتی ہے کہ جنت بی بی ان کی حراست میں ہے، جس کا خواب ہے کہ اس نے اپنے شوہر کا دل لیا ہے۔ جلال الدین اپنے دل کی دوست مسعود کے ساتھ ہر کام میں لگے ہیں۔ اس میں پتھار ہے اور جوت دکھاتا ہے کہ جنت بی بی کو جینا کی مریض ہے، جس کی شادی ابھی ہوئی تک نہیں۔ جنت بی بی حالت جلال الدین کو اعصابی صحن کا شکار کرنے لگتی ہے۔ جسے اس نے توکراں کے سارے بچھو کر میں رکھ چھوڑا ہے۔

فینے 14 سال بعد اپنی بیٹی جلالی کے ساتھ آئرلینڈ سے پاکستان آئی ہیں تو ان میں تو قریب صاحبہ کے ہاتھ کے نکلے کو چلا شے میں بہت وقت لگا ہے۔ وہ پھیل کے دوست تو قریب صاحبہ کے توسط سے دہلی میں بی بی الیکسی میں ٹھہرتی ہیں۔ ٹرٹوہ انبال ٹھہرا اور وہ جتنی خاتون ہیں۔ بی بی اور اور بی بی ان کے پیارے بی بی کی بی بی ملاقات میں انہی سے دوستی ہو جاتی ہے۔

شعبہ اعلیٰ طب میں جنت بی بی اور مسعود تو جوان ہے جسے صنف ہانگ کا فیر ضروری ہوتا ہے۔ تاہم بھی ناگوار گزارتا ہے۔ وہ



سہ ماہی

سہ ماہی

Society

www.PAKISTAN

”میں اس کا کوئی توفیق ہی ہے جس اور تمہاری بیٹی کو محفوظ رکھے گا۔“ جنص نے تیز لہجے میں کہا تھا۔
”میں اور میری بیٹی میرے ممالک کے گورنر ہیں، میں محفوظ رہیں گے۔“

”تم جس قدر احمق ہو۔“ جنصل بیٹی کی طرح سلگھی لیکن فوراً اس نے اسے لہجے کی تبدیلی پر توجہ دلائی۔
”بھئی کی جاننا اور یہ تمہاری بیٹی کو محفوظ رکھنے کے لیے تمہارا من میں ہرگز نہ ہوگی۔ صرف جب

”اور میں یہ سمجھ سکیں کہ تم اسے بے شکلی بنائے ہو۔“ جنص نے کہا۔
”جب کاغذ تواریخ اور اٹھارہ سال کی عمر میں ہی جانتا ہے، اجنبیوں کا آپ اپنے بیٹے کے لیے کسی اور کو چھوڑ

”جنص اس غلط قسمی قوم ہرگز نہ رہتا کہ جب کاغذ تمہاری بیٹی کو اپنی کمانی سنبالی سے ملے گا۔“
”اسے اسطرح۔“

”مجھے کیا پتہ ہے، جو تم رکھا ہے، فریڈ تیکر۔“ جنصل بیٹی نے طنز سے انداز میں کہا۔
”تمہیں لگتا ہے جب آپ کے آگے مجھ سے کہا تھا کہ اس کاغذ کوئی کے اٹھارہ سال کا ہونے میں چاہتا اور اسی کے نام منتقل

”اور اگر کسی کوئی بیٹی میں ہرگز اس کی ہمت نہ ہوتی۔“ صوری بیٹی نے کہا۔
”وہ بھی صرف اس لیے کہ اس کاغذ کو قائم بن جائے اور جب کی جائیداد میں اپنے نام لکھوا سکوں۔“

”اس کے اس قدر اہمیت سے کہنے پر فریڈ ششور سے روٹی ہوئی تھی۔
”کیوں کیا آپ نے ایسا؟“ بیٹی پر بعد فریڈ کے یوں سے لگا تھا۔

”بڑا عقائد سوال ہے، لیکن اس کا جواب بھی میں دے سکتی ہوں، پتا ہے مجھے جب سے زیادہ اپنی اولاد عزیز

”ہے اور میں نہیں چاہتی کہ میرے مرحوم شوہر کی جائیداد کو اس طرح سے تقاریر ہوں۔“ جنص نے تم کو مسموم

”پتہ دلایا۔“ جنص نے کہا۔
”آپ میری سوچ سے زیادہ کرگذا، ثابت ہو رہی ہیں۔“ فریڈ نے یک دم نفرت سے کہا تھا۔ جب تک بیٹی شال پر

”نہیں ہے۔“
”زبان سنبھال کہات کرو۔“

”میں سنبھال رہی ہوں۔“ جنص نے کہا۔
”تمہاری کئی خفت انگیز استہلال نہ کروں؟“

”تمہاری میرے سامنے کوئی لوقات نہیں ہے اس لیے اپنی زبان بند کرو۔“ جنصل بیٹی کے لیے اپنے ہاتھ پر

”توجہ دیا۔“ جنص نے کہا۔
”تمہاری میرے سامنے کوئی لوقات نہیں ہے اس لیے اپنی زبان بند کرو۔“ جنصل بیٹی کے لیے اپنے ہاتھ پر

”توجہ دیا۔“ جنص نے کہا۔
”تمہاری میرے سامنے کوئی لوقات نہیں ہے اس لیے اپنی زبان بند کرو۔“ جنصل بیٹی کے لیے اپنے ہاتھ پر

”میں نے تمہیں تمہاری حیثیت سے لیا، اور اواز لگانے کا سب سے پہلا۔“ جنصل بیٹی نے نفرت سے کہا تھا۔
”اور اواز لگانے کا سب سے پہلا۔“ جنص نے کہا۔

”میں نے تمہیں تمہاری حیثیت سے لیا، اور اواز لگانے کا سب سے پہلا۔“ جنصل بیٹی نے نفرت سے کہا تھا۔
”اور اواز لگانے کا سب سے پہلا۔“ جنص نے کہا۔

”میں نے تمہیں تمہاری حیثیت سے لیا، اور اواز لگانے کا سب سے پہلا۔“ جنصل بیٹی نے نفرت سے کہا تھا۔
”اور اواز لگانے کا سب سے پہلا۔“ جنص نے کہا۔

”میں نے تمہیں تمہاری حیثیت سے لیا، اور اواز لگانے کا سب سے پہلا۔“ جنصل بیٹی نے نفرت سے کہا تھا۔
”اور اواز لگانے کا سب سے پہلا۔“ جنص نے کہا۔

”میں نے تمہیں تمہاری حیثیت سے لیا، اور اواز لگانے کا سب سے پہلا۔“ جنصل بیٹی نے نفرت سے کہا تھا۔
”اور اواز لگانے کا سب سے پہلا۔“ جنص نے کہا۔

”میں نے تمہیں تمہاری حیثیت سے لیا، اور اواز لگانے کا سب سے پہلا۔“ جنصل بیٹی نے نفرت سے کہا تھا۔
”اور اواز لگانے کا سب سے پہلا۔“ جنص نے کہا۔

”میں نے تمہیں تمہاری حیثیت سے لیا، اور اواز لگانے کا سب سے پہلا۔“ جنصل بیٹی نے نفرت سے کہا تھا۔
”اور اواز لگانے کا سب سے پہلا۔“ جنص نے کہا۔

”میں نے تمہیں تمہاری حیثیت سے لیا، اور اواز لگانے کا سب سے پہلا۔“ جنصل بیٹی نے نفرت سے کہا تھا۔
”اور اواز لگانے کا سب سے پہلا۔“ جنص نے کہا۔

”میں نے تمہیں تمہاری حیثیت سے لیا، اور اواز لگانے کا سب سے پہلا۔“ جنصل بیٹی نے نفرت سے کہا تھا۔
”اور اواز لگانے کا سب سے پہلا۔“ جنص نے کہا۔

”میں نے تمہیں تمہاری حیثیت سے لیا، اور اواز لگانے کا سب سے پہلا۔“ جنصل بیٹی نے نفرت سے کہا تھا۔
”اور اواز لگانے کا سب سے پہلا۔“ جنص نے کہا۔

”میں نے تمہیں تمہاری حیثیت سے لیا، اور اواز لگانے کا سب سے پہلا۔“ جنصل بیٹی نے نفرت سے کہا تھا۔
”اور اواز لگانے کا سب سے پہلا۔“ جنص نے کہا۔

”میں نے تمہیں تمہاری حیثیت سے لیا، اور اواز لگانے کا سب سے پہلا۔“ جنصل بیٹی نے نفرت سے کہا تھا۔
”اور اواز لگانے کا سب سے پہلا۔“ جنص نے کہا۔

”میں نے تمہیں تمہاری حیثیت سے لیا، اور اواز لگانے کا سب سے پہلا۔“ جنصل بیٹی نے نفرت سے کہا تھا۔
”اور اواز لگانے کا سب سے پہلا۔“ جنص نے کہا۔

”میں نے تمہیں تمہاری حیثیت سے لیا، اور اواز لگانے کا سب سے پہلا۔“ جنصل بیٹی نے نفرت سے کہا تھا۔
”اور اواز لگانے کا سب سے پہلا۔“ جنص نے کہا۔

”میں نے تمہیں تمہاری حیثیت سے لیا، اور اواز لگانے کا سب سے پہلا۔“ جنصل بیٹی نے نفرت سے کہا تھا۔
”اور اواز لگانے کا سب سے پہلا۔“ جنص نے کہا۔

”میں نے تمہیں تمہاری حیثیت سے لیا، اور اواز لگانے کا سب سے پہلا۔“ جنصل بیٹی نے نفرت سے کہا تھا۔
”اور اواز لگانے کا سب سے پہلا۔“ جنص نے کہا۔

”میں تمہارے ہاں ہنسی کا طعنہ نہیں فرماتا۔“ میں نے فریق میں کہا۔
 ”ہاں سے نہیں کہہ رہا۔“ ٹولی نے تیزی سے کہا تھا۔

”بہانہ ہونے اور انہیں کوئی تکلیف پہنچانا تو ضرور اور عمل کو اور طرح کا ہو تا لیکن اس صورت حال میں جب کہ انہیں مجھ سے چھڑنے کی مثال گزر رہی ہے تو مجھ ان کی صرف وہ شکل یاد ہے جس تصویروں میں یہ معنی ہوں گا۔ شاید ان کی محبت میرے خون میں شامل ہے لیکن یہ جتنا ہی شدید نہیں ہے کسی ایک شخص کو موت کے منہ میں کود جانے سے۔ آپ کو میری خود غرضی پر غصہ آ رہا ہے میں جا چکی ہوں۔ لیکن میں خود غرض نہیں ہوں یہ آپ کی اپنی طرح ہی ہیں۔ اس میں صرف اتنے ہی کس کس بات کو اتنے ہی نہایت سے کچھ بچ رہی ہوں۔
 پلوں کے بر عمل کی ہے آپ کو تکلیف پہنچائی ہوئی تو میں اسے جا ہی طرح سمجھتی ہوں کہ ہر حال میں اہل زمانہ محبت کے آپ ہے۔“

”مجھے ہے تو اپنے آپ کے لئے کسی۔ یہی خوشی کے لیے یہ کام کرنا۔“ ٹولید نے کہا۔

”کئی۔“ ٹولی بڑھاری ہوئی۔ ”آپ میری زندگی کا سب سے اہم سب سے خوب صورت اور جیتی رشتہ ہیں۔ آپ کے لیے کوئی زندگی کی خوشی سے متوجہ ہوا اور کوئی نہیں ہے کہ آپ اگر کسی کس کس شہزادے کے بجائے کسی اور سے شادی کر لیں تو اس کے لیے یہی سچا ہوا جاؤ گی لیکن اس میں آپ کی مشا اور خوشی ہو گی لیکن میں وہ نہیں کر سکتی جو آپ کر رہی ہیں۔ میں خود ہی نہیں جاؤ گی۔“

”کسی بات میں تمہیں اتنی جاتی اور حریفی تو نہیں جانتی ہوں کہ میں نے اپنے آپ کو کبھی کبھی آپ میں رنج کی قائل کو اس کے انجام تک پہنچانا ہے اور شہزادے کو بھی فی الحال بھول جاؤ گی کہ تمہاری شادی جلال سے ہوئی نہیں اسے تکی ہو گی کہ تمہارا میں اپنے ملا ہو۔“
 بعض اوقات یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ پتھر ٹی کے پہلی ضرب شدید شہزادے کو مری ٹولی کے ساتھ بھی کی اور اتنا ہی بگاڑا ٹیٹر کے مہنگے پتھر کو کچھ رہی تھی۔



”مراٹ ڈال۔“ ایسا لیکر کہا آپ نے جلال سے۔ ”چند منٹ بعد ٹولی کے لیوں سے غصہ سے ہونے سے تیرین الفاظ نکلتے تھے۔“

”خیر ایسی طرح بسکون یعنی جس سے ان کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں ابھرتا۔
 ”خیر میری بات کو کر چلی جانے پر رضامند ہو جاؤ گے میں تمہارے سوال کا جواب دے دوں گی۔“
 ”بازی کی میری ہر وقت سے زیادہ کوئی بگاڑا کر رہی ہیں آپ۔ پہلے خود ہی جاننے کی خود اور امید اب جلال سے شادی۔“

”جلال وہ زہر ہے ٹولی بڑھو صرف تم سے نکال کے ابھرا ہوا ہاتھ آسکتا ہے۔“ ٹولید اس کی بڑھائی کی وہ ایک بے خبر جیسے ایک ناز کی کیفیت میں بول رہی تھی۔
 ”میرے زہر کا ڈاڑھے نہ سب وقت پر خود ہے گا۔ لیکن اسے اپنے ختم کرنے کا صرف ایک راستہ ہے اور وہ ہے نکالے۔ میں نے مجھ سے کہا کہ جلال کو تمہارے ختم کرنے کا کیا ہے؟ یہ مصمم انسان ہے جو بے گرام سے تمہاری محبت میں مبتلا ہو گیا۔ لیکن میں اس کے پریشان نہ ہوں گی۔ مرکز ضرورت میں ہے ہم جلال کو اپنے ختم نہیں استہلال کریں گے اس کے بعد تم اس سے خطرے سے بچنا اور خود کو نہایت شادی کے لئے ضرور اس

اس میں کچھ تاخیر نہیں ہے بلکہ کسی کو بھی کچھ نہیں ہے بلکہ اس بارے میں تم کسی کو کچھ تاخیر نہیں دیا گی۔

”میں جانتی ہوں بلکہ تمہارے لیے مشکل ہے لیکن انسان ارادہ کرے تو فنا کا کوئی کام بائکن میں رہتا۔ مشکل جسے اس کے کچھ نہیں ہے بلکہ اس کے کام لگنے میں سے جس میں زیادہ اور پوک میں زیادہ۔ اس صورت میں پر میں نے تمہاری قیمت اس طرح کی کہ تم بہادر اور حوصلہ مند ہو۔ ہر مشکل کے سامنے تو جانا۔ یہی بات سے انکار کر کے مجھے پوس کرنا اور یہی جب کے قابل اور مزاحمتی ہے ذہنی کی سب سے بڑی خواہش ہے میں اس صورت کو اس کے انجام تک پہنچانا ہوتی ہوں۔ اس خود ہی میں جاؤ گی تو میں تمہارا حق لے گا اور ثبوت بھی۔“

”تمہارے پاس اس سے بھی زیادہ ہے ایک تو یہ میری مرضی کے عین مطابق ہے۔ جلال سے نکاح کر دو اور حریفی چاہو تو ضرور ہر راستہ ہے کہ میری بات سے انکار کر کے میری مرضی کو اپنی شکل دیکھو۔ میں سچ کہ رہی ہوں بلکہ اگر تمہارا انکار کیا تو میں خود ہی کر لوں گی سب کچھ جس میں وہ نہیں ہے۔ لیکن یہ میری بات سے ٹولید نے انہیں اس کے حق اپنے کھڑی ہو گئی۔ ٹولی نے اس کے سر کو تکیے ہو کر سے پتھر سے بے رحمی سے منہ کھولنے کی بات نہیں کر رہی تھی۔

”تمہارا اور جو بھی فیصلہ ہو مجھے بتانا۔ اور ہاں یہ بات ہم دونوں کے درمیان رہے تو چاہتا ہے بصورت دیگر خود ہی تو میں کر رہی ہوں گی۔“

”ٹولید کا جب حکم تھا تو میں نے ٹولی سے بھی اس لیے میں بہت نہیں کی تھی۔ اسے ان کا بھی حریفانہ کے دینے اور تعلقہ جڑانی پریشانی۔“ ”جب یہ سب کچھ میری سر لفظ اس کی کیفیت بیان کرنے کے لیے کافی ثابت ہو رہا تھا۔

”وہ شہزادی خیر جلال کے وہاں کے کے پیچھے نائب ہو گیا تو پتھر رہی۔ اس کے سر میں مسلسل دھماکے ہو رہے تھے۔“

”Psychotic Disorder“ اس کے کانوں میں پھینچل رات کے کہو سے اپنے اپنی الفاظ کو سننے لگے تھے صرف یہ ہی میں مختلف آوازوں میں اس کے ارد گرد کو جھلکی تھی۔
 ”کسی انسان کے ارد گرد موجود سوچ و محال سے اس انسان کی سوس میں گہریں انکا دیتے ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ گہریں نفسیاتی انجمنوں میں بدل جاتی ہیں۔“ سیادو یا جیٹ نے ایک بار کہا تھا۔
 ”وہ وہاں Psychois کا شکار ہیں۔“ اس نے نکل کہا تھا۔

”نفسیاتی مریض کسی ایسا نہیں ہوتا جو اپنے ارد گرد اپنے والے ہر انسان کو ایک مختلف نوعیت کا نفسیاتی ایجنڈا پیش کر رہا ہو۔ اسے یہ سب کچھ اس کے انفرادی ہوتے ہوئے کو محسوس کرے کہ اس کا وہاں پہلا ہوتے۔
 ”نفسیاتی میں سینٹرلائزڈ کرنے کے بعد وہ اس نے سلفا ڈرائی کو کھینٹے ناکا۔
 ”کلیک۔“ مہربانی نفسیاتی ایجنڈا کا شکار انسان اپنے ارد گرد ہر شخص کو اپنی مرضی کے کسی خود کو مت شدید نفسیاتی ایجنڈا بھی پیش کر سکتا ہے۔“ یہ اس کی اپنی آواز تھی جو اس کے ارد گرد چہرہ رہی تھی۔
 ”ٹولی کے ارد گرد کو تو اس پر حق پوری تھی۔“

اس کی زبان سے اسے خود ہی کی وہ مہربانی تھی۔ وہ ہر طرح کے خطرے سے آگاہ ہونے کے باوجود اسے جان بوجھ کر موت کے نشہ میں مبتلا رہی تھی۔ اس نے کل جنت کی کو نفسیاتی مریض قرار دیا تھا لیکن ان کے احساس ہو رہا تھا کہ اس کی اس کو ایک نفسیاتی مریض نہیں ہیں یہ بات سوچنے میں عجیب لگ رہی تھی لیکن

ساستی

کر کے کئے والا تھا کہ میری طرف سے تم آزاد ہو اب اپنی زندگی کا ہر فیصلہ کرنے کے لیے۔
 ”شوہن ما میری بہت تونہ۔ لیکن شوہن فون رہ کر کہا تھا اور ہوا ہی چاہی کہ اسے فون کرنے کا کوئی نام نہ نہ
 ہو گا۔ شوہن کو چلانی ہنہ میں آنا تھا لیکن جب آنا تھا تو اسے اسے اترا بھی نہیں تھا۔
 بلدی کو اس کے اشتعال کے لحاظ سے ہونے تک انتظار کرنا تھا اور اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے ہر چیز جان بوجھ کر
 اس کی مخالفت برآباد ہو گئی ہو۔ مے کی لہیا لیتی لہجہ دے اس کے گرد بیجا جان بوجھ تھا کہ پوری کوشش کے
 بلکہ وہ اس جہاں سے نکل نہیں پارتی تھی۔
 جس وقت سے مہر کے لادنے کے صوبے پر غلبہ ہی اسی وقت خیرہ کر کے تھیں۔
 کیا بہت سے ہوا ہی اس طرح کیوں نہیں ہو؟“ پتے کے اندر اس عمل لاپرواہی ہی جیسے کہہ ہوا لیکن نہ ہوا اور
 ان دونوں کے درمیان تعلقات کی نشا نشا تہ ہو۔
 ”میری اسی شوہن سے بہت ہوئی ہے۔ کپ تھکے سے میرے بارے میں کیا کہتا ہے؟“
 ”ڈونٹ ڈری مائی چائلڈ! ایسا کہہ نہیں سکتا ہے ہمد میں Cover نہ کیا جاسکے۔“ ان کا اطمینان قتل رہا
 تھا۔

”میرے میں؟“ ہوا کی کا صدمے سے برا حال ہو گیا۔
 ”کپ کی مجھے میں کیوں نہیں آہا گی؟ کپ میری پوری زندگی تباہ کرنے پر تلی ہوئی ہیں۔“
 ”میں تمہاری زندگی تباہ نہیں کر رہی مسٹوار رہی ہوں۔ چاہتا ہوں اسی تمہاری زندگی میں سستی تہذیبیں آئیں
 گی نہ کھنڈ۔“
 ”لیکن مجھے؟“
 ”لیکن وہ لیکن اب کہہ نہیں سکتے ہاں کیا نہ میں جواب چاہیے ہوا ہے؟“
 ”جواب میں کپ کو کہنے کے تکی ہوں۔ جو کپ چاہتی ہیں میں نہیں کر سکتی۔“
 ”تھمکے جیسے تمہاری مرضی۔“ خیرہ نے تھمکے جیسے میں کہا اور وہ ایسے ہیہ دم میں تلی تھیں ہوا کی مسٹوار
 میں ہوئی تھی لیکن صوبے پر یہ مہر اور ہوا کو سرتھانے کی۔ اس کے ذہن میں عجیب و غریب سوچوں نے لپٹا کر
 رہی تھی اور اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اگلے تین چار گھنٹوں میں وہ اپنی زندگی کا سب سے
 مشکل اور سب سے اہم فیصلہ کرنے والی ہے۔

ڈاٹ کام

کچھ دیر بعد جب وہ بیہ دم میں گئی تو خیرہ نے بیہ دم سے سداہ بڑی تھیں۔ سارا بیہ ہلچل پر غلبہ کی گولیاں لیا ایک
 مثال کی طرح پڑی تھی۔ اہلی پولیس میں بیہ دم چند روز کے بیٹھنے سے اسی سے مشکل آئی تھی اور اس وقت ہوا کی
 گمان میں ہی نہیں تھا کہ یہ گولیاں اس مقدمہ کے لیے مقرر کیا جانی ہیں۔
 صورت حال کی سنگین کا احساس ہوتے ہی ہوا کی بھی گم ہوئی۔ لیکن اس کا دل چاہا تھا وہ اپنا سہیت لے اور
 پھر مرنا یا میں کرنا کے صدق اس نے خیرہ کا سہا لہانے کا فیصلہ کر لیا۔

باقی آئندہ ان شاہ ماڈ

صاحبِ مہربانی

”اچھے ہونے کے لیے“

انوری بیگم نے دروازے پر لٹکے مٹے کپڑے ہاتھ کے پھرتے ہوئے گلی میں جھانک کر اپنے شوہر کو پکارا۔

اسلم صاحب کچھ ہی قاصطے پر کھڑے تھے کہ ایک بزرگ سے پیچیدہ نوعیت کی بات چیت میں مصروف تھے۔ انوری بیگم کے پکارنے پر فطرت کے اسے سرخ ہو گئے۔ بزرگ سے معذرت کر کے بیگم کی طرف متوجہ ہوئے۔ ان کے پاس کچھ بچے کھینچتے ماتھے کے بالوں میں لٹائی امانت ہو چکا تھا۔

”کیا مسئلہ ہے؟“ وہ فرمائے۔ انوری بیگم اپنی ہی ترنگہ میں جھبھی۔
”ہر دواری قرینا کے لیے گھوڑا بھرا خریدے گا مغیر سے چالیس ہزار کی پیش لکھی ہے۔ ذرا سوچنا ہی چاہئے گا۔ نکلے والا ہر رعب پڑے گا اور آپ کی بھی برادری میں ہوا ہوا ہو جائے گی۔ خوب چھان چنگھ کر۔ بچے گا۔ اور تھاپا لے لے گا۔ بھری کرنا اور لانج کے سہا بکرا ہی چاہیے۔ خیال رکھیے گا چاہوں تاکہ میں سالم اور نقص سے پاک ہوں اور خوب مروتا بنوں۔“
چھیل چھیل عید کی طرح گونگنا سونگنا پکائی گئی تانگوں والا مرل سا بکرا اٹھا کر لے آئے۔ آئیے گا کام نہیں ملے گا لالچ میں ہیں۔“

اسلم صاحب ہنسنے میں پہلو بولنے لگے۔ اس بات کے گھوٹوں سے پردے کی لوٹ سے جھانکتی عورت میں سن سن لینے والے لہرائے میں ایسی سمت بلب رہی تھی۔

”یہ عورت اپنی بھارت کے مظاہرے سے باز نہیں آئے گی۔“ اسلم صاحب شرمناک ہوئے۔ چارپے تھے جبکہ انوری بیگم ہاتھ بھی بنا کر بولے جاری تھی۔

”یہ لکھا تو آپ نے کیا پتار اور نالے بھرنا کت انورہو کر اٹھا؟“ کچھ حلق سے کوئی آہٹ میں بھی تو آواز نکلا۔ وہ۔۔۔ حد تو یہ تھی کہ قرینا کے وقت کسی ذرا سا چھینے کی توفیق نہ ہوئی۔ دنیا و محلہ سے کوئی ذرا سا چاہا تھا۔ آخر کو ذرا ہو رہا تھا۔ کئی مصلحت بات تھی۔ کبھی آپ کی باتوں میں اصل بات تو یہ بھی تھی۔ کبھی بھرا منٹا جا رہے ہیں تو ساتھ لالچ ٹیپ بھی لے چاہئے۔ کچھ فہم بھوں کی گرد میں باجی طرح غیب کھینچے گا۔ جس کی طرف سب سے بھی ہو۔“ اس بھرے کو خریدنے پر کبھی نے کسی سے سنا تھا کہ بھرے کی کرنا ہنسنے لالچ لہی ہوئی کھتا ہی کھو کر شہ کی مقدار اس میں زیادہ ہو گی۔“

وہ قصور میں گھڑا بھرا سوچ کر محوش اور مزید کچھ کہنے کے لیے اب واکے مکر اسلم صاحب کی کمراری گواڑ میں اپنا ہت بند کر رہا۔

”تھک ہے۔“ تھک ہے۔“ سمجھ گیا تھی ساری نصیحتوں اور فضول کے غور سے تھکان عورت اپنی طرح تھکن سے بدل سمجھ رہا تھا۔ ہوشیار اور اندر ہیں۔ بھی کھری کھی حالت درست کر لیا کہ سارا وقت دروازے کے آگے کھڑی بیٹھ کر نا اور سڑوں کی ڈول لٹکے ہی کام رہا۔ گیسے تم عورتوں کا دفتر میں چوکی سپرد کی اپنی خیر خواہی کی وجہ سے۔ تاکہ چھانگی نہ ہو۔ اور جتنی روٹی کی طرف سے آتی ہو گی



سہ ساسی

کام

ks

ہو اپنے کسی دوست کی طرف چلا گیا۔ رات کے کھلنے کی قدر داری کو یہی کہ جھٹلائی ہوئی تھی۔ ملازمہ ساتھ ہوئی کسی اورے کو یہی کہ وقت فارغ کرنا تھا۔ اسی اس کی شادی کو چھ ماہ سے اس لیے اس کے ذمے چلے بیٹھے کہ ہمیں تھے پھر کر میں ملائیں بھی موجود نہیں۔ ہوا اس لحاظ سے اسے سراسر میں لگی مسئلہ تھا۔

اس کے شوہر کی کنز تھی جو تقریباً اسی کی ہم عمر تھی۔ وہ اپنے شوہر اور ایک بھرنے کے ساتھ زندگی میں رہی تھی جہاں اس کے شوہر کی ملازمت تھی۔ جب شوہر کی شادی ہوئی تو وہ لوگ ملانہ چھٹی آئے ہوئے تھے۔ یوں کنز کی وہ ملاقات ہوئی تھی۔ شوہر کو مرنا چھٹی تھی۔ اس کے جانے کے بعد وہ اپنے ایک دوست کو میں بیکہ دوست بنا گیا تھا۔ کچھ عرصے میں کنز کی دوستی میں پروان چڑھی تھی۔

آج ڈانے لپٹنے کی یہ پہلی سالگرہ کی تصویریں بھیجی تھیں۔ انہوں نے خان شان بے ہوش میں فریالہ نے بولیں گے اور وہاں۔

عزیز تصویریں میں سیدہ خدیجہ صورت اور خوش گدھی تھی۔ تصویر بڑے مزے سے اس کی تصویروں کھنکھناتے گھر دی گئے ہاؤس۔ کچھ کو آواز آئے تھے گیس تو اس کی فوج ہوتی۔ کو آواز پانڈی کی تھی۔ شوہر نے جلدی سے تصویریں بند کیں اور کیوٹر بند کر لگی۔ تاکہ آپ کے ساتھ جا کر بیٹھ سکے لیجانہ ہو کہ کوئی جگہ کہ دیکھو وہ اپنی تک اپنی لگی چڑی سراسر کو ٹھیک تھے۔ کچھ نہیں چلائی کہ کورس کا وہ اپنے ساتھ بہت اچھا تھا۔ کنز بھر میں وہ جگہ راقی تھی۔

آج ڈانے لپٹنے کی یہ پہلی سالگرہ کی تصویریں بھیجی تھیں۔ انہوں نے خان شان بے ہوش میں فریالہ نے بولیں گے اور وہاں۔

عزیز تصویریں میں سیدہ خدیجہ صورت اور خوش گدھی تھی۔ تصویر بڑے مزے سے اس کی تصویروں کھنکھناتے گھر دی گئے ہاؤس۔ کچھ کو آواز آئے تھے گیس تو اس کی فوج ہوتی۔ کو آواز پانڈی کی تھی۔ شوہر نے جلدی سے تصویریں بند کیں اور کیوٹر بند کر لگی۔ تاکہ آپ کے ساتھ جا کر بیٹھ سکے لیجانہ ہو کہ کوئی جگہ کہ دیکھو وہ اپنی تک اپنی لگی چڑی سراسر کو ٹھیک تھے۔ کچھ نہیں چلائی کہ کورس کا وہ اپنے ساتھ بہت اچھا تھا۔ کنز بھر میں وہ جگہ راقی تھی۔

آج ڈانے لپٹنے کی یہ پہلی سالگرہ کی تصویریں بھیجی تھیں۔ انہوں نے خان شان بے ہوش میں فریالہ نے بولیں گے اور وہاں۔

عزیز تصویریں میں سیدہ خدیجہ صورت اور خوش گدھی تھی۔ تصویر بڑے مزے سے اس کی تصویروں کھنکھناتے گھر دی گئے ہاؤس۔ کچھ کو آواز آئے تھے گیس تو اس کی فوج ہوتی۔ کو آواز پانڈی کی تھی۔ شوہر نے جلدی سے تصویریں بند کیں اور کیوٹر بند کر لگی۔ تاکہ آپ کے ساتھ جا کر بیٹھ سکے لیجانہ ہو کہ کوئی جگہ کہ دیکھو وہ اپنی تک اپنی لگی چڑی سراسر کو ٹھیک تھے۔ کچھ نہیں چلائی کہ کورس کا وہ اپنے ساتھ بہت اچھا تھا۔ کنز بھر میں وہ جگہ راقی تھی۔

عزیز تصویریں میں سیدہ خدیجہ صورت اور خوش گدھی تھی۔ تصویر بڑے مزے سے اس کی تصویروں کھنکھناتے گھر دی گئے ہاؤس۔ کچھ کو آواز آئے تھے گیس تو اس کی فوج ہوتی۔ کو آواز پانڈی کی تھی۔ شوہر نے جلدی سے تصویریں بند کیں اور کیوٹر بند کر لگی۔ تاکہ آپ کے ساتھ جا کر بیٹھ سکے لیجانہ ہو کہ کوئی جگہ کہ دیکھو وہ اپنی تک اپنی لگی چڑی سراسر کو ٹھیک تھے۔ کچھ نہیں چلائی کہ کورس کا وہ اپنے ساتھ بہت اچھا تھا۔ کنز بھر میں وہ جگہ راقی تھی۔

اس کے پاس پیرا گاہ تھی۔ ان کا گھر نزدیک تھا اس لیے کوئی خوفناک نہیں کہ ایک خلیفہ جاری رہتا تھا۔

”تم بڑا اچھا گھر میں؟“ میں نے کہا۔

”ہاں، ایک سالگاہی ہے۔“

انہوں نے ہنسی کا چوڑھا۔

”اس کی دوست کی طرف گئے ہیں اور میں یہاں۔“

”کیوں نہیں رہے؟“

”انہوں نے مسکراتے کہا۔

”جیسے پہلے والے شوق میں تھک گئے۔“

”اس میں پہلے والی کیا بات ہے؟“

”شوہر نے دل میں سوچا۔

پھر کہا اپنی لہلہ اور ہنسی بھائی سے یہ مخاطب ہو گیا۔

”میں اپنے فیس بک کا شوق تو چھوڑا ہے سب کو۔“

”تو یہ لہلہ میں نے کوڑو اور سرکین کی تصویریں دیکھیں۔ پانڈی تھی وہی ہیں ساری کی ساری۔ لہلہ تصویریں میں بیکہ گاہر خاندان کا نام خوب روشن گوری ہیں۔“

اس کے پاس پیرا گاہ تھی۔ ان کا گھر نزدیک تھا اس لیے کوئی خوفناک نہیں کہ ایک خلیفہ جاری رہتا تھا۔

”تم بڑا اچھا گھر میں؟“ میں نے کہا۔

”ہاں، ایک سالگاہی ہے۔“

انہوں نے ہنسی کا چوڑھا۔

”اس کی دوست کی طرف گئے ہیں اور میں یہاں۔“

”کیوں نہیں رہے؟“

”انہوں نے مسکراتے کہا۔

”جیسے پہلے والے شوق میں تھک گئے۔“

”اس میں پہلے والی کیا بات ہے؟“

”شوہر نے دل میں سوچا۔

پھر کہا اپنی لہلہ اور ہنسی بھائی سے یہ مخاطب ہو گیا۔

”میں اپنے فیس بک کا شوق تو چھوڑا ہے سب کو۔“

”تو یہ لہلہ میں نے کوڑو اور سرکین کی تصویریں دیکھیں۔ پانڈی تھی وہی ہیں ساری کی ساری۔ لہلہ تصویریں میں بیکہ گاہر خاندان کا نام خوب روشن گوری ہیں۔“

اس کے پاس پیرا گاہ تھی۔ ان کا گھر نزدیک تھا اس لیے کوئی خوفناک نہیں کہ ایک خلیفہ جاری رہتا تھا۔

”تم بڑا اچھا گھر میں؟“ میں نے کہا۔

”ہاں، ایک سالگاہی ہے۔“

انہوں نے ہنسی کا چوڑھا۔

”اس کی دوست کی طرف گئے ہیں اور میں یہاں۔“

”کیوں نہیں رہے؟“

”انہوں نے مسکراتے کہا۔

”جیسے پہلے والے شوق میں تھک گئے۔“

”اس میں پہلے والی کیا بات ہے؟“

”شوہر نے دل میں سوچا۔

پھر کہا اپنی لہلہ اور ہنسی بھائی سے یہ مخاطب ہو گیا۔

”میں اپنے فیس بک کا شوق تو چھوڑا ہے سب کو۔“

”تو یہ لہلہ میں نے کوڑو اور سرکین کی تصویریں دیکھیں۔ پانڈی تھی وہی ہیں ساری کی ساری۔ لہلہ تصویریں میں بیکہ گاہر خاندان کا نام خوب روشن گوری ہیں۔“

اس کے پاس پیرا گاہ تھی۔ ان کا گھر نزدیک تھا اس لیے کوئی خوفناک نہیں کہ ایک خلیفہ جاری رہتا تھا۔

”تم بڑا اچھا گھر میں؟“ میں نے کہا۔

”ہاں، ایک سالگاہی ہے۔“

انہوں نے ہنسی کا چوڑھا۔

”اس کی دوست کی طرف گئے ہیں اور میں یہاں۔“

”کیوں نہیں رہے؟“

”انہوں نے مسکراتے کہا۔

”جیسے پہلے والے شوق میں تھک گئے۔“

”اس میں پہلے والی کیا بات ہے؟“

”شوہر نے دل میں سوچا۔

پھر کہا اپنی لہلہ اور ہنسی بھائی سے یہ مخاطب ہو گیا۔

”میں اپنے فیس بک کا شوق تو چھوڑا ہے سب کو۔“

”تو یہ لہلہ میں نے کوڑو اور سرکین کی تصویریں دیکھیں۔ پانڈی تھی وہی ہیں ساری کی ساری۔ لہلہ تصویریں میں بیکہ گاہر خاندان کا نام خوب روشن گوری ہیں۔“

راہزہ کو تصویریں دیکھ سکتی ہے۔ وہ تصویریں دیکھتی بھی آتی تھیں۔ جس نے تو کسی کو نہیں دکھا سکتی۔

”تم نے شاید اسی تک نہیں اپنا ایسا بیجنگ میں دیکھی ہوں کوڑو۔“ سرکین نے عسکری بیٹیلے کے ساتھ تصویریں تکتی تھیں۔ یہ خیال رکھنا تھا ان سے زیادہ کوڑو بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔ شروع سے یہ لوگ ہم سے بیٹھے ہیں۔ اب دیکھ لو بالکل کوئی آواز کی رہی ہوئی ہے۔ تو نہ کہ اپنی تصویریں ہمارے گھر میں ہیں۔ وہ ان میں سے کسی تصویروں کو دیکھ کر ایک ہی عیب میں چلاں۔ ان کے بھائی کی اجازت ہی نہیں دیتے۔

راہزہ کو تصویریں دیکھ سکتی ہے۔ وہ تصویریں دیکھتی بھی آتی تھیں۔ جس نے تو کسی کو نہیں دکھا سکتی۔

”تم نے شاید اسی تک نہیں اپنا ایسا بیجنگ میں دیکھی ہوں کوڑو۔“ سرکین نے عسکری بیٹیلے کے ساتھ تصویریں تکتی تھیں۔ یہ خیال رکھنا تھا ان سے زیادہ کوڑو بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔ شروع سے یہ لوگ ہم سے بیٹھے ہیں۔ اب دیکھ لو بالکل کوئی آواز کی رہی ہوئی ہے۔ تو نہ کہ اپنی تصویریں ہمارے گھر میں ہیں۔ وہ ان میں سے کسی تصویروں کو دیکھ کر ایک ہی عیب میں چلاں۔ ان کے بھائی کی اجازت ہی نہیں دیتے۔

راہزہ کو تصویریں دیکھ سکتی ہے۔ وہ تصویریں دیکھتی بھی آتی تھیں۔ جس نے تو کسی کو نہیں دکھا سکتی۔

”تم نے شاید اسی تک نہیں اپنا ایسا بیجنگ میں دیکھی ہوں کوڑو۔“ سرکین نے عسکری بیٹیلے کے ساتھ تصویریں تکتی تھیں۔ یہ خیال رکھنا تھا ان سے زیادہ کوڑو بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔ شروع سے یہ لوگ ہم سے بیٹھے ہیں۔ اب دیکھ لو بالکل کوئی آواز کی رہی ہوئی ہے۔ تو نہ کہ اپنی تصویریں ہمارے گھر میں ہیں۔ وہ ان میں سے کسی تصویروں کو دیکھ کر ایک ہی عیب میں چلاں۔ ان کے بھائی کی اجازت ہی نہیں دیتے۔

راہزہ کو تصویریں دیکھ سکتی ہے۔ وہ تصویریں دیکھتی بھی آتی تھیں۔ جس نے تو کسی کو نہیں دکھا سکتی۔

”تم نے شاید اسی تک نہیں اپنا ایسا بیجنگ میں دیکھی ہوں کوڑو۔“ سرکین نے عسکری بیٹیلے کے ساتھ تصویریں تکتی تھیں۔ یہ خیال رکھنا تھا ان سے زیادہ کوڑو بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔ شروع سے یہ لوگ ہم سے بیٹھے ہیں۔ اب دیکھ لو بالکل کوئی آواز کی رہی ہوئی ہے۔ تو نہ کہ اپنی تصویریں ہمارے گھر میں ہیں۔ وہ ان میں سے کسی تصویروں کو دیکھ کر ایک ہی عیب میں چلاں۔ ان کے بھائی کی اجازت ہی نہیں دیتے۔

”انسائبل کنویں“ ٹویٹ سے لڑائی بگڑا رہا تھا۔
 ”مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔“
 ”مجھے بھی کچھ نہیں آ رہا ہے کہ ٹھیکسہ ہمارا ہونے کا
 منسلک ہے اور اللہ نے مسکرا کر کہا۔“
 ”آپ کے رشتے دار تو پوری دنیا میں پھیلے ہوئے
 ہیں۔ اس لحاظ سے فیس ایک کا People
 Connecting کا دعویٰ بالکل ٹھیک ہے۔“ ٹویٹ
 نے مسکرا کر کہا۔ ”ایک بہت بڑا گروپ بنا ہوا ہے
 سب کا۔“

”اب تو تم بھی ان کا حصہ ہو۔“ اور اللہ نے کہا۔
 ”ہاں! جس کو دہشتہ داروں کا نظروں سے اٹھانے
 کیلئے کہیں ہیں اور سب سے اچھی طرح چٹیں کرتے
 ہیں۔ اس میں زیادہ کاردار نہ آ کوڑ اور ٹرسٹ بنانی کی
 چیزوں کا ہے وہی ہر جگہ سے متحرف کر دیاں ہیں۔“
 ٹویٹ نے مسکرا کر کہا۔

”ہاں سب سے بہت اچھے ہیں اور ہمارے گھر میں
 تو ایک میرا ہی نہیں ایک باؤنٹ ہے۔ اور کسی کو تو
 وقت ہی نہیں۔“ وہاں لپٹا نہیں کھڑی اور بچوں میں
 مصروف ہیں۔ بھائی جان بھائی کا بھی وہی حال
 ہے۔ ”یہ اللہ سے وضاحت کی۔“

”اب تم ہو تو پھر خاندان سے رشتہ بڑا کیا ہے
 جو بے شک دہشتہ دار بھی میٹرو لکھنے لگے ہیں۔“
 ”ہاں۔ یہ تو ہے۔“ ٹویٹ نے کامیاب انداز کی تصویروں
 کی طرف تھا۔ بچوں اس کی ننداؤں نے اس کے لیے
 بہت اچھے اچھے کھٹس لگے ہوئے تھے۔

Beautiful (یعنی نکل) ماشاء اللہ۔ بہت
 باری لکھی ہو۔ پٹاؤں اور کیا ہے۔ وہ تو امر صفتی
 لگتے لگتے لگے رہے۔ ہورہے تو گھر میں بہت مسرت کر رہا
 ہے۔ ہاں مکمل سے تھکے ہوئے۔
 ٹویٹ سوچنے لگی۔ ”تھی خوش قسمت ہے۔ غا۔“
 کسی قدر چاہتے ہیں اسے سروس والے۔“
 ٹویٹ نے شادی کے بعد بالکل مطمئن تھی۔ میرا

اس سے بہت محبت کر تھا اور اپنی گروہوں کا رویہ بھی
 اچھا تھا۔ لیکن غرا کو دیکھ کر اسے خود اس احساس ہوا تھا
 کہ اس کے سروس والے کو دیکھ رہے ہیں۔ جس
 محبت دار داخل اور دلالتا ہیں سے غرا کے سروس
 والے اس پر ہنسے لگتے تھے۔ وہ ٹویٹ کے سروس
 میں منتظر قیامت یاد کیا۔ یہ کسی اقتدار میں وہ پتہ
 ہو کر چالی تھی اور اللہ کے دیگر رشتہ دار خاص طور
 لڑائیں اس کی بہت تعریف کرتی تھیں۔ لیکن اس کے
 لئے نہ کر کے لوگ، اس بار بلکہ ظالم ہی رہتے۔
 اس نے کبھی سزا سکر نہیں چکی۔ وہ اپنی غرا اور فوری
 ان کے بچے کی خوب صورت تصویر پر نظر ڈالتی ہے
 لا اور واضح دیکھے اور نہ چاہتے ہوئے بھی فوری
 سی اور فوری۔

”ہاں! میں ڈرا کوڑ بھائی کے ہاں سے پھر کا کس؟
 ٹرسٹ بنانی، یہی اپنی تھی۔“ وہ کہہ کر بہت طلب
 نظروں سے اٹھانے دیکھنے لگی۔
 ”شام کو جب روانہ آئے تو دونوں چلے جا۔“ دونوں
 نے کہا۔

”وہ تو ان پر ہے آج تک۔ اسی لیے۔“
 ”جہاں تک ہے۔“ انہوں نے کہا تو اس نے
 اطمینان کا لباس لیا۔ کوڑ کا گھر ان کے گھر سے کس چند
 قدم کے فاصلے پر ہی تھا۔ بلکہ لڑا تہ ترشتے داروں کے
 گھر کی طرف تھے۔
 کوڑ بھائی کے گھر حسب توقع کرم پویشی سے
 اس کا تعلق ہوا۔ فتنہ راجیل نے یہ سروس
 کر کے بہت خوشی کا انداز لیا۔ ان لوگوں کو اپنے دہشتہ
 یہ بھائی بہت پسند تھی۔ کوڑ اور ٹرسٹ بنانی بھی اس
 ساویہ لڑکی کو بہت پسند کرتی تھی۔
 ”مخبریں! پبلے میں اپنا اطمینان لوگ ان کے ٹویٹ
 بھائی کی طرف سے۔“ فرخ نے اپنے پبلے کی طرف
 دوڑا۔ لگا۔ ٹویٹ نے سزا سکر نہ دیکھی۔
 ”کسی کو پٹا۔“ سروس میں ہے۔“ ٹرسٹ

پہلی محبت سے پوچھ رہی تھیں۔
 ”سب نہیں ہیں، ماشاء اللہ۔“
 ”خوش تو ہو گھر میں؟“ انہوں نے پوچھا۔
 ”ہاں۔“
 ”بھائی! آپ نے نہ دیا بلکہ کی تصویریں دیکھیں؟“
 راجیل نے پوچھا۔
 ”ہاں! بہت اچھی ہیں۔“ وہ بھی ان تینوں کی طرف
 متوجہ ہوئی۔
 ”کون کا پٹا لکھتا ہے راجیل! تمہارے سہارے نے کہا۔
 ”ہاں! وہاں! اس نے پھر بتائی گی۔“
 ”تمہاری ماں بھاری بھاری ہیں ایک طرح سے۔“
 کوڑ نے اسے بتایا۔ ”ان کے مہاں ہمارے کرن
 ہیں۔“

”آپ لہذا آپ کا خاندان ماشاء اللہ۔“
 ”ہاں! وہ دہشتہ لگتے۔“ بہت آہستہ سمجھ جاؤ گی
 سارے رشتوں کو اور سارے لوگوں کو بھی۔“ انہوں
 نے قدرے خطرے انداز میں کہا۔ ٹرسٹ نے ان پر
 قبضہ کیا۔ نظروں سے اٹھانے کر لوگ۔
 ”گھر سے ٹرسٹ لڑائی لڑی ہے۔“
 ”آپ کے رشتے دار تو ساری دنیا میں پھیلے ہوئے
 ہیں۔“ ٹویٹ نے ملدی سے بتا دی۔
 ”ہاں! سب آگے سے آگے کی دوڑ میں
 ہیں۔ لہذا بھائی شاہین کے بچے ہی دیکھو۔ وہ امریکہ
 انگلینڈ، لٹا اور دینی سلاخہ تو اپنے تک میں ان کا ایک
 بیٹا ہے۔ یومی بچوں کے ساتھ۔ اب ایک بھی اور بیٹا ہی
 کھتا رہے رہے ہیں۔ ابھی بھی لندن کی ہو چکی ہیں۔
 بیٹے کی پاس۔“ ٹویٹ نے پوچھ رہی تھی۔
 ”اب ان کی کسی شادی کا ارادہ ہے۔“
 ”جہاں!“ ٹویٹ نے اسے اپنی قدری کہا۔ اب اسے
 قصے سے کیونسی ہو سکتی تھی۔
 ”ہاں! تمہاری ماں! یہ تو کتنی فریادی تصویر۔“ کتا پھا
 گے رہا ہے۔“ راجیل نے ان سب کو متوجہ کیا۔
 ٹویٹ نے بھی دیکھا۔ یاد آیا۔ یہ تو اس کی بھی
 فریڈمٹ میں تھا۔ اب تہ زیادہ بہت تھی۔

”ہاں! سب آگے سے آگے کی دوڑ میں
 ہیں۔ لہذا بھائی شاہین کے بچے ہی دیکھو۔ وہ امریکہ
 انگلینڈ، لٹا اور دینی سلاخہ تو اپنے تک میں ان کا ایک
 بیٹا ہے۔ یومی بچوں کے ساتھ۔ اب ایک بھی اور بیٹا ہی
 کھتا رہے رہے ہیں۔ ابھی بھی لندن کی ہو چکی ہیں۔
 بیٹے کی پاس۔“ ٹویٹ نے پوچھ رہی تھی۔
 ”اب ان کی کسی شادی کا ارادہ ہے۔“
 ”جہاں!“ ٹویٹ نے اسے اپنی قدری کہا۔ اب اسے
 قصے سے کیونسی ہو سکتی تھی۔
 ”ہاں! تمہاری ماں! یہ تو کتنی فریادی تصویر۔“ کتا پھا
 گے رہا ہے۔“ راجیل نے ان سب کو متوجہ کیا۔
 ٹویٹ نے بھی دیکھا۔ یاد آیا۔ یہ تو اس کی بھی
 فریڈمٹ میں تھا۔ اب تہ زیادہ بہت تھی۔

”ہاں! سب آگے سے آگے کی دوڑ میں
 ہیں۔ لہذا بھائی شاہین کے بچے ہی دیکھو۔ وہ امریکہ
 انگلینڈ، لٹا اور دینی سلاخہ تو اپنے تک میں ان کا ایک
 بیٹا ہے۔ یومی بچوں کے ساتھ۔ اب ایک بھی اور بیٹا ہی
 کھتا رہے رہے ہیں۔ ابھی بھی لندن کی ہو چکی ہیں۔
 بیٹے کی پاس۔“ ٹویٹ نے پوچھ رہی تھی۔
 ”اب ان کی کسی شادی کا ارادہ ہے۔“
 ”جہاں!“ ٹویٹ نے اسے اپنی قدری کہا۔ اب اسے
 قصے سے کیونسی ہو سکتی تھی۔
 ”ہاں! تمہاری ماں! یہ تو کتنی فریادی تصویر۔“ کتا پھا
 گے رہا ہے۔“ راجیل نے ان سب کو متوجہ کیا۔
 ٹویٹ نے بھی دیکھا۔ یاد آیا۔ یہ تو اس کی بھی
 فریڈمٹ میں تھا۔ اب تہ زیادہ بہت تھی۔

”ہاں! سب آگے سے آگے کی دوڑ میں
 ہیں۔ لہذا بھائی شاہین کے بچے ہی دیکھو۔ وہ امریکہ
 انگلینڈ، لٹا اور دینی سلاخہ تو اپنے تک میں ان کا ایک
 بیٹا ہے۔ یومی بچوں کے ساتھ۔ اب ایک بھی اور بیٹا ہی
 کھتا رہے رہے ہیں۔ ابھی بھی لندن کی ہو چکی ہیں۔
 بیٹے کی پاس۔“ ٹویٹ نے پوچھ رہی تھی۔
 ”اب ان کی کسی شادی کا ارادہ ہے۔“
 ”جہاں!“ ٹویٹ نے اسے اپنی قدری کہا۔ اب اسے
 قصے سے کیونسی ہو سکتی تھی۔
 ”ہاں! تمہاری ماں! یہ تو کتنی فریادی تصویر۔“ کتا پھا
 گے رہا ہے۔“ راجیل نے ان سب کو متوجہ کیا۔
 ٹویٹ نے بھی دیکھا۔ یاد آیا۔ یہ تو اس کی بھی
 فریڈمٹ میں تھا۔ اب تہ زیادہ بہت تھی۔

”ہاں! سب آگے سے آگے کی دوڑ میں
 ہیں۔ لہذا بھائی شاہین کے بچے ہی دیکھو۔ وہ امریکہ
 انگلینڈ، لٹا اور دینی سلاخہ تو اپنے تک میں ان کا ایک
 بیٹا ہے۔ یومی بچوں کے ساتھ۔ اب ایک بھی اور بیٹا ہی
 کھتا رہے رہے ہیں۔ ابھی بھی لندن کی ہو چکی ہیں۔
 بیٹے کی پاس۔“ ٹویٹ نے پوچھ رہی تھی۔
 ”اب ان کی کسی شادی کا ارادہ ہے۔“
 ”جہاں!“ ٹویٹ نے اسے اپنی قدری کہا۔ اب اسے
 قصے سے کیونسی ہو سکتی تھی۔
 ”ہاں! تمہاری ماں! یہ تو کتنی فریادی تصویر۔“ کتا پھا
 گے رہا ہے۔“ راجیل نے ان سب کو متوجہ کیا۔
 ٹویٹ نے بھی دیکھا۔ یاد آیا۔ یہ تو اس کی بھی
 فریڈمٹ میں تھا۔ اب تہ زیادہ بہت تھی۔

”ہاں! سب آگے سے آگے کی دوڑ میں
 ہیں۔ لہذا بھائی شاہین کے بچے ہی دیکھو۔ وہ امریکہ
 انگلینڈ، لٹا اور دینی سلاخہ تو اپنے تک میں ان کا ایک
 بیٹا ہے۔ یومی بچوں کے ساتھ۔ اب ایک بھی اور بیٹا ہی
 کھتا رہے رہے ہیں۔ ابھی بھی لندن کی ہو چکی ہیں۔
 بیٹے کی پاس۔“ ٹویٹ نے پوچھ رہی تھی۔
 ”اب ان کی کسی شادی کا ارادہ ہے۔“
 ”جہاں!“ ٹویٹ نے اسے اپنی قدری کہا۔ اب اسے
 قصے سے کیونسی ہو سکتی تھی۔
 ”ہاں! تمہاری ماں! یہ تو کتنی فریادی تصویر۔“ کتا پھا
 گے رہا ہے۔“ راجیل نے ان سب کو متوجہ کیا۔
 ٹویٹ نے بھی دیکھا۔ یاد آیا۔ یہ تو اس کی بھی
 فریڈمٹ میں تھا۔ اب تہ زیادہ بہت تھی۔

”ہاں! سب آگے سے آگے کی دوڑ میں
 ہیں۔ لہذا بھائی شاہین کے بچے ہی دیکھو۔ وہ امریکہ
 انگلینڈ، لٹا اور دینی سلاخہ تو اپنے تک میں ان کا ایک
 بیٹا ہے۔ یومی بچوں کے ساتھ۔ اب ایک بھی اور بیٹا ہی
 کھتا رہے رہے ہیں۔ ابھی بھی لندن کی ہو چکی ہیں۔
 بیٹے کی پاس۔“ ٹویٹ نے پوچھ رہی تھی۔
 ”اب ان کی کسی شادی کا ارادہ ہے۔“
 ”جہاں!“ ٹویٹ نے اسے اپنی قدری کہا۔ اب اسے
 قصے سے کیونسی ہو سکتی تھی۔
 ”ہاں! تمہاری ماں! یہ تو کتنی فریادی تصویر۔“ کتا پھا
 گے رہا ہے۔“ راجیل نے ان سب کو متوجہ کیا۔
 ٹویٹ نے بھی دیکھا۔ یاد آیا۔ یہ تو اس کی بھی
 فریڈمٹ میں تھا۔ اب تہ زیادہ بہت تھی۔

”ہاں! سب آگے سے آگے کی دوڑ میں
 ہیں۔ لہذا بھائی شاہین کے بچے ہی دیکھو۔ وہ امریکہ
 انگلینڈ، لٹا اور دینی سلاخہ تو اپنے تک میں ان کا ایک
 بیٹا ہے۔ یومی بچوں کے ساتھ۔ اب ایک بھی اور بیٹا ہی
 کھتا رہے رہے ہیں۔ ابھی بھی لندن کی ہو چکی ہیں۔
 بیٹے کی پاس۔“ ٹویٹ نے پوچھ رہی تھی۔
 ”اب ان کی کسی شادی کا ارادہ ہے۔“
 ”جہاں!“ ٹویٹ نے اسے اپنی قدری کہا۔ اب اسے
 قصے سے کیونسی ہو سکتی تھی۔
 ”ہاں! تمہاری ماں! یہ تو کتنی فریادی تصویر۔“ کتا پھا
 گے رہا ہے۔“ راجیل نے ان سب کو متوجہ کیا۔
 ٹویٹ نے بھی دیکھا۔ یاد آیا۔ یہ تو اس کی بھی
 فریڈمٹ میں تھا۔ اب تہ زیادہ بہت تھی۔

”ہاں! سب آگے سے آگے کی دوڑ میں
 ہیں۔ لہذا بھائی شاہین کے بچے ہی دیکھو۔ وہ امریکہ
 انگلینڈ، لٹا اور دینی سلاخہ تو اپنے تک میں ان کا ایک
 بیٹا ہے۔ یومی بچوں کے ساتھ۔ اب ایک بھی اور بیٹا ہی
 کھتا رہے رہے ہیں۔ ابھی بھی لندن کی ہو چکی ہیں۔
 بیٹے کی پاس۔“ ٹویٹ نے پوچھ رہی تھی۔
 ”اب ان کی کسی شادی کا ارادہ ہے۔“
 ”جہاں!“ ٹویٹ نے اسے اپنی قدری کہا۔ اب اسے
 قصے سے کیونسی ہو سکتی تھی۔
 ”ہاں! تمہاری ماں! یہ تو کتنی فریادی تصویر۔“ کتا پھا
 گے رہا ہے۔“ راجیل نے ان سب کو متوجہ کیا۔
 ٹویٹ نے بھی دیکھا۔ یاد آیا۔ یہ تو اس کی بھی
 فریڈمٹ میں تھا۔ اب تہ زیادہ بہت تھی۔

”ہاں! سب آگے سے آگے کی دوڑ میں
 ہیں۔ لہذا بھائی شاہین کے بچے ہی دیکھو۔ وہ امریکہ
 انگلینڈ، لٹا اور دینی سلاخہ تو اپنے تک میں ان کا ایک
 بیٹا ہے۔ یومی بچوں کے ساتھ۔ اب ایک بھی اور بیٹا ہی
 کھتا رہے رہے ہیں۔ ابھی بھی لندن کی ہو چکی ہیں۔
 بیٹے کی پاس۔“ ٹویٹ نے پوچھ رہی تھی۔
 ”اب ان کی کسی شادی کا ارادہ ہے۔“
 ”جہاں!“ ٹویٹ نے اسے اپنی قدری کہا۔ اب اسے
 قصے سے کیونسی ہو سکتی تھی۔
 ”ہاں! تمہاری ماں! یہ تو کتنی فریادی تصویر۔“ کتا پھا
 گے رہا ہے۔“ راجیل نے ان سب کو متوجہ کیا۔
 ٹویٹ نے بھی دیکھا۔ یاد آیا۔ یہ تو اس کی بھی
 فریڈمٹ میں تھا۔ اب تہ زیادہ بہت تھی۔

”ہاں! سب آگے سے آگے کی دوڑ میں
 ہیں۔ لہذا بھائی شاہین کے بچے ہی دیکھو۔ وہ امریکہ
 انگلینڈ، لٹا اور دینی سلاخہ تو اپنے تک میں ان کا ایک
 بیٹا ہے۔ یومی بچوں کے ساتھ۔ اب ایک بھی اور بیٹا ہی
 کھتا رہے رہے ہیں۔ ابھی بھی لندن کی ہو چکی ہیں۔
 بیٹے کی پاس۔“ ٹویٹ نے پوچھ رہی تھی۔
 ”اب ان کی کسی شادی کا ارادہ ہے۔“
 ”جہاں!“ ٹویٹ نے اسے اپنی قدری کہا۔ اب اسے
 قصے سے کیونسی ہو سکتی تھی۔
 ”ہاں! تمہاری ماں! یہ تو کتنی فریادی تصویر۔“ کتا پھا
 گے رہا ہے۔“ راجیل نے ان سب کو متوجہ کیا۔
 ٹویٹ نے بھی دیکھا۔ یاد آیا۔ یہ تو اس کی بھی
 فریڈمٹ میں تھا۔ اب تہ زیادہ بہت تھی۔

تسلیم ہو گئی۔ میرا نے اس کی تہنیک کی۔
 ان دنوں میرا کہ سب سرسرا کر گئے ہوئے
 تھے۔ وہ سب ابھی محسوس سے شیفٹل اس طرح
 رکھنے کہ کوئی ساتھ ہی آسکتا ہے تھے اور اس
 بار تو فریڈ کا رشتہ فائل کرنے کی بھی گناہ تھی۔
 "تمہارا رشتہ تو تمہارا ہے۔" قویہ نے اس کے
 بچے کو گود میں لیتے ہوئے کہا۔
 "تو تم کوئی کئی گنا تھو ہے۔" میرا نے پوچھا تو وہ
 بیچنے لگی۔

"ہاں میں ہوں۔" میرا نے خوشی سے کہا۔
 "مجھ سے زیادہ تمہارا ہونا چاہیے اور آئی"
 انکل۔ "قویہ نے بے نیکی سے پوچھا تو نگہ توڑی
 توڑی دیکھ رہی ہوئی نہ کہنی اگر اس سے ملتا اور جس تک
 کا حوالہ دیتا لیکن وہ سب لوگ ابھی تک نہیں گئے
 تھے صرف وہی آئی تھی۔
 "آجائیں گے سارے کچھ چمے اور مفور
 لوگ۔ اپنی اہلیت نہ جانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے
 نہیں دیتے۔" بھی ہوئی ہوں گی میری نڈر پیارا راز
 میں۔
 "میرا؟" قویہ نے حیرت سے اسے دیکھا اور سنا وہ
 محبت تو میری؟

"ہاں۔" قویہ نے ہنس کر کہا۔
 "تمہارے ہونے کو میں نے سنا ہے۔" قویہ نے
 کہا۔
 "میرا؟" قویہ نے حیرت سے اسے دیکھا اور سنا وہ
 محبت تو میری؟
 "ہاں۔" قویہ نے ہنس کر کہا۔
 "تمہارے ہونے کو میں نے سنا ہے۔" قویہ نے
 کہا۔

کا رہتا ہے۔ کیا ہو سکتا ہے کہ آگے بڑھے ہیں؟ اظہا
 دکھلوے صرف یہی سنا ہے اسے اسے اسے اسے اسے
 تو علی سے اس کی اس نے بیچے ہی ہر ایک کو اس
 سے شادی کرنا ہے اسے اسے اسے اسے اسے اسے
 باہی جہاں اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے
 میری بیوی میں ہے سرسرا کر توڑی ہاں بھی میرا ہے
 ہیں تمہاری بیوی ہے۔ وہ لفظ ہی تو نہ پانچ کرنے ہیں۔
 "میرا؟" قویہ نے حیرت سے اسے دیکھا اور سنا وہ
 محبت تو میری؟

"میرا؟" قویہ نے حیرت سے اسے دیکھا اور سنا وہ
 محبت تو میری؟
 "ہاں۔" قویہ نے ہنس کر کہا۔
 "تمہارے ہونے کو میں نے سنا ہے۔" قویہ نے
 کہا۔
 "میرا؟" قویہ نے حیرت سے اسے دیکھا اور سنا وہ
 محبت تو میری؟
 "ہاں۔" قویہ نے ہنس کر کہا۔
 "تمہارے ہونے کو میں نے سنا ہے۔" قویہ نے
 کہا۔

"میرا؟" قویہ نے حیرت سے اسے دیکھا اور سنا وہ
 محبت تو میری؟
 "ہاں۔" قویہ نے ہنس کر کہا۔
 "تمہارے ہونے کو میں نے سنا ہے۔" قویہ نے
 کہا۔
 "میرا؟" قویہ نے حیرت سے اسے دیکھا اور سنا وہ
 محبت تو میری؟
 "ہاں۔" قویہ نے ہنس کر کہا۔
 "تمہارے ہونے کو میں نے سنا ہے۔" قویہ نے
 کہا۔

"میرا؟" قویہ نے حیرت سے اسے دیکھا اور سنا وہ
 محبت تو میری؟
 "ہاں۔" قویہ نے ہنس کر کہا۔
 "تمہارے ہونے کو میں نے سنا ہے۔" قویہ نے
 کہا۔
 "میرا؟" قویہ نے حیرت سے اسے دیکھا اور سنا وہ
 محبت تو میری؟
 "ہاں۔" قویہ نے ہنس کر کہا۔
 "تمہارے ہونے کو میں نے سنا ہے۔" قویہ نے
 کہا۔

"میرا؟" قویہ نے حیرت سے اسے دیکھا اور سنا وہ
 محبت تو میری؟
 "ہاں۔" قویہ نے ہنس کر کہا۔
 "تمہارے ہونے کو میں نے سنا ہے۔" قویہ نے
 کہا۔
 "میرا؟" قویہ نے حیرت سے اسے دیکھا اور سنا وہ
 محبت تو میری؟
 "ہاں۔" قویہ نے ہنس کر کہا۔
 "تمہارے ہونے کو میں نے سنا ہے۔" قویہ نے
 کہا۔

"میرا؟" قویہ نے حیرت سے اسے دیکھا اور سنا وہ
 محبت تو میری؟
 "ہاں۔" قویہ نے ہنس کر کہا۔
 "تمہارے ہونے کو میں نے سنا ہے۔" قویہ نے
 کہا۔
 "میرا؟" قویہ نے حیرت سے اسے دیکھا اور سنا وہ
 محبت تو میری؟
 "ہاں۔" قویہ نے ہنس کر کہا۔
 "تمہارے ہونے کو میں نے سنا ہے۔" قویہ نے
 کہا۔

"میرا؟" قویہ نے حیرت سے اسے دیکھا اور سنا وہ
 محبت تو میری؟
 "ہاں۔" قویہ نے ہنس کر کہا۔
 "تمہارے ہونے کو میں نے سنا ہے۔" قویہ نے
 کہا۔
 "میرا؟" قویہ نے حیرت سے اسے دیکھا اور سنا وہ
 محبت تو میری؟
 "ہاں۔" قویہ نے ہنس کر کہا۔
 "تمہارے ہونے کو میں نے سنا ہے۔" قویہ نے
 کہا۔

"میرا؟" قویہ نے حیرت سے اسے دیکھا اور سنا وہ
 محبت تو میری؟
 "ہاں۔" قویہ نے ہنس کر کہا۔
 "تمہارے ہونے کو میں نے سنا ہے۔" قویہ نے
 کہا۔
 "میرا؟" قویہ نے حیرت سے اسے دیکھا اور سنا وہ
 محبت تو میری؟
 "ہاں۔" قویہ نے ہنس کر کہا۔
 "تمہارے ہونے کو میں نے سنا ہے۔" قویہ نے
 کہا۔

"میرا؟" قویہ نے حیرت سے اسے دیکھا اور سنا وہ
 محبت تو میری؟
 "ہاں۔" قویہ نے ہنس کر کہا۔
 "تمہارے ہونے کو میں نے سنا ہے۔" قویہ نے
 کہا۔
 "میرا؟" قویہ نے حیرت سے اسے دیکھا اور سنا وہ
 محبت تو میری؟
 "ہاں۔" قویہ نے ہنس کر کہا۔
 "تمہارے ہونے کو میں نے سنا ہے۔" قویہ نے
 کہا۔

اچھی لڑکی

صرف جڑتی سے کہے تھے اور وہ بھی شادی کے
لئے میں یہی توجی کافی بڑا خاندان تھا اور سب
لڑکیوں کا ہی خیال تھا کہ صرف اچھے نکاح کی طرف
جاہلیں گے
پتلی کے لیے والے کافی امیر لوگ تھے اور اسی لحاظ

تاولو



لوں میں کام آجاتے۔
اسی لیے کہ بچھوئی گئی نہ عورت رکھتی تھی۔
کو خوش تو اہل نے بھی کی تھی کہ کسی طرح وہ بھی
ایک عورت رکھیں لیکن برا ہو کر کے جیٹ کا کہ اس
میں کچھ نہیں تھی نہیں نکلی اور پھر اس کا قصہ بھی ہم
دلوں پہنچا ہی اتر آیا یہ کہ اہل انجی محنت ہم دونوں
کے لیے ہی کر رہی تھیں۔
اور مجھے دیکھ کر تو ان کی پریشانی میں اور مشافہ ہو گیا۔
”مجھ میں نہیں آتا کہ کیا ہو گیا ہے گمن سی ای
دانی لی لی ہے کہ قدر سے کا ہم ہی نہیں لے رہا ہے“

”تو بچو! یہ تو آخری وقت کی نشانی ہے کہ جیسے مجھے
قیامت قریب آئی چلے گی۔ لوگوں کے قدموں سے
ہوتے جاؤں گے“
”چھا! ہمیں بی بی گھر دے دو گی۔“



لیکن لوکل ہوک بات کو چھوڑنا بھول گئی تھی کہ کسی لیے تو کی وجہ سے مجھے ایک اشتہاری کمپنی نے بلل بننے کی آفری کی۔

اور کب کا شیخ کی دوا کی پروگرام کے سلسلے میں آئے تو میں نے کافی اصرار کیا لیکن میں نے خواہنا کر دیا اور اس بات کو نہ متنبی گھڑا تو وہیں کی وہیں تمہاری۔

اور یہ مجھ سے ایک سال پہلے تھی مگر ابھی بھی وہ میرے کندھوں تک آئی کی۔

ابھی تک آپ کے پاس ہر طرف ایک انگلنگ کے کی اجازت بھی بہت مشکل سے دوائی تھی۔ ان کا خیال تھا کہ ایک اسپتال کرنے کی وجہ سے ہم لوگ عمومی مناسبت لگیں گے یا پھر ہم پر پین کا تاڑ میں ابھرے گا۔

اس بات میں یقین نہ تھا صحیح تھی یا غلط ہو کہ کوئی اور تاڑ ابھرے یا نہیں اس سے کوئی مطلب نہیں تھا مگر کس جانے ہے کہ تیار ہونے کے بعد آگے بڑھتی تھی چرسے پر مجھے ایک حالت کا تاڑ ضرور نظر آتا تھا پورے چرسے پر آپ ایک انگلنگ سے ہی نظر آتی۔

تنگ اگر وہ آپ ایک انگلنگ میں اٹھ کے حوالے کر دی کہ ابھی کی بھی کیا ضرورت ہے اور لوکل بحال ہے جو تھا جائے۔

انہوں نے فرمایا ہم دونوں بیویوں کی اگوتھی آپ ایک انگلنگ کی سچا پٹا ان میں گھسائی۔

”قبضہ“ اور نہ تو میری پیدا کیا۔

”جس میں کیا ضرورت تھی امین تھوڑی اگوتھی آپ ایک بھی ہو سکتی؟“

مجھے کیا پتہ تھا میں تو ذرا میں چھوٹی جاتی طور پر ایک سٹیل گوری تھی کہ کیا کبھی موم بڑھی جائیں کہ کیا چاہو بیچے ایک آدھ پور اور کھل سکتی ہے۔

”توہ جتنے وہ اگوتھی میں ہیں۔“ اور نہ لے کیڑے

میتے ہوئے کلمہ ضرور جتنے کسی ختم میں کی جگہ

تو وہ کیڑی ہو گئی۔ اور آپ خود پور میں باغی میں ہیں ساتھ تھے، یہ کیفیت ایلہ باہر لیا ہم ایک لپ انگلنگ سے قہری میں ان کا نہیں لے سکتے تھے۔

یعنی اس کو باگنا سائے کر آگھوں پر لایا گیا ہو گیا اتنی شیشہ۔ تو راسا اور شادوں پر رکھ لیا یہ ہو گیا۔ پیش آتے۔ ”جس میں کی کرنے کا قہری ہے تو کر لو اور لال بندھا جیسی شکل کے بارے میں کیا خیال ہے؟“

میں نے اسے چھوڑا لیکن وہ خاصا ہی تھا۔ ”خود ہی اپنے منصوبہ کے بارے میں خود گوری کی۔“

اس وقت باگل سر آگھے تھے اور تیار ہی نہ ہونے کے برابر کی۔ یہ ہال میں نام میں ملتا تھا کہ میں اپنی اندھی ہنسنے کے سگن۔

کالج سے تھک ہوا کر جاتا تو روزی پر بعد ہی بیٹوشن کے سگن آتے اور ان کے ساتھ مغزوں کی بے بند خود بڑھتا ہوا ناٹا پٹا پٹا ہوا چاکا کر بڑھتا کی کونپاشی میں ہوتی۔

مگر لڑی بھی میرا ساتھ دیتی مگر وہ تو سرتی ہاڑوک مزاج کی۔ وہ بچان کے پر ایلنگ کے بعد ہی اس کے سر میں درد ہوا جاتا۔

پہلے یہ ہوا کہ جب رزٹ کیا تو میں شاعر اور فیوں سے مل گیا۔ مجھے تو پتہ تھا یہی ہو گا لیکن میں کو کچھ زیادہ ہی صدمہ ہوا۔ مجھے یقین تھا کہ اور اس کو میں اس قسم کے فبرے کرتے ہوتے تو وہ اب تک میرا اسکول بند کر لیا ہوتا ہوتا کہ کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس قدر کوٹھہ مغزوں کی کوڑھ ماننے کی لیکن یہ تو سرتی کی بات ہوتی۔ ”جس پٹا نہ تھی۔“

ان کے انتقال کے بعد تو جیسے اگلے دن ہی میں صاف کھل کر میرا سب ابھی یہ چاہتا تھا کہ وہ پھلکی طرح ہی آکر گریں۔

لیکن اب انہوں نے ملنا لگا کہ ”مگر اس طرح بڑھتا ہے تو ضرورت ہے بہت کی کمان کو اس طرح آگے لے کر جھینے لہرے۔“

اب میں سمجھتی ہوں۔ اس میں تو چیز کی وہ ایک کچھ چیزیں ہی تھیں۔

”پھر“ اور وہ کوڑھ اور یقین آیا ہو۔ ”میں باگل سے ان کو ایک کچھ چیزوں کا نام تو پوچھ لو۔ جو تو اس وقت جس طرح تھما رہے تھے ان کی وجہ سے میں آسکتی۔“

”لیکن اس میں کو رو اور لوکل کی بات کا نہیں ملنا اور انہوں نے جتنی بھی باتیں سنائی ہیں مجھے ہی سنائی ہیں۔ مجھے کام ہے۔“ ”میں میں تکلیف دہوری ہے۔“

”مجھے تکلیف یہ کہ میں ہو گیا اور ان میں موقع ہی کہتا ہے کہ ان کو اور ہم کو کوئی چیز کروٹک سے پڑھ سکتی ہیں تو مجھے بھی یقین ہے کہ کم از کم کوڑھ مغز پر نہیں کھلائی۔“

”پہلے“ میں جب ہو کر سونے لگی۔ میں نے جس اشتہار میں کام کرنے سے انکار کیا تھا ”توہ پتہ ہے ان کو لوکل کا فون آیا تھا۔ پیلے بھی وہ لوگ میرے خیال سے ٹھیک تھا کہ ملاحظہ فرمائیے تھے کہ اب انہوں نے اس میں اور اضافہ کر دیا تھا۔“

”جیسے وہ اپنا انکار کرنے پر انہوں نے بھی مجھے کچھ اسی قسم کی باتیں کی تھیں جن کا مختصر سا ذکر لوکل نے کیا تھا۔ کچھ کوڑھ کوڑھ کوڑھ تھی پٹا تھا۔“

میں نے لڑی کو یہ بات بتائی تو وہ اپنی جگہ پر اچھل گئی۔

”توہ کی گوری ہو؟“

”مجھے کیا ضرورت ہے جو سرتی لے کی۔“ میں نے کہا۔

”اگر میرا مطلب ہے تو کہ تم اپنی خوب صورت ہو کہ وہ لوگ تو وہ تھما رہے پاس آتے اور تم نے انہوں کو فائدہ کرا دیا؟“

”تو اور کیا کر لیں گی، بھی اجازت میں دیتیں؟“

”اور کیا پڑے ہی دیتیں۔“ مگر کے حالات بھی تو اس قدر خراب ہیں۔ اور کیا ہم کوئی کچھ کر سکتے ہیں کہ انہوں نے گناہ جاتے گناہ جاتے ہوئے۔“

میں نے لیباب کہا اور یہ؟“ میرا لہجہ کوڑھ تھا۔ ”میں لڑا اور تو ہی رہا ہے۔“

”تو رات وہ ہی جانے کا راج مصلحتی ایجنٹ دیکھو۔ زندگی کا صرف یہی ہے کہ میں ہر جگہ کے لیے ترس ترس کر گھومتی رہوں۔“

اس کا لہجہ کچھ کچھ زہر نشہ سا تھا۔ مجھے اندازہ نہیں ہو گیا کہ کیا میں ہے کہ بہت زندگی کے ترسنا سنی تھی تو اس کے ذمہ دہ تو یہ ہو دھوری تھی۔

زندگی، یہ ہو دھوری تو ترساری تھی اور لوکل کو بھی۔ لیکن میں انہوں کو ہم سارا ہی سست میں سے نکال دیا تھا کہ وہ ہر حال اپنی عمر گزار چکی تھی اور ان کی ساری آرزو میں ”اس میں ہم دونوں کے ہی گرد گھومتی تھیں۔“

اور رہے یہ دونوں۔ تو کہتے ہیں کہ۔۔۔

چاہے جب ذہن کے گرد گھومتا ہے تو ایک گویا بھی آہ ہے کہ ذہن چاند سے سورج کی روشنی جیتتی ہے۔ یہ اور چاہتا تھا جانتا ہے۔

اس لیے اس میں لگا تھا کہ جیسے ہماری ساری زندگی یہ لڑی ہی کر رہی تھی جیسا ہے گا۔

میں صحت میں کبھی بھی تجسب لڑی نے میرے دونوں ہاتھ تھامے۔

”ہم تو اسے اب ان کا تو نہیں کوئی؟“

اور میں کچھ ہی دیر ہی میں کئی کدہ کوئی دو سال کی بیٹی میں کئی گھنٹے سے جو سرتی ہول کر ملاتی تھی۔

ہمارا اور پتہ جان کی لٹی لگا نہ کوئی متاثر تھا نہ برابری لیکن یہ پتہ میں کئی بات لڑی کی مجھ میں لگی نہیں آئی کی۔

اس نے اس رات کہا بھی نہیں کھلیا۔ یہ لڑی ہی ہو گی کہ لٹی لٹی لٹی تو مغرب کی فٹاز کے ساتھ ہی کہا لیا کرتی تھی۔ یہ دستور لہاکے وقت سے تھا۔ پھر رات کے بارہ بجے تک میں اور لڑی کھلیا کرتے تھے۔ اس دن آگے مجھے سے بھی نہیں کھلیا۔ یہ سارا اٹھانے کی تو اس نے کوشش کی۔

”لڑی وہ لڑا تھا۔ مجھے ہموک گدی رہے۔“ میں

نے زنی سے اس کے شلے پہ ہاتھ رکھا۔
 ”ہیراج مجھے ہموک میں ہے تم کہاں گامو۔“ اس
 نے منہ پھیر کر پچھری ہی جواب دیا۔
 ہموک کیوں میں ہے۔ مجھے ہاتھ ہے جس ہموک
 نگہ رہی ہے غصہ چلا۔
 ”اس طرح کا خیال نہیں رکھا اور اج اجس کا وہی
 قائم نہ ہو۔ مگر اب یہ خیال رکھنا ہے کیلنا کا وہے سکتا
 ہے۔“ اس نے کھینٹے سے سر اٹھایا۔ اس کی آنکھیں
 سرخ ہو رہی تھیں غمناک وہ دوری تھی۔

”خیال رکھنا چاہیے۔ چاہے وہ کا وہے یا نہ
 وے۔“ میں نے اس کے آنسوؤں سے کھیل بیٹھنے
 کے ”چلو آئیو ہموک نگہ رہی ہے۔“
 گمانا کھاتے ہوئے وہ خاموش رہی اور مجھے اس
 کی یہ خاموشی کو لے کر زیادہ خراب نگہ رہی تھی۔
 ”امیرن آئیو ایک بات بتاؤ!“ اس نے مجھے اس طرح
 دکھایا۔

”دیکھتے ہیں میں کچھ کہہ کر تم جیسی ہی ہوں یا؟“
 ”ہوں! بلکہ مجھ سے کئی زیادہ باری۔“
 میں نے بھی سوچا میں اُس سے جواب دے دو۔
 اوردو سر سے اوردو پتے پتے میں مجھ پر آشرف
 ہوا کہ اوردو کے اس کھیلے کا مطلب کیا تھا۔ میں اس
 وقت ہمسد کے ساتھ چائے کی داری تھی بیٹھنے کو
 دل میں چاہتا تھا ہمسد کے ساتھ کئے آئی تھی۔ میں
 ایک دم چھٹکے اپنا لہرا دکھ کر کھڑی ہو گئی۔
 ”کچھ نہیں ہے۔“ ہمسد پریشان ہو گئی۔
 ”کچھ نہیں بس ہی۔“ میں نے پیرھنی دونوں
 ہاتھوں سے لپی۔

”مجھے کانچ سے باہر جاتے آئی اور اسی وقت۔“
 ”کیا ہوا یہی کیا کیا کہو کا تم سے رکھا ہے۔“ اس
 نے چپٹے ہوئے کہا۔
 ”میں حلق میں کر رہی ہوں ہمسد ایلیز چل دی
 کر۔“
 ”کیا ہوا یہ کیسے تھا اور کچھ بات زیادہ ہوا ہے؟“
 ”میں نہیں آکر تھا دل کی۔“ اسی وقت باہر سے

کسو کہ گرت کھل گیا۔
 ”اجمل۔“ وہ زوری ہی گھر میں ہوئی۔ مگر میرا
 نے مجھ سے کوئی سوال نہیں کیا۔ کہہ کر وہ تھیں اسے
 پیسے لے کر میں لکھی تھی کہ روکنے سے میں جا سکتی
 اور اب اتنے نام ہی میں تھیں تاکہ میں بسوں کا انتظار کر۔
 ہمسد سے ہی میں نے کچھ پیسے لے کر باہر آکر کھنے
 والے کو کھانا کھش جلدی سے رکھنے میں سوار ہو گئی۔

زندگی میں کوئی چیز مسئلہ نہیں ہوتی نہ مسئلہ بنا
 کرتی ہے۔ ہر مسئلہ کا کوئی حل موجود ہوتا ہے۔
 لیکن زندگی اور وہ کسی مصروف زندگی کی۔
 مجھے یوں لگتا تھا کہ میرے کھینٹے کے سپاہ
 کے پیچھے آگے ہوں۔ ہر بارش کی وجہ سے سڑکیں
 باطل ٹوٹتی تھیں۔

ہر دفعہ رتنے کو ایک نہایت بڑا لکڑ اور ہر دفعہ
 سے سر سے سر میں درد ہونے لگا۔ ٹنگ آگرمش
 سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔
 جس ایشاداری کھینٹے نے آفری تھی۔ میں نے
 اس کی پانچ لکڑا دکھا اور کھنے والے سے کہا۔
 ”میں نہیں آکر دکھ۔“ میں اسے کرا رہے کر بیٹھے

اتر گئی۔
 ”مجموعی ہی تلاش زیادہ کر کے کھوش مظلوم بچہ پر
 پہنچی تھی۔ کئی لوگ جارہے تھے۔ میں منہ اٹھا کر
 سیدھی بیٹھ گئی تھی۔
 ”آپ کو ان؟“ اس نے پوچھی سے مجھے دکھایا۔
 ”دیکھتے ہیں جو کوئی بھی ہوں۔“ آپ اس کو چھوڑ
 دیجئے۔ فرق نہیں ہے۔ ہر کس کی سہل کوئی لڑکی لگتی ہے۔
 نہ جانے کتنے کے ہنگاموں نے میرا دل غراب کر
 دیا تھا یا میرا دل غراب تھا ہی غراب مجھے کچھ بتا نہیں چلا۔
 ”میں کوئی نہیں آئی ہیں۔“ لیلہ! آپ کو کس
 لڑکی کا مظلوم کر رہے ہے؟“
 ”تم لدا ایلیز کا مطلب ہے کہ اس کا کاپہ۔“
 چہہ کھینٹے کے اوردو نام ہی سے وہاں سے کو

اسی وقت کھینٹے کا وہاں کھول کر اوردو ہا ہر لکھی تھیں
 ایک دم اس پر چل کر اس طرح جیسی کو اس کا ہاتھ پکڑ
 لیا۔
 ”ہیرا ہاتھ چھوڑنا ہے۔“
 ”تم کھینٹے کو اور ملے گا۔“ میں نے یہی مشکلی
 سے پوچھا۔

”میں نہیں آکر دکھا اور کھنے والے سے کہا۔“
 ”میں نہیں آکر دکھا اور کھنے والے سے کہا۔“
 ”میں نہیں آکر دکھا اور کھنے والے سے کہا۔“
 ”میں نہیں آکر دکھا اور کھنے والے سے کہا۔“
 ”میں نہیں آکر دکھا اور کھنے والے سے کہا۔“

میں سیرام ہو کر وہاں کر سوں پر بیٹھ گئی۔
 ”پانی پلے ہیں!“ اس نے کھیل بجا کر مجھے متوجہ
 کیا۔ ”وہ تو عام مسئلہ کیا ہے؟“
 ”وہ وہاں مسئلہ سمجھانے کے لیے تھی۔“ میں نے پچھا
 تھا اور نہ ہر کوئی ارادہ تھا کہ میں اوردو چلنے بیٹھے کو
 اپنی داستان سنائوں گی۔

”میں نے اپنی داستان اسے سنائی تھی اور
 یہی مسئلہ سے آرزو تھی۔“ میں نے کہا۔
 ”ساتھ ساتھ ہی چھوٹی لکھی۔“ میں نے کہا۔
 ”میں نے پچھ کر گئی تھی۔“

”ساری بات سننے کے بعد اس نے میری داستان لہ۔
 ”میں نے سنے تو میں آپ کو اپنا نام بتا دوں۔“ میرا
 نام خزان ہے۔ مجس سیریل کے لیے میں آج حلق
 لڑکیوں کے کولینڈر میں لپٹا رہا ہوں۔ آپ کو اس سیریل
 کے لیے دو دفعہ آفری جا چکی ہے۔ چاہتے ہیں آپ نے
 پوچھنا نہیں۔“ خزان نے کوئی مسئلہ نہیں لدا میں نے بھی
 نہیں گھٹا کہ آپ کی سسٹرو کو پاس مل سکے گا یا نہیں
 لیکن یہ جو عمر ہوئی ہے میں نے یہی خراب نگاہ عمر ہوئی
 ہے۔ اس عمر میں انسان قائل چاہتا ہے کہ آگ سے
 کھلے کوئی سیریل کی فکر ستاروں اور ہر ہستی اور چلا

چاہتے ہیں اور کو حیرت زدہ کرے۔ سب لوگ مجھے
 سے سر اٹھانے میں ہی دیکھتے رہیں۔“
 اس کی ہر لڑکائی انکھوں میں سوچتی گھبراتی تھیں
 اور پورے جو چھوٹا ہل رہے تھے میں اسے سمجھ تو رہی
 تھی لیکن یہ میرے کھینٹے کا دل تو میں تھا بلکہ خرمیں
 تھی تھی۔

”ساری ہی عمر میں ایک ہی ہوئی ہیں۔ ہر عمر میں
 کی بل چاہتا ہے کہ چلو کے نور سے کوئی ایسی کچھ بھی
 مل جائے جس پر چڑھ کر ستاروں تک پہنچا جاسکے مگر
 اس کو پانچویں ایک دم میں چھوڑ گئی۔
 ”وہ سیریل ناس میں غیبا نظر آ رہا تھا اس کا مطلب
 یہ میں تھا کہ وہ مسائل ہی حل کرتا رہتا انسان
 کے اس دنیا میں سامنے ہی گزاروں کام ہوتے ہیں۔“
 ”سیریل! سب کھینٹے تھے۔“
 ”سیریل! سب کھینٹے تھے۔“

”میں نے اس کا کاپہ۔“ اس کا کاپہ استیلا میر
 تھا اور یہ تو خود مجھے ہی میں نے تھا کہ سہات کا کاپہ
 لیکن پھر مجس اس نے آگے سے کھینٹے کی ایک جگہ تو سنی
 تھی۔
 ”میں نے اس کے لیے ایک لڑکی کی ضرورت ہے۔
 اگر آپ ڈراموں میں کام نہیں کرنا چاہیں تو یہاں
 جا ہی سکتے۔“
 اس نے آگے کارڈ میری طرف دھرایا۔
 ”فوکے میں سوچ کر جواب دوں گی۔“

میں گھر پہنچی تو اوردو سامنے ہی بیٹھی تھی۔
 مجھے کھڑا کر اس نے ایک دم نظریں پھیر لیں۔
 ”مہ دوڑنا کتنا تازے تھے۔“ مجھ سے کھینٹے کے لیے اور پھر
 پیشہ دھکر کر لیا ہی جاتے تھے۔ لیکن اب چاہتے ہیں
 کوئی ہی کھینٹے میں حاصل ہو گئی تھی۔ میں اس سے
 کچھ کھینٹا چھاری تھی کہ لدا بند سے آگئیں۔
 ”ان مہ دوڑنا ہنوں نے اتنی دیر کھل لگا دی؟“
 میں نے ایک نظر اوردو کے چہرے پر ڈالی۔ اس کے
 چہرے پر ہنس محضی رقم تھی۔

جیٹا ریز آڈر جلدی سے دو گنے والا کمرہ اور
 اریزہ فل کرسیٹ کرو سمارٹس لیا کا فن کیا تھا
 مرتضیٰ کو کسی بھم سے کراچی آگے وہ ایک دوں میں
 رہے گا۔
 "ابو! آپ ہی نے کہا ہو گا کیا ضرورت تھی بھلا؟"

میں تو بسی سلام آبدی میں تھی۔ لیکن اریزہ کو
 زینل سب کے لئے تھے جن رگے تھے کہ کوئی ایسی
 بھی نہیں تھی لگتا تھا۔
 "آئیے آپ مرتضیٰ میں؟"
 "پہلے اور تم؟"
 "میں اس پر؟" بھی آپس میں سلام کیا۔

"کیا ہر کلمہ ضروری ہے اس کی محتاج ہوتا ہے
 امین؟" انہوں نے فور سے مجھے دیکھا۔ "بھی کئی کلم
 ہم غلوں سے نہیں کر سکتے؟"
 زینلی لڑا رہے کہ ہر ایک کے لئے ہی لگتے ہو
 کرتے ہیں اور میں بھی ہی کیا چاہتا ہے کہ ہم ہر ایک
 کے لیے اپنی رائے مسلط کر دیں۔
 میں خاموش ہو گئی لیکن جس کی بھی پڑھا کہ
 وہ سارے راز میں میں ملنے جائیں نہیں میں
 نے لہل سے بھی چھپایا تھا۔ کرب تک یہ مہموں کو
 سب کو قضا نامہ لکھی آسان بات نہیں ہوتی۔
 کیا سب سوچتے سوچتے میرے کمر میں درد ہونے
 لگا۔ ساری رات چند بھی نہیں آئی۔ جب ذرا آگ
 لگتی ہے اسے جیج خراب نظر آنے لگتے کہ فوراً آگ
 کھل جائی۔

میں نے سوئی ہوئی اریزہ پر نظر ڈالی وہ سوتے ہوئے
 بے حد معصوم لگ رہی تھی۔ خوب صورت سیاہا ہوں
 کیا ایک اس کے کاٹھن بھری ہوئی تھی۔
 خوب صورت شریقی آنکھوں پر کھڑی تم دار
 چلیں سیاہ لگن تھیں۔ سب سے نہیں لگ رہا تھا کہ
 اس معصوم صورت والا لڑکی نے کج سارا نہ مجھے
 کس قدر تھکا دیا تھا۔
 میں باہر آکر کھلے کے پاس بیٹھ گئی۔ اسی وقت
 دروازے پر دستک ہوئی۔
 "یا اللہ! یہ کجی صبح کن آئیہ؟" وہ بھی ہلکا ہلکا سا
 اندھیرا چھایا ہوا تھا۔
 پھر مجھے یاد آیا کہ لہل سے مرتضیٰ کے آنے کا بیانیہ
 تھا۔
 اور واقعی آگے لکھی محبت تھی۔

کے کیا بات کیا جا سکتی ہے۔
 لیکن میں نے کج کیا بات سوچنی تھی میں اب
 کو بتا دوں گی۔ تاکہ اس کا کوئی تا گمہ بھی نہیں تھا۔
 ان کے دل کو جو تکلیف پہنچتی ہے تو میں روک کر
 سکتی تھی۔ لیکن خدا افسوس کر میں کچھ نہ جانتا۔
 پہلے بھی ایک دفعہ آپس انجانا کال کیا۔ جو کال تھا۔
 "کج تو تمہیں نہیں میں جانتا؟" ہسمہ نے
 شہرت سے بارہ بچے کے قرب کوئی میرے آگے
 لڑائی تو میں سوں سے تیار ہو گئی۔

"میں کج سفر نے نہیں میں جانتا۔ وہ اب
 لوٹ کر آیا ہے۔" میں نے زبردستی ہی مسکراہٹ
 چہرے پر سجال۔ یہی مسکراہٹ کج کہ وہ ضروری سی
 نظر نہ ہو گئی۔
 "آئیے آپ کو کراؤ گا۔"
 میں نے اسے کہہ کر والے کمرے میں آئی۔
 شہر سے کہ رات کو سنا کر لیا تھا اور ایک حدود ہتر
 بھی والی دو قضا نامہ اس وقت کہاں ملاتے اور کہاں
 پھرتا ہے۔

کج پر کجی تو اریزہ اب تک واپس نہیں آئی تھی۔
 مرض میں میرے مروتا کے ٹیکے کس بیٹھا تھا۔
 "بڑا لڑکی نہیں آپ۔" دوں خواہن کجی انتظار کر
 رہا تھا۔
 "کس لئے؟"

"میں نے جو کراؤ نامہ کر لیا گیا سیدھی کر سکتے
 ہوتے تو بچا۔
 "کس لئے؟" بھی موم اس قدر خوب صورت ہو
 جا ہے تو میں نے اور کوئی جاننے نہ چنگ کا پورا ہانا
 کیا۔ کیوں اتنی تالی۔
 "خدا بخیر! تالی کا پورا ہونا نہ کرو۔ خودی ہا میں
 کہاں سے گاڑی لے کر آیا ہے۔
 "کہاں سے کیا مطلب۔" کو نے میں ہی تو کوئی
 ہوتی تھی۔ سب سے آخر اللہ جہاں سے ہا میں۔
 "آئیے اپنے۔" میں کھرا کر کھڑی ہو گئی۔
 "اسے مرتضیٰ لایا ہو کیا ہے مجھے؟" انکی چوڑی کا
 اظہار لگ جانے لگا۔
 "تو کج کوئی تالی ماں؟"
 "جو مجھے ہ پوچھ رہا ہے کہل تالی ایسا سہ گاڑی
 ہے۔" میں نے غصے سے کہا۔
 میں واقعی کج ہوتی تالی کی گودا نہیں اریزہ کی فکر

کے پاس آکر کھلے کے پاس بیٹھ گئی۔ اسی وقت
 دروازے پر دستک ہوئی۔
 "یا اللہ! یہ کجی صبح کن آئیہ؟" وہ بھی ہلکا ہلکا سا
 اندھیرا چھایا ہوا تھا۔
 پھر مجھے یاد آیا کہ لہل سے مرتضیٰ کے آنے کا بیانیہ
 تھا۔
 اور واقعی آگے لکھی محبت تھی۔

تین بلکہ ماں سے ہیں تازہ ہوتے ہیں کہ جب تک کہ گرم
 دھول کا کالے ہو گئے ہیں۔
 لیکن وہ نہ تو بھوسے کے دھولے کے چھوٹے چھوٹے
 ٹکڑے توڑی رہی۔ ٹھکانے سے ایک دم بھی دھول
 قطع ہوئی۔

”کیا ہو گیا ہے اوریزہ کو۔“ میں نے دل میں سوچا۔
 ”یہ خوش یوں نہیں ہوتی۔“
 یہ وہ دھول ہوئی کی کہ نسبت مرتضیٰ نے بیٹا بل گا کر
 کہا تھا مگر کیا اور مرتضیٰ کی مکی۔

”اب تم پر توجہ دیا۔“ میں نے اوریزہ کو مخاطب
 کیا۔ ”سب کچھ تم کو ملے گا۔“
 اوریزہ نے کوئی جواب نہیں دیا مگر اس کے جانے
 کے بعد کھلا۔

”ایجن باہر تون خود ہو لینا۔ میری بیوی ہے“
 میرے ہاتھ خراب ہو جائیں گے۔“
 ملا تھا اوریزہ نے مرتضیٰ کے ہاتھ کا ہاتھ خراب ہو
 جائے گی لیکن مجھے لگا کہ اس نے کہا ”اب نہ رہے“
 راستے پر جا رہا تھا۔

یہ ہاتھ خراب ہو جائیں گے۔ کیا ہو رہی تھی۔ جسے کسی کو
 ہاتھ خراب کرنے پر توجہ دینا شروع کر دیتے۔
 ”ارشد۔“ مرتضیٰ کسی کام سے بچنے میں آیا تو
 چونک گیا۔ ”تپ نہیں ہیں کہ جن۔“ کتنا کام کرتی
 ہیں۔ اوریزہ کو کہہ دیا کہ ”تپ آرام کر لیتیں۔“

پتا نہیں اس نے جلد رہا کیا تھا یا غلوں سے
 لیکن میری آنکھوں میں آنسو آگئے۔
 پتا نہیں آنسو اور میری آنکھوں میں کیا تعلق
 ہے۔ میں نے دل کر رکھا ہے۔ سوچا۔ کہنے کو آنسو
 دلاست ہوتے ہیں مگر یہ بھی دشمنوں والا کام کر دیتے
 ہیں۔

”میرا کہہ رہا تھا۔“
 ”اوریزہ کو تپ نے سر پر تھام رکھا ہے۔ ورنہ ایسا
 کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک ماں اتنی بھوکھ اور تھوڑے
 بلکہ بلیقہ میری بھی اور دو سہری۔ کن۔“ اس نے جملہ
 لہو اور اچھوڑ دیا۔

”وہ ابھی بھولنے سے نہیں دھرا رہی ہے۔“
 ”میں نے اوریزہ کو تپ سے کہہ دیا۔“
 ”میں نے اوریزہ کو تپ سے کہہ دیا۔“
 ”میں نے اوریزہ کو تپ سے کہہ دیا۔“

”تو میں جاننا ہوں۔“
 ”تو میں جاننا ہوں۔“
 ”تو میں جاننا ہوں۔“
 ”تو میں جاننا ہوں۔“

”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“

”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“

”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“

”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“

”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“

”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“

”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“

”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“

”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“

”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“

”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“

”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“

”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“

”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“

”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“

”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“

”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“

”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“

”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“

”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“

”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“

”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“

”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“

”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“

”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“

”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“
 ”یہاں۔“

رواگے کاٹنے ہانے کا لائق ہے نہ میری رواگے کاٹنے
 جینے کا۔ تم جانتی ہو اس مسئلے کا حل میں پاس ہو
 گئی تھی لیکن تم نے غصے سے کہا کہ تمہیں نہیں
 جانتی۔ لیکن اس نے مجھے ڈرامے میں سلگت نہیں
 کیا۔ وہ بالکل تمہارے انداز میں سمجھا رہا تھا کہ آپ
 باہل متفقہ دیا ہے کئی اور چیزیں ایک الگ دیا ہے۔
 آپ یہاں صرف مس دہن کی۔ ہمارا کم گھنہ بھائی
 لیں سے پوچھ لیں شاید بچپن میں کسی کم ہو گیا
 ہو۔

اس کے بعد میں بہت بھوکھا تھا۔
 اور میں اس کی کیا بات کو بھی نہیں سمجھا۔
 بعض دفعہ زندگی میں بہت ساری چیزیں اس طرح
 کہیں میں لایا جاتی ہیں کہ انہیں سمجھنے کے کوشش
 کرنا ہی کار ہو جاتا ہے۔
 اس کا لاپس آنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا اور جن کا
 وارہیں آنے کا کوئی ارادہ نہ ہو۔ وہ دیکھنے سارے نشان
 ملتا ہوتے جاتے ہیں۔
 ارادہ ہے بھی ہر نشان ملتا رہتا تھا۔

محبت کا تربیت کار شاید دوستی کا بھی۔ وہ تو میری
 سمجھ رہی تھی کہ اٹھ چلاؤں سے دوستی کی طرف جارہی
 ہے لیکن اسے کیا پتا کہ وہاں شوہر کی دنیا میں اپنی پتکا
 چوڑھو گئی ہوئی اس وجہ سے کہ وہاں اندر بہت
 اندر چرے ہوتے ہیں۔ پھر انہیں معنوی روشنیوں کا
 سارا فائدہ پہنچا گیا ہے۔

لیکن ابھی کچھ بھی کہنا ہے کار تھا۔ آپ ایک دفعہ
 فلاح کے راستے سے ہٹ جائیں تو پھر باہنی کا راستہ
 بہت مشکل سے ملتا ہے۔
 میں نے ارادہ کے لیے بہت دعائیں کیں۔

اور ساری دعائیں ہی آخرت کا انکار نہیں کرتیں
 کچھ دعائیں دنیا میں بھی پھیل جاتی ہیں کہ قیام میں
 ہو تیک۔
 ارادہ کرنے کی ضرورت اور سچیں ارادوں کا شریعت

ہو گئے تھے۔ اس کو اس نکل سے پوچھا آیا تھا اور ایک
 پڑھے پڑھی یا کوئی فرقہ و مسلم عقلمن طور پر بدل چکی
 تھی۔

وہ ہم میں سے نہیں رہی یا ہم اس میں سے
 نہیں رہے تھے اس لیے کہ لائق ہر ہاتھ۔
 قلند کے اسٹوڈنٹ نے بھی اس پر کاروائی دیکھ لیا
 تھا۔

ایک فلم آئی تھی ہر نکل اور تک آنسو میرا
 نکلکے ہے کہ بہت خوب ہو گئی تھی۔
 "میں نے اس کی ایسی تربیت تو انہیں کی تھی پھر
 لیا کیا ہے ہو گیا۔"
 "لہ! وقت بہت آگے جا چکا ہے۔ چھوڑنے
 چاہتے تھے۔"

میں نے کبھی سمجھو نہیں وہ بہت معصوم ہے۔
 "کوئی معصوم میں رہتا ہوں! ان کو پیش کے بارے میں
 آنسوؤں کی ہی میری آواز سن رہا تھا۔
 میگزین "اخبار ہے جگہ تو اتنے اور میری خبریں
 لگ رہی تھیں۔ کوئی لڑکا تھا۔ سادہ سادہ عمر بڑھانے کے
 ساتھ بہت سی جہلیں تھی۔

سب کچھ اس اپنی اپنی خبریں تھیں اور وہ سب اس
 اپنے غم سے۔
 ارادہ ہے بہت کم بات ہو پاتی تھی کیونکہ وہ
 بچے آگ میں تھی اس لیے بہت زیادہ سادہ سا اور کا
 پور شہن پور آیا تھا اور وہ زیادہ تر وہی رہتی تھی۔
 بچے آتی تو انہیں کچھ بھی نہیں آتا کہ اس سے
 کیا باتیں کریں۔ ہم دو الگ دنیاؤں کے پاس ہو گئے
 تھے اور ہمیں ایک دوسرے کی دنیاں بھی نہیں
 تھیں آتی تھی۔

ارادہ کو دہریہ دیکھتی تو مجھے تعجب نہیں آتا کہ یہ
 وہی وجود ہے جو ہمارے گھر میں رہتا ہے۔ جس کے
 ساتھ ہمیں کامت سارا وقت بسر کیا ہے۔ جس کے
 ساتھ زندگی کے دکھ دکھ اور کئی بہت ساری
 بات بھی نہیں تھی۔ ہمیں اور دکھ کا زیادہ وقت بھی
 سہا نہیں لگا۔



مر گئی ہے اور اگر اس کے نزدیک بی بی لیا
 تھا۔ اب اس کا اتنا چاہتا کم ہو گیا تھا۔ یہی کبھی
 تھائی اور زندگی کے بوشت سے بھر کر اٹھ کر کہہ کہ میں
 بھرا جاؤں۔ مر گیا؟

سوچ سوچ کر سر میں دو دو جاہا کہ لوں کے ساتھ
 کسی ایسی جگہ تک جاؤں "جہاں غم حیات کے ایسے
 تجربے نہیں ہوں۔"
 پہلے ہی ارادہ کے ساتھ ٹی کر لیں ہی ملان بنایا
 کرتی تھی مگر اس وقت ایک بے ساختگی اور
 معصومیت تھی۔

میں نے سر ہٹھا کر چاروں طرف دیکھا وقت کو کتنی
 جلدی ہو رہی ہے گزر چلے گی۔
 "کیا پتا ہے امین۔" مر گئی نے آتے ہی شور مچا
 دیا۔

"تو کچھ تو کچھ تو پتا ہی ہے۔ تم کو تو بے کولن؟"
 اس کے آنے سے ایک دم خوش ہو گئی تھی۔
 "تو کچھ سو سو کی طرح کیل پوچھا جا رہا ہے۔"
 مر گئی نے ہنسی میں کہا۔

"اس لیے کہ تم نے آج پھر کو ہانے میں اور
 نہیں کوئی نہ نہیں ہیں۔"
 "تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔" مر گئی نے کندھے
 اپکا تے۔

"بھوک کے وقت تو کو بچے بھی کھا لے جاتے
 ہیں۔"
 "اب؟"

اسی وقت میری نظریں وہی پر پڑی۔ ارادہ کا عقلمن آ
 رہا تھا مجھے اب وہ سب چیزیں سے بھر پور ہوئی
 گی۔ میں نے اٹھ کر بی بی دیکھ لیا۔
 "تو کیوں بی بی دیکھ لیا؟ کیا تم سے جہلیں مل
 کرتی ہو؟" مر گئی کے الفاظ نے مجھے ایک دم سے
 کھٹکایا۔

میں نے تڑپ کر کہا تھا "مر گئی نے میری بات
 سنی ہے۔"

صورت دیکھ کر کہہ لیں مجھ سے کوئی جواب دیا
 نہیں کیا۔
 "کیسا دل ہونا ہے۔ ایک پھال کی کسی نظر نہیں
 آتا۔ دو شہر لوں سب کی نگاہ رہ جاتی ہے۔
 میں نے تو یہی ارادہ سے متعلقہ کرنے کا سوا کچھ
 نہیں اور سوچتی تھی کہ وہ۔ وہ نہیں تھی میں کسی
 میرا فغان میری بھولی ہوئی۔

ایکے مرنے کے بعد میں اس کی ذمہ داری ہی تھی۔
 اسے ہر تکلیف پر غم سے پہنچا ہوا تھا۔
 کچھ عرصے پہلے تک وہ اس بات کو بھائی بھی تھی۔
 اس محبت کی ہی اسے مقدور تھی جو میں اس سے
 کھلتا تھا۔

گر اب اب کسی چیز کے بارے میں کچھ بھی
 نہیں کہہ سکتے تھے۔ ہماری اس کی بڑے شہادت چیت
 دہائی تھی۔
 مجھے عادت تھی جہی بہت دور تک کسی کو گردن
 اٹھا کر دیکھنے کی اور جو لوگ چلنے والے کا سر طے کر رہے
 ہوتے ہیں شہر ان کی ہی عادت تھی ہو جاتی ہے۔
 گردن اٹھا کر دیکھ کر لے گی۔

کل ارادہ بھولے بیٹھے نیچے آئی۔ اللہ نے پکڑ لیا۔
 "چھوڑو اسے ارادہ ہے سب کچھ۔" اللہ نے منت
 سے کہا تھا۔
 "بہت مشکل ہے۔" اس نے غمی میں سہا لیا۔
 انسان کو ایک زندگی تھی ہے اور وہ پوری زندگی ایک
 ایک چیز کے لیے سسک کر نہیں گزار سکتا۔ کوئی ہے
 پاس دولت ہونی چاہیے۔ یہ آج کی حقیقت ہے۔
 جب میں نے اس طرح سے ہار قدم نکالے تھے تب
 ہی سوچ لیا تھا کہ اب کسی بچے سزا نہیں دیکھوں گی۔
 آپ بار بار آتے ہیں نہ جا کر رہیں! انہیں آگے بڑھنے
 دیتے۔ آپ نے ہمارے لیے کچھ نہیں کیا اتنا تو کری
 سکتی ہیں۔

ارادہ چاہے ہو یا نہ ہو۔ تمہارا کو اتنا ہر رہی ہو۔
 پاگل ہوئی ہو؟" جس دن دنیا کچھ میں کہنے کی نہیں

دلن تم سے پوچھوں گی۔
 "بوتر" اس نے غمزے سے سر ہلکا۔ "ہو لوگ
 کچھ نہیں کرتے تو مرنا نہیں کرتے ہیں۔"
 ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ میں ایک سچا اس کے ساتھ
 ملتی۔ اور شاید میں مادہ میں موقیٰ نہیں تھی ایک دم
 احساس ہوا کہ وہ خوفزدہ ہے اور کسی حد تک اس کی
 حالت ابتر بھی تھی۔ اس کی خوب صورت آنکھوں
 میں دو ٹکٹے تھے اور محسوس
 "تو خوفزدہ نہ ہو"

چتا نہیں گئی میں اس ایک دم اس سے پوچھ بیٹھی۔
 میرا اس کا خون کا یکہ رشتہ تو قضا محبت کا اور ان کا رشتہ تو
 اس نے توڑنا تھا۔
 "ہاں مجھے لگتا ہے تم لوگ میرے لیے بد دعائیں
 کرتے ہو۔"

"مزبورہ؟" میری آنکھیں جرت سے پٹ گئیں
 "ہم تمہارے لیے بد دعا کریں گے کس کے لیے؟"
 "اس لیے کہ تم لوگوں کو کچھ سے مت بھاریے۔"
 "تو جن سے بھاریو تاکہ ان کے لیے بد دعا کی جاتی
 ہے؟" ارشد دلخیزا بھرا ہو گیا ہے کیا؟
 "مجھ کو کہہ رہی ہوں۔" اس کا کھمبہ خدی تھا۔ جن
 کے لیے بد دعائیں کی جاتی ان کے لیے کچھ بہرہ دہانوں کا
 ہی راستہ نہ رہا تاکہ ہے۔

"اس کا فیصلہ تو تمہیں کرنا پڑتا۔
 دعائیں کس لیے نہیں دیا کرتی۔"
 "تو کس اس نے سچ کہا تھا۔" وہ چلائی تو میں
 ڈر گئی۔
 وہاں پہنچتے ہوئے کچھ چلی گئی اور میں نے پھی پی ٹھہری
 رہ گئی۔

"امرن۔" اس نے نقل سے کہا۔ "میں دیکھ رہی
 ہوں تم ہر وقت کچھ نہ کچھ سوچتی رہتی ہو۔ اتنا نہیں
 سوچو بیکار بڑھاؤ گی۔ اس پر اگر مر نہیں کی۔ اتنا نہیں
 ادا ہو سکتی ہے۔ اس کی سزا ہے تو اس سے ہی سننے

"آج سے پہلے تو تمہیں میں آس ڈھانچ کر خیرت
 "اب تمہارا دل سے یہ تو نہیں پوچھا جا سکتا۔
 بہر حال تمہیں ساتھ دو کرو اور پڑنے بدل کر آہو۔"
 "پڑنے سے تم لوگ ابتر نہ بنو۔" اس کی خوشگوار
 ٹہلنے سے کپ ٹھٹھکی میں آئی ہوں۔
 "تمہیں میرے ساتھ چھوڑ دو۔" اس نے کہا
 "پہلو سے تمہیں سوچ کر اپنی جان کوئی لوگ کا گیا
 ہے۔"

اس کی ہمتا میں کر رہے تھے کہ مر نہیں کی ایسی فائدہ کر آ
 "میں کو کبھی ڈانٹ رہی ہو سعیدہ؟"
 "نہیں میں ڈانٹ تو نہیں رہی ہوں۔" اس
 گھبراہٹ میں۔

"تو کیا۔" اس نے ہارے بچوں کو ڈانٹ کون سکتا
 ہے۔ ہاں ہاں سعیدہ اٹھ رہی وہ دل بٹھیاں ہی خوب
 صورت ہیں۔
 "ارے آج نے تو ابھی صرف امرین کو ہی دیکھا
 ہے۔" اس نے بے اختیار میں کہا۔
 "اس نے نہیں امرین کو بھی دیکھا ہے۔ وہ تو اتنی
 مشہور ہو گئی ہے کہ ہر جگہ سے اس کا زور لہا آ رہا ہوتا
 ہے۔ میں نے تو اب کوئی ایسا ہے کہ میرے رشتے دار
 ہیں۔" اتنی ہی ہنسنے ہوئے کہا تھا۔

"اتنی ہی اتنی ہمتا میں کہ بہت دور کے رشتے دار
 ہیں۔ جن سے رشتہ دار نہ ہونے کے برابر ہے۔"
 "تو دلخیزا بھرا ہے میرا۔" انہوں نے گویا بریلن
 کر کہا۔
 "مجھے سمجھو تو میں بھی کیا تھا۔" اس نے کہا۔
 سعیدہ اس نے ہی وہی والے تو بڑا جیسہ دیتے ہیں مگر
 تمہارے گھر کے حالات تو تو اب بدلے ہوئے نہیں لگ

رہے۔
 "یہ مگر تم لوگ بہت جلد گئے ہیں اتنی! میں
 نے نہیں دیکھا۔" اس نے کہا۔
 "میرا۔" انہوں نے اس سے کہا۔ "میرا کہ تم

لوگوں کا رہن سہن تو ابھی تک مجھے نہیں یاد آیا ہے۔
 "جیسا پہلے تھا۔"
 "جی ہاں اس کا ہوا ہاں۔" اس نے کہا۔
 اس کی یہی شکل دیکھ کر بھی مر نہیں کی ایسی
 جان کی۔ میری بھول بھال میں اس کا کچھ نہیں یاد آیا
 تھا کہ یہ کتنی گھر میں رہا ہے۔ اس کے لیے
 ارشد کو بے شمار ہی بہت ہی کیف تھا۔

پرانی روایتوں اور اقدار کو سینے سے لگائے ہوئے
 پرانے اور خوب صورت لوگ۔
 "کچھ تو کون سے تھے اسے کہ بیڑہ
 "میں نے ان کا ہاتھ تھام لیا۔
 "امرن لگا لگا لگا۔"

رات کے دن بیچے باہر کھڑی کا ہلکا ہلکا ارشد
 دلخیزا آئی تھی۔ کن شاید اس کی خوشگوار خدی
 کی بھی رو نہ دیا ہوا۔ کچھ تک اتنی گھبراہٹ کی
 سچا ہی وقت ختم ہوئی تھی۔
 "مجھے لگا کہ تمہیں ہی محبت ہی اچھی لگتی تھی شاید سادگی
 زندگی لوگوں کی محبت اسی طرح ہوتی ہے۔
 گاڑی کی گواڑہنی ہے اتنی خود اعتماد ہو میں۔
 "مشائخہ ارشد آئی ہے۔"

ان کے لیے میں اتنی شرمیلی تھی کہ مجھے الجھن
 ہونے لگی۔ "اتنی محبت کس لیے۔" میرا نہیں اچھ
 گلیہ مر نہیں کی۔ میں قہارہ اسی سے پوچھ سکتی کہ
 ان کو ہر ایک سے ہی اتنی محبت ہو جاتی ہے یا مر نہیں
 کوئی خاص بات ہے؟ لیکن مر نہیں کام کے سلسلے میں
 بے ہوا رہ گیا ہوا تھا۔

ارشد نے ان کو اتنی نے ڈرنا سے مر نہیں کی۔
 "تو کئی بار تو یہ ہے۔ یہ ہے۔"
 "جی ہاں آپ کون؟" اس نے کھنکھرائی سے کہا۔
 "میرا میں مر نہیں کی ایسی ہوں۔ اتنی جلدی ہوں
 "میں نے اس طرح کھنکھائی کیجیے ان کی اور
 ارشد کی بہت ملا تھیں رہی ہوں۔
 "میرا اصل نام اس نے مر نہیں کا۔" اس نے کہا۔
 "میں نے اس کو مر نہیں کی۔"

"اس نے سچ سے ل تو نہیں۔ وہ کب سے انتظار
 کر رہی تھی۔"
 "تو میں کیا کہوں۔ مجھے نہیں یاد آیا ہے لوگوں سے
 ملنا۔"
 "مجھے تو کوئی برائی نظر نہیں آتی۔" میں نے نری
 سے کہا۔
 "بھولتی محبت کے مظاہرے ہوں۔" اس نے
 سر ہلکا۔

"دعا سے اتنی بد گلن رہو گی تو دنیا جینے میں
 کی۔"
 "مجھے خود سے جینا آ گیا ہے۔" اس کے انداز میں
 وہاں خود گو کہ اتنی بھر لڑنے کے سنے لگی۔ مجھے ان
 کے سامنے وہاں میں جانے کا میں لوہ چاہتی ہوں۔"

www.PAKSOCIETY.COM

www.PAKSOCIETY.COM

دہریہ بنی ہوئی پر مصلحتی ہو گی۔
 وہ دیکھ لے گی نہ سمجھتی تھی۔ لیکن اب اس کے منہ
 پھٹے ہوئے نرس جیسے چار چاند لگ گئے تھے۔

”تمہارے تپسیہ لیتے نہ لگی۔“
 ”تمہارے بھی نہ قبول لڑکی۔“

سستی مرتبہ اس نے کہا تھا کہ ایک لڑکی میں جو
 خصوصیات ہوئی چاہئیں وہ سب تم میں موجود ہیں
 لیکن تم نے صرف اور فقط بریں سمت فرقی ہو رہے۔
 میں ان ہی سوجاں میں تم تھی کہ اس وقت مرتضیٰ
 کا ہونا آیا۔ ”کیا ہو رہا ہے؟“
 ”تمہارے۔“

”یہ کیا ہو ہی نہیں سکتا کہ تم کچھ نہ کر رہی ہو ابھی
 لڑکی جو میرے بارے میں کچھ زیادہ نہیں ہیں تمہارا
 ”واقعی میں کچھ نہیں کر رہی تھی۔“ مجھے جھوٹ
 یوں اندازہ لگ گیا کہ اسے اسے تا میں سستی تھی کہ میری سستی
 نے مجھے تیار ہونے کا کام کیا۔
 ”چلو ابھی میں نے تمہیں کر لیا۔ اور سب لوگ
 کیا کہہ رہے ہیں؟“

”وہ سب لوگ وہی کہہ رہے ہیں جو تم نے انہیں
 پیش کرتے دکھائے۔“ میں نے بپتے ہوئے ہات
 جھمکائی۔
 ”لکھا ہے کہ اس کی بھی سوال کا جواب صحیح نہیں
 ملے گا۔ کہ کوئی غاص خان سے کیا؟“
 ”غاص خان کیا ہو تو میں مرتضیٰ اور مجھ ہی ہر روز
 لکھا ہے۔ چاندنی اور روزی کے پاس۔ دیکھا کہ سارے وہی
 کلمہ روزانہ ہوتے رہتے ہیں۔“
 ”لو تو تم فقط ہونے کے عوض میں نظر آ رہی ہو۔“
 وہ ہلکا۔

”شاید۔“ مجھے لہجے میں نہ چاہتے ہوئے بھی
 سستی آئی ایک لمحے کو چہچہا رہا وہ کیا۔
 ”نہ ہوا کیا ہے؟“ سب کچھ پریشان تھا۔
 ”کچھ نہیں۔“ میں نے کسی ماس کی اون فون رکھ
 دیا۔

باہر شہم بہت بہت ڈھل رہی تھی۔ کناروں پر
 پہلی رخ متفق کو شہم کے سامنے تیزی سے فون میں
 بیٹھ سے تھے۔ ”خیر بہتر نہ ہو جالی سے بھرگی
 ”تمہارے تپسیہ خوب ذرا تھکتی۔“

انسان کو سستی چھوڑ کر سستی حالت چاہیے ہوتی ہے۔
 صرف ایک ذہنی گزارنے کے لیے۔
 میں نے پائیس جیکٹ کر انہوں کو اندر آنا دیا۔
 آج ہی تو کاجن لگایا تھا اس چٹاری کو کہ وہ کم تو حوزی
 دیر تو رہتی چاہیے تھا۔

مجھے آگے سے بہت سزا لگ رہی تھی ایک عجیب سی
 کیفیت ہو رہی تھی جسے بدلنے کوئی نہیں تھا۔
 کیا مرتضیٰ اور آگے میں مجھ سے اب یہاں۔
 کے کہنے ہی پتا چل سکتی تھی۔

وہ لوگ رات کے نو بجے آئے ان کے ساتھ
 مصلحتی اور فون کے کورسے تھے۔ ان کی خوشی کا کوئی
 لگانا نہیں تھا۔ میں ان کے خوشی سے جھجکا کرتے
 ہوئے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔ مجھے ان کا پختہ ہوا چہرہ
 بہت اچھا لگا رہا تھا۔

”بڑا ہانڈہ سعیدہ اجتماری دونوں ہی بڑیاں بہت
 اچھی ہیں لیکن میں انہیں زیادہ اچھی لگی۔“
 ان کا چہرہ ایک دم ایک ہو گیا۔ میرے لیے
 اس لگانے کو سستی میں۔ اس پر ان کا نہیں پتا تھا کہ اس
 نے ویسے ہی انہیں نہ نہیں لگایا تو رشتے کے لیے
 کہاں سے ہوں کہ وہ کی۔ لیکن ابھی وہ اب اس رات
 سہاگٹ ملے کر رہی تھی۔ وہاں اور دور تک شادی کا
 کوئی امکان نظر نہ آتا تھا۔

میں نے ایک نظر مرتضیٰ کے چہرے پر ڈالی۔ شاید
 دل نے اب بھی کوئی امید کا پورا پورا کہا تھا کہ شاید یہ
 سب کچھ غلط ہو جو میرے کانوں نے سنا۔ شاید
 مرتضیٰ کے چہرے پر کوئی اور خبر ہو۔
 لیکن وہاں کوئی خلاف معمول لہجہ نہیں تھا۔ وہ کچھ
 بھی تھا وہ رضاعت ہی سے قلب حس آگ نے مجھے جلا
 کر رکھا کہ وہاں اس کا پکا ماس نہیں اس چہرے پر
 میں تھا۔

میرے بارے میں ایک لمحے سے نہ کہیں رنگ تھے،
 نہ کسی روشنی شہم میں وہ سزاوار شہمت کی چنگ
 لگا کر وہی ذرا تھکتی تپسیہ تھی۔

آپ جیسے کوئی اور سراسر مشکل سے ہی ہو گا۔
 آپ جیسی ڈانگیں۔۔۔۔۔
 میرے دل پر وہ اتنا غماز ہوتو سہ کی طرح میرے
 گئے۔

مگر انے جانے کا احساس مجھے بالکل میں نے گریہ
 میرا چودھو حواس و حواس ہو گیا اور نظریں جھک گئیں۔
 نفخ اور شرم کی کے بارے میں یاد آ رہی تھی۔ میرا
 مشکل ہو گیا۔ میں ایک جھنگل سے اسی اور ڈرا لنگ
 روم سے باہر کی طرف قدم بٹھا دیا۔ ابھی میں
 دروازے تک ہی پہنچی تھی کہ مرتضیٰ کی ہماری گواہ
 میری اساتذہ سے عرفانی میرے ہوتے قدم رک
 گئے وہاں پہلے سے منقلب تھا۔

”میں نے زندگی بھر آپ کے تمام فیصلوں کا احترام
 کیا ہے۔ ابی انہی کے آپ کے اس فیصلے سے اتفاق
 نہیں۔ مجھے شادی کے لیے ایک ایسی لڑکی چاہیے جو
 میرا گھر کیلئے کرے۔ نہ کہ اسٹوڈنٹ۔ میں بجز
 میں ہی شادی کرنا ہوا نام۔ مجھے ایک ملتی شاعر
 لڑکی سے شادی کرنا ہے جو میرا گھر ملنے کے ساتھ
 ساتھ میرے بچوں کی بچھون تہیت کرنے کے بھی
 قابل ہو۔“ وہ ایک لمحے کو رک۔

”مجھے امیرج جیسی ڈانگیں نہیں ہیں تو گھر امیرج میں
 وہ تمام خوبیاں ہیں جو میں اپنی بیوی میں دیکھنا چاہتا ہوں۔
 میں امیرج سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔“
 میرے چاندنی طرف جیسے پھول ہی پھول گل
 اٹھے تھے۔ میں نے قدم وہاں باہر کی طرف بٹھا دیا
 مگر اس مرتبہ میرے قدموں سے شرم کی میں بلکہ
 ایک کڑا احساس پہنایا ہوا تھا۔



اور سب سے بڑے کے ایک اور جیب کی تلاش ہو چکی تھی۔ وہ قاصر قلبہ پر توجہ دینا چاہتا تھا کہ اس کے دلایت جانے کے بعد پچھلے گھر میں کوئی قدرتی آگے بس گئے تھے، جو کوشش کر رہے تھے، بعد گائے بیٹھوں کی کھانے والی چلی سمٹ کے گھر لے آتے تھے اور بھرات بھر حجت پر مین کے کھنڈوں میں چلی داخل کے چوں کہ پکارتے رہتے تھے۔ اس شخص وہ ایامات حد تک غلط بدو بھی کہ بندے کا بن نہ چلا تھا اسے تاک ہی سوائے تاک نہ رہے گا یا اس اور نہ بیگنی باغیسی کے محمد ان نہ رہے کی تاک نہ سوچنے کی لگتی جاتی رہا۔

بڑے مشکل سے اس نے جوڑی کو مطمئن کیا۔ پورے برابر کر کے گھر کیوں دوڑا نہ سے بند کر کے دروازے میں بیٹے غصوں کے باہر سے آنے والی جاتی چلی کی کو تو تم ہوئی امداد والی تھی اور مٹی کے تیل کی پو اس نے پرفیم اسپرے کر کے کم کی۔ جس سے الری کی لہری جوڑی کو جھٹکیں تاشوری ہو گئیں۔

پورے نئی سمیت اس نے نئی سے کامی کی تھی کہ کمرے کے ساتھ الحج باجھ ضرور بنایا جائے پیلے تو اشراف نے اس فرانس کو غیر ضروری کہاں کے کھانے میں مارا اور صرف کمرہ بنانے کو ہی اپنا احسان گردانا مگر اس نے پہلے جب سرفراز نے پار پار فون کر کے باجھ دوم وہ بھی الحج باجھ دوم کی بار بار مین دہلی گرائی تو ادا نہ کیا۔

اشراف نے خد کہ بتا دے غسل خانہ اور لیکر آئے۔

بیک گھر میں دو دو غسل خانے یہ تو فضل خربی ہے ابائی۔

اس نے پیے بیٹھے ہیں اسے ہوگی لوٹ تھرا کیا جاتا ہے یہ نہ وہ وہ اس کے کہ دے کہ میرے وسیلے پر کمانے تھے اس لیے غسل خانہ میں بیٹھنا۔ لگے جتنے پیئے ہیں انکا لگے تو آگے میرے گے۔

جس پر جیس ہوئے اشراف نے کمرہ میں تیار ہو

جلنے کے بعد الحج باجھ دوم بخواتین انکر سو باہیں کرتے ہوئے۔

تے سے رواج والے گاہک گھر میں گیا اور سبے ایک کمرہ وہ لیٹن ہوئے کی سب کے گاہک گھر میں باہری خانے بھی دو کمرہ تھے بھی کیا جیتی کہ بندہ پار سڑیاں میں اس کے آگے غسل خانے تک۔

وہ بھی اہل میں چاہے لوپ صاحب کہ۔

پہلے اشراف بہر سکا ہے تجوری ہو۔

دلو کہہ لیں اشراف نے اے کی قیمت بانی۔

پھیری بھجوری۔

بہر سکا ہے چوڑی میم جھس کی مریض ہو اسے کوئی مڑی جاتا یا نہ ہو سب دھاری کو حرم او می رانی کو ڈیوار سڑیاں کاترتی۔

گندہ سرفراز کو یہ بات نہیں باجھ دوم کا پھر وہ نشان نہ تھا وہ آٹا پھر ہے اندر میں اس کا دروازہ بھی کھلتا تھا نرات تو کسی طرح اندر کھولتے کز اور۔ کمرے حساب کیا گیا۔

بنایا تو بے عمل تانے۔

کہاں ہے؟

دیکھیں میں۔

دیکھ لیں میں۔

دیکھ لیں میں۔

دیکھ لیں میں۔

اس نے گل سے سوال یہ سوال دہانی یہ غلطی اسی سے ہوئی تھی کہ جب اشراف نے بڑے خیر سے درایت کیا تھا کہ یہ الحج باجھ ہوئی کیا لیا ہے تو اس نے جواباً کہا۔

وہ غسل نہ ہو کر کے ہی غسل میں ہو گئے۔

اشراف نے باجھ بڑے کہہ کر۔

لے یہ دیکھ کر کی میں غسل خانہ چینی کے فرش پورے فرش والا ساتھ میں بیٹھ رنگ کا بیٹنگ لٹا بھی ہے۔ باہری اور ڈول سے بیچ کر کے رکھا لوطہ نما تو یہ سکا ملہ وہ خالی اور نوساری ہی وہ دکھا ہوا ہے جہاں لیں۔

سرفراز نے سر جینے لیا ساتھ دوم باقی کر کے کی و اس بار لوگ کے ساتھ جراتا مگر اس تک جانے کے لیے کمرے سے نکل کے دواس جابھن مڑے کو را کھوم کے وہاں تک پہنچا تا وقت کمرے سے اس تک کوئی دروازہ نہیں نکالا تھا۔

تے کمرے میں سے نکلتا تھا دروازہ۔

لے کمرے کے اندر ساری ہو ہو جاتی تھی۔

سرفراز کوئی سراسر جھکے ہو گیا۔

سب کمرے میں لگتا ساری ٹیلے کے بنا مشکل لگتا ہے تو یہ کوئی کھول اور چھال مان۔

سرفراز نے باگ نہ جانی۔

سرفراز کوئی سراسر جھکے ہو گیا۔

سب کمرے میں لگتا ساری ٹیلے کے بنا مشکل لگتا ہے تو یہ کوئی کھول اور چھال مان۔

سرفراز نے باگ نہ جانی۔

سرفراز کوئی سراسر جھکے ہو گیا۔

سب کمرے میں لگتا ساری ٹیلے کے بنا مشکل لگتا ہے تو یہ کوئی کھول اور چھال مان۔

اشراف نے جتنی کھول کے کوئی کے پٹ وا کیے سنے غسل خانے کا کھرا و باغ تھا۔

سرفراز نے لگے گندہ اور سر جینے لیا۔

سب کیا کوئی کھولنے سے پو اندر میں آئے۔

تے جاتے وقت کھولوں نہ بند کرو۔

سب ہم دونوں کفر کیاں چھانک کے جا میں گئے۔

کوئی مشکل نہیں میرا دیکھ۔

اشراف بھائی جان نے ذرا شرمے ہوئے ہوئے کھڑی میں سے چھانک لیا۔

میرا دیکھ۔

ان کا کھٹا نہیں کے فرش سے گھرایا تھا اس پار سرفراز نے سب سے تھا گیا۔

کوئی یہ سنی کے تیل کی لگے۔

اس میں سے سفیدی کھولتے ہوئے سنی کی تیل کی پوری کی ڈال کی تھی۔

سرفراز نے سنی کی تیل کی پوری کی ڈال کی تھی؟

تھے تو تہا تہا میں کی حالت کا۔

مگر میں نے اس سے پیسے تھے کھتے تھے کیا؟

مگر سرفراز نے اسے کو بیٹے کے لیے بھی لکھتے تھے اس میں سے اور لکھی تھی۔

سرفراز انت کا چاکا کہہ گیا۔

سب خدا کا لٹا سے اشراف بھائی جان یہ بات جوڑی کو نہ دیکھا وہ کیا کو اسو ہے۔

اس نے باجھ جوڑے مین کو کھولتے ہوئے اشراف نے لکھی۔

انگلہ میں کیسے جا سکتا ہوں۔

مگر آپ کو تو پرانی عادت ہے کہ کئی باتیں کھولنے کی۔

سب بھی سے کمرہ کی زہلی کے سامنے کیسے کھول سکتا ہوں؟

پہلے ہی سب سرفراز کو تسلی ہوئی۔

یہی تسلی اس نے کچھ دیر بعد جوڑی کو بھی دی جب وہ بھی کھولتے سے وہاں دوم میں چھانک سارے ہوئے گئے میں جٹ کا بھیجی۔

سب اس کا کیا لکھی ہے؟

ہے۔ باہر سے نکل کے چل جائے سرفراز کی شکایت پر پارے نکلے۔

سب اس کا کیا لکھی ہے؟

ہے۔ باہر سے نکل کے چل جائے سرفراز کی شکایت پر پارے نکلے۔

سب اس کا کیا لکھی ہے؟

ہے۔ باہر سے نکل کے چل جائے سرفراز کی شکایت پر پارے نکلے۔

سب اس کا کیا لکھی ہے؟

ہے۔ باہر سے نکل کے چل جائے سرفراز کی شکایت پر پارے نکلے۔

داغ

والسے سوئے بھی تھے والے۔ اس شہر سرفراز نے وہ سوئے جو اب کراچی نہ کہلنے دے جو کھل گیا تھا۔
 "مہل" سرفراز کی اکثر دیکھی ہے وہ اپنی زلفی کو بصرے لے کر سوئے میں کھلنے دے میں نے کوئی زہر والا ناقص نہیں۔
 "لعل نے تکی ہوئی۔"
 "جھک کر سہیل۔ سوئے کھلنے کی تو اس کے ذہن میں حورا نہیں کے بصرے کھل نہلے چہا پڑے گا کہ کئی ٹوٹے کئی بھی ہے۔ وہ سرفراز کی وہ چاؤا کیے کسی میں ہے یہ ایک چہل بھی میں ماری آئی اسے کسی نے تو سنا تھا کہ میں ہی کو کھٹے نہیں ہوتی ہیں۔"

پلاہری وہ ہوائی ہے کہ منہ سے کھلے گا کہ پھر کسی کہ نظر پڑتی کرتا ہے بلکہ چنگے کیوتے (ٹاکسے) میں ہے۔
 ایسے وہ دن ہیں میں نے اپنی بچتی ہوئی بصارت سے براہ راست ہوتے جوئی کو ناک میں دوک لیا۔ اگرچہ وہ ناک ہی اپنی کئی قابل اعتراض نہ تھی۔ پوری نہ تھی تو کبھی آکھن تو تھی۔ غصے سے سر ذرا لونی تھی وہ غصے والے کل ساتھی کے رقصوں سے ہی ذرا کم کھل اڑتا تھا۔ مگر کئی دانی نہیں تو پھر دانی نہیں ہو سکتے نہ وہ شہ نہ تیرہ نہ شور جا کر ہیں۔
 داری پہلے تو لعل غصے سے خوب لڑیں۔ سب کے بچے کھولے۔
 "ہو۔ تھی تو لعل ہی اپنی ہی ہے میں جیسے تہہ لانی۔ بڑی بولا اسی کو نہیں سنتے تھوڑا ہے۔ ہمارے لے تو دیکھ کر تمہیں کرتا ہے اور اگر توں ہاتھوں یا تمہارے کھے سامنے مجھے والا وہی ساتھی کی کھنیں جھاکے گا ہے جو۔ اور وہ یہ ان کتاب کو نہیں اسی پڑے گا۔ ہوئے جیسے سے لے کے لہو لہے۔
 تھا کھیاں مارتے رہتے ہیں۔ شہید ہے۔ یہ میں جو اپنی میں ہے جن جاتے ہیں کھیاں کھیاں لہے۔ تو پھر جو کسی نے میری تم اندر ہی کل ہی تو تھی۔
 اس نے ہنسنے کے بعد سرفراز ہی آئی۔
 "یہ غمناک شرم دار تھا۔ اس نے منع کرتی تھی تجھے۔ کھا۔ آج سارا کوئی اٹھا ہو کے لہ۔ (ازراہ کہہ دینے کا ہے کہ تھی زلفی اوسے کیزے ہیں کچھوں کی آکھن میں صوفہ والا ہے۔"
 کھیا ہو گیا ہے لعل۔ بند ہونے والا ہے یہاں۔ کبھی آپ نے اسے کسی اپنے دیکھے نہیں میں دیکھا۔" سچے آئے سے پہلے وہ شلوار قمیض اور دوپٹہ لٹی ہے۔ اب ہے چاری مہرئی کے وقت ہاتھ دوام چلنے کے لیے کھلی ہاتھوں میں کیزے پہلے۔
 "مہر دیاری (مہرئی) ہے شہ۔ اس سے جانتے چل رہے تھے۔"

ایک گھاس کا ڈھی ہے سب کی انگڑی میں ہے۔
 سرفراز کی جان سمیت میں کئی ہوئی مگر جوئی کے مزے تھے۔ تو اپنے انجوائے کر رہی تھی مجھے ساری مہر جو کچھ کی گھاس لڑانے والا زلفی لینڈ کی سر کو کھتا ہے۔
 کبھی صوفے کے ساتھ بڑے کچھ میں اس سے یہ فن سیکھ رہی ہوتی کہ بے کو کھنوں میں دوچ کے اس کے کچھ کے کچھ ہاتھ میں ہے جن میں کے کھنیں کچھ کھل جاتی ہیں اور پھر ان کو ایک کچھ میں کے لہو رکھ کے دو سر کھتا ہے اس ہاتھ پر جاتا ہے۔
 کبھی ہی جرت سے وہاں سے میں تے کالے دوسری ملان کو چیک کر لئی کہ ملان کی آتی ہی کھلی کیسے ہیں؟ اسے اس نے سوچ لیک کاٹھا تھا۔
 کبھی کوڑ جو پارے دن سے تھی اور ہر وقت لہوڑی کے اظہار جو تھی رہتی تھی اس سے اور ذرا سا اظہار چکھ کے در کھلی چندی سنسی آکھوں کو اور کبھی چھو اندر آ کر رہتی۔
 کبھی داری سے شلوار کا زار پڑتا ہوا دونوں نے میں ڈالنا تھیں۔ تو کبھی واشہ سے لہوڑی میں تھات۔
 مگر صرف تو تب وہ واجب اس نے سہیل سے کچھ سیکھا شروع کروا۔
 سدا کے شہ سے سہیل کے ہاتھ اچھا مشغلہ آیا تھا۔ میں پھر ماری کی صورت میں۔
 اس کا پس میں چل رہا تھا جوئی کو پینٹ ہارٹ پر بنا کے اپنے ساتھ لہر لہر کا ڈان کول کے کھلنے یا۔
 شلوار پانچ کھلنے لے جا ہے۔ چارے کی اور وقت تھی ہی کبھی اور والے کے کبھی گولہ کھل کے کھانے کی آئی کسی کو کھنیں کبھی کسی کھ۔ پینٹ ہارٹ ہونے میں کبھی نہ ہو سکے داری دوا کو ایک طرف۔ خود سرفراز پانچ ہارٹ ثابت ہوا تھا جوئی کے پارے میں۔
 حرام ہے جو اسے شلوار قمیض کے علاوہ کچھ پہننے دے۔

تھی تو لعل ہی اپنی ہی ہے میں جیسے تہہ لانی۔ بڑی بولا اسی کو نہیں سنتے تھوڑا ہے۔ ہمارے لے تو دیکھ کر تمہیں کرتا ہے اور اگر توں ہاتھوں یا تمہارے کھے سامنے مجھے والا وہی ساتھی کی کھنیں جھاکے گا ہے جو۔ اور وہ یہ ان کتاب کو نہیں اسی پڑے گا۔ ہوئے جیسے سے لے کے لہو لہے۔
 تھا کھیاں مارتے رہتے ہیں۔ شہید ہے۔ یہ میں جو اپنی میں ہے جن جاتے ہیں کھیاں کھیاں لہے۔ تو پھر جو کسی نے میری تم اندر ہی کل ہی تو تھی۔
 اس نے ہنسنے کے بعد سرفراز ہی آئی۔
 "یہ غمناک شرم دار تھا۔ اس نے منع کرتی تھی تجھے۔ کھا۔ آج سارا کوئی اٹھا ہو کے لہ۔ (ازراہ کہہ دینے کا ہے کہ تھی زلفی اوسے کیزے ہیں کچھوں کی آکھن میں صوفہ والا ہے۔"
 کھیا ہو گیا ہے لعل۔ بند ہونے والا ہے یہاں۔ کبھی آپ نے اسے کسی اپنے دیکھے نہیں میں دیکھا۔" سچے آئے سے پہلے وہ شلوار قمیض اور دوپٹہ لٹی ہے۔ اب ہے چاری مہرئی کے وقت ہاتھ دوام چلنے کے لیے کھلی ہاتھوں میں کیزے پہلے۔
 "مہر دیاری (مہرئی) ہے شہ۔ اس سے جانتے چل رہے تھے۔"
 "تھی اپنی ہی ساتھیوں کے بانی تھا۔"
 "سہیل میں میراں کا۔"
 "دلی دلائے تھے۔ کبھی لگا جاتا تھی ہے میں کلاہر چاہے سمندر میں ڈھکیں لگاتی ہو پھر کہ پدمے کر رہا ہے۔"
 ہر محل ایک دن اس بات پہ جوئی کو رضامند کر کے میں کھاپ ہو گیا کہ وہ گھر کے اندر ہی سیہ مگر کبھی اور جینوز شہرت میں کے سہیل کے ساتھ تصور سمجھا لے۔
 اس دن واشہ دیکھے تھی ہوئی تھی۔ کو شہ اندر دانی سے ہاتھ کر رہی تھی۔ داری کھلے کی چند خستہ حال پائیں بیٹے کچھ رضائیں کند رہی تھی۔ وادائی اشرف کے ساتھ کھڑے تھے۔ اور اندر سہیل جوئی کو کوشے میں اندر ہا تھا۔ آخر میں تھی کھیں۔ ٹھیک ہے بھائی ہے بھائی کی عزت ہے۔ وہ کون سا خدا فرستہ ظلم ظلوں ہا ہے۔ اللہ صغف کرے، مگر اب سہم کے کرے گا کاش بھی لگا نہ نہ ہو کہ بندہ چار یاہوں کے سامنے شو کھی نہ مار سکے۔ اور یہ شو شلوار قمیض میں سہم کے ساتھ تصور سمجھا کے میں ماری جا کھتی تھی۔
 "مگر میرے پاس تو جینوز شہرت ہے ہی میں۔ بہت مشکل سے جوئی سہیل کو سمجھائی۔
 "کوئی بات نہیں۔ لانی لانی ہیں اس کامل۔"
 اس نے میری تھی مشکل سے اپنی بات سمجھائی۔ اور اندر سے سرفراز کی پینٹ ڈھکی لانی۔ سرفراز کبھی تھکتا اور جوئی سو کھی ماری۔ یہ خاص مزا نہ تیا تھا مگر حال کر بیٹے سے خوب کھلی تھی۔ شہرت بلاتے سہیل نے اپنی دی۔ تو کبھی آستینوں دانی اور بصرے لہر لہر دانی چلے ہار۔
 جوئی کے ہاتھوں کھلے کھلے ایک پہل کھن میں اٹکا لیا گیا کھپل ہو لہوں پہ چمکی۔ شہم کھرا سہل کے جوڑے جو رنگ کھلی کی دکھانے لگے ہوئے تھے اور نشوونیک کے جیسی منظر بلانی میں جواہر کھلی کی ہر دوسری دکھن پہ اپنی ہوئی تھی وہ لانی لانی تھی۔ تصویر یہ سہیل کبھی اور لگا اور لگا حزن پڑتے۔ یہو اپنے دو کراڑ دوست سے کرانے لے لیا تھا۔ وہ دن ابوجب سرفراز وصل کے آئیں تو سب سے پہلے

وہ دیکھتے ہی برلاں گیا۔
"اے! اے! دیکھا کہ سہیل کو کس شادی ہوئی
تجربے ہوئے ہو گئے اس کی سیدہ فاطمہ اور شوکتہ بین کو
آرام میں آیا۔

سہیل اس محرم میں ہی اس حرم میں آکر رہنے والی
"ہاں! کہہ گئے۔"
داوی نے ڈنڈے سے تہہ توڑنے کر کے داوی
کے کمرے سے سہیل چھڑا کر پھینک دیا۔
"شادی شہل میں بیٹے دار۔ سنا تھا میں اٹھا
سہل کے بندے نے یہ سوٹ کر آئے ہے کہ وہ مثل
پورے کی ہنر کے کٹانے کوڑے کھول کر تصویروں
بنا رہا ہے۔"

"ہیں! سہیل بنا گیا۔
"اور کھرسے بھی ایسے داہیات۔ سنبھل لو
لہلہ اسے کھول کر محبت میں ڈالو اور جو جائے گا
کسی نے اسے کھولنے کے ساتھ ڈاکر اسے تو دیکھ
لیا تو پاک کٹ جائے گی خانہ میں میں تو آتا ہوں
اس کا شہل پورے چاہتی رہ کر۔"

"گورڈی۔ غور سے دیکھ یہ مثل پورے کی حیوانا
کھرا میں ہے۔ تو۔"
"یاد تو آتا ہے پھر پھیل کر لہلہ میں جو سرسگرتی
ہے اس میں بیٹے والے کسی کھرسے سے پاری لگائی
ہو گی۔ شرم کر سہیل شرم کر۔" بیچوں کا باپ ہے
تسہ اور۔

"داوی یہ بھلی ہے۔ جیلہ بھلی ہوڑی بھلی غور
سے دیکھ۔"

سرفراز کو ایک شدید بخار لگا۔
وہ بوٹا لگا کے غور سے تصویریں دیکھنے لگا۔ بہت
کھوٹے پے اکٹاف ہوا کہ بہت سنو کر کم کی تہ کے
پچھ چھاپے جو اس کی عزیز اولاد بن کر کاہی ہے اس
رہائش میں اور سرفراز نے بیٹی ملکہ لاری ہوئی تھا
پائی کس نہت ہے۔

"یہ غرت اہلی ہے۔ وہ ہے۔"

"ہاں ہے؟" کہہ جس نے کن سا مہال کے تک اندر
لے ہیں۔"
"تجربے دل میں غرت میں نہیں ہے رشتوں کی۔"
"تجربہ میں نہیں ہے تو غرت ہے تو تصویریں بنوا رہا
"مہلی تصویریں۔"

"تجربہ لائی کیا ہے ان تصویروں میں اور تو تو
پڑا ہے جسے وہ داویات میں رہتے چاروں میں کسی
بگیا میں کسی بھی اس نے چھلنے۔"
"مگر اس نیت سے نہیں ہوئی کہ سب بھگتا
ہوں۔ تم یہ تصویریں لے جا کے لے لے لے دو ستوں
کے سامنے پھر میں (سہیل) مارنے والے تھے ہے
ٹان۔"

"تجربہ کیا ہوا ہے۔ کھرسے دو گی زلفی۔ سے
گلاس خستہ ہو نہ۔ پڑا۔"

سہیل کے سرفراز نے آگے ہاتھ کے سہیل کے ہاتھ
پڑا۔ سہیل کن مارا مگر وہ تو شروع سے ہی ہتھ
چھٹتا تھا۔
داوی نے سینہ پیچھا ہونے کے مارا حملہ اٹھا کر
ایا۔

"ہائے! لو کو بگاڑا ہوا دل لے آ کر میرے منڈے
ڑا۔ بھائی بھائی سے لڑنے لگا۔"
"یہی تیغ۔" باہر والی تو اس دن پیلے کئی
بچے تھے تجربے کو انہوں نے نہیں کئے سہل ہو
کے ہیں۔ ہر دو برس دن تو تجربے منڈے ایک
دو برس کے بچے بڑے ہوتے ہیں۔"

"جس سہیل نے بچا ہونے کی چرات کی تھی
سب سے پہلے تو داوی ہنس کی کہ وہ اس کے
گھر سے لگا اس کے بعد سہیل اور سرفراز دونوں کو
بہتر مارے۔ شرف خورش کے بڑیاں بہت سے اٹھا
پہلیاں کھانا کی ٹینڈس باہر لگا گیا۔
"کہہ ڈالو اسے۔"
"پتھر پھیل کر۔"
داوی نے ہان ہونے ہوئے پہل دی۔

"ہر کار و کار تاشا ہے۔ میں سارے میں لگا کھایا ہوا
کا پاپے کھتے ہی رہا ہوں۔"
وہ کسی طرح بچان اٹھا کے کھینچا تاہر گھر
گیا۔ ہر دو صبح بعد میں بچان کے اوپر کتا بٹھا کر
پڑا آٹا آٹا لہری کے عالم میں گھر سے ہاتھ لگا کر
ہو رہا تھا۔ دل کو لینے چاہتا اور شہتہ لہلہ کے مختصر
داوی صاحبہ ہی بھائی تھوڑے جس میں کی ایسی ایسی
انہ ماہر داوی کے افسوس گت مہرادی تھی۔ اور
جس کی بیٹی کے تان کا پھول اور طریق کے اسباب
وہ شادی کی تھی وہ غرت سے انوکھی۔

"میں نے نہیں آندی۔"
"نی اٹھال کوئی جان بچان داوی داوی۔ خصوصاً زندہ
سلامت داوی نظر میں نہ تھی۔ اس لیے رکتہ رکتہ کر کے
کوڑی گھر پہنچا لے چکا پڑا۔ میں لرم خانہ ان کو پہلی
اولاد تھی لگا رام پتھال میں پیدا ہونے کا شرف
حاصل ہوا اور وہ بھی خود نظر اور۔ شہزادہ پیر داوی
بائیں کی بجائے چرخے ڈاکڑوں کے افسوس۔
کوڑی کی باہر کلہ روٹی کے پیٹے میں سہیل اور
سرفراز کا کھانا کئی طور پر دیا۔ گھر سہیل کو اندر ہی
اندہ اندہ حقیق تھا۔ سہیل پہلے دیکھ کر تو ہی خدا کی
قد کا تھی بچوں کے سامنے سرفراز نے اسے پڑا سے
مارا تھا۔ وہ شرم کے مارے بچوں کے سامنے نہ جا رہا
تھا۔

"دع کھنی۔ تنس مہی انہ لگیا کہ جوڑی پتھر کی
کہ۔"

راشدہ نے دل سوزی سے مشورہ دیا۔ ویسے بھی
اسے خود پکا ہونے کے اور نہ لگا لگا پتھر میں
چاہا وہ رہتے ہیں اس کی بیٹی کی کیا نہ ہو۔
"بہت جلدی مانع ہے کہوں؟" ان کو ان ہی بات
میں کراہی اور سرفراز نے بھٹے۔ کیا کیا غلط میں دیا
انہی آسانی سے اسے پتھر چھوڑنے میں دیا
"مہن وہ نوع کو ہونے ہی میںے تک اس نے
واپس لے چکا ہے۔"
پتھر سے بے غرق خواب کرانے لیں یہ برلاں سے

میں جانے جسے سارے محلے اور سارے گھر کے
سامنے میرا تاشا لگا ہے۔ ایسے ہی اس کا اور اس کے
کلہ والے کلے کلے کلے۔"
اور سہیل کے شیطانی تجزیہ کلہ مارا میں ایک
سازش ہے۔ لی۔ سہل کے گلہ دور کو اس نے اعلیٰ
سے کیا۔
"نی راشدہ۔ تجربہ گزار تو بڑا لہلہ نہیں ملکہ شروع ہو
کیا ہے۔ شہلا۔"
داوی نے غور سے چھوٹی ہو کے لٹکارے مارے
چہرے کو بوجھ کے کہا۔

"ہوڑی میرا مطلب ہے جیلہ نے
"ہوڑی میرا مطلب ہے جیلہ نے
جو کہہ بھی گئی کھلنے کے لیے اس کا شرف۔"
سرفراز اور اس کی سہیل کو بھی کوئی کرم پڑوسے
دیتے تھے اس کی گہری کیا کھی۔ کوڑ اور راشدہ کی
طقت۔ میں یاد کرنے کے بعد میں بیٹھی تھی
بگیا میں تک کچھ سے بہت پہلے ہی بیٹوں کو اس
کی گوش تھی۔

اس اولاد نے تو اسے بھی سے پڑوسا کھ لیا تھا۔
اس کے محل میں بھی بیٹے سونہ نے کہ لہلہ پائی تھے
مگر وہ شادی بیاہ کے بلانے ہی بڑا کجا بن لے تو کھیا
وہ نہت سب اس سے ہی توقع رکھتے تھے کہ وہ کچھ دیکھ
کے جوڑے بیٹوں کو کلہ مندی کے بجائے لہلہ
مندی سے رہنے اور زور کے نام۔ کڑوں میں سونے
کی گھر لہلہ ٹانگ کے کوکے اور ہاتھ کے چاندی کے
کڑوں کے علاوہ کچھ نہ پتھے۔

ان کا بھی کئی چاہتا تھا مگر رنگ برنگی کا کچی
چوڑیوں کو۔
ایک بیٹی برائی سرفراز سے کن کے پاس
تھی۔ بہت تو کھنے سے اس کی چوٹی بھی باہر نہ نکلتی
تھی۔ پھول لگائی اندر والے کے سرفراز کی بیٹیاں لٹکانی
پڑیں اور زور کر کے ہونٹوں لگائی جانی۔

میاں میرے عرس سے کوئی ایسا ہوا میں پہلی
تھی۔ اب لہی سرفراز کو لہلہ تو بوجھ کر لگا کر
107

تو ہے جی زلفی "یقین" ہے۔" دہلی نے قیاس ظاہر کیا۔
"اس دن بھی یہ کیسی نکلی نکلی ہو گی۔۔۔ اسی لیے مجھے کسی کی کلیدی سے گزرتا ہوا گلاب بھی لگا کر کیسی گندکی زبان ہے اس کی۔"
"جوڑی لہو چلو۔"

سرفراز سے سمجھتے ہوئے ہوا لے جا رہا تھا وہ برہنہ مہجرت کر رہی تھی کیونکہ یہ سلا حاصلہ اس کی ہجرت سے باہر تھا۔ اپنی بدست میں اس نے ایک اسی سو پینتالیس روپے کی کوشلی کی ہجر سرفراز سے لے کر اور کھسے میں لے کر قید کر کے اور دے دیے گئے۔ اس کے شور مچانے سے سرفراز نے بیڑیوں کے چمن درمیان اس پر گرفت ڈرا ڈھکی۔
"راشدہ کو پتا نہیں کیوں تک باہر تھا کہ کچھ گزرو ہے اور جوڑی کے ساتھ کچھ ہاتھ ہونے کے اس کی آمد روٹی میں پانی کا گلاس لیے بیڑیوں تک لگی۔
"سرفراز ہماری آسام سے لے کر جا چکے ہیں کہ۔"
سرفراز کے ہاتھ سے پانی لے کے جوڑی وہیں بیڑیوں کے بیڑے کے خلاف چڑھانے لگی۔
"آواز سے سہیل کو اس راشدا کا تو کوئی فہمی ہوں وہی جھلکی ہے یہ پانی لے کے گئی ہے کسی کے لیے؟"

وادی نے بدست کچپا کے کلمہ اور جیسے ہی جوڑی نے راشدا کو گلاس واپس کرتے ہوئے شکر لہا کلمہ سب کے ہاتھوں کے طوطے" کی طرح پڑھنا سیکھ کر اڑنے..... دراشدا کے ہاتھوں سے گلاس گر گیا۔
"کیونکہ جوڑی نے شکر لہا کی ہندی زبان میں نہیں بلکہ اپنے تئیں باخالی با لہا کے سوا اور کچھ کراس کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں تھی کہ وہ کمر بھر کے سامنے منہ پھاڑ کے کیسے تانے اور عجیب لفظ اور کچھ لے۔
ڈیو اواس کا وہیں آتے ہی راشدا نے سرفراز کے سامنے شرم محسوس کرتے ہوئے اپنے کانپوں پہ ڈال

لو کر گھڑتے اندر نکالی۔ وادی اس پر ہاتھ رکھے پھر گئے۔
"بڑا کتا قلمہ جیہ لہا ہوں۔ اب دور سکھ اپنی منہ بچتے والی۔"



قصہ خیر
وادی ان سب کو 1978ء سے واپس لے آئی تھیں۔

پتی امی سے ہمیشہ بیضحا کے زمانے میں۔
"سکھن سے ملیکا نازقہ اور ملانکہ اور ڈاکے کے دور میں گیلی سٹی مل گیلی سٹی مل ہو کر آ جا ہے مجھ سے ملنا ایک نئے نئے شہر ہوتی اور "ملی سٹی مل" کہتے۔
"راکشیں کھنڈے سے تریک دوں تک۔
اور عورتوں سے کہتے پھر نکلتے۔

سب منہ کھولے کن رہی تھیں اور وادی کے پچھلے منہ پہلے ہی ہی کمر بٹھی تھی۔ جیسے کسی بچے کی آواز تھی۔
اور بعد میں وہ بیٹھیں منہ چھپا کے سر کر لیں۔
"تو یہ تمہارا زلفی۔" وہ بیٹھنے سے منہ مٹھا سار گیا۔
"میں تو بچے کی طرح سے کہ رہی تھی کہ وہ کیوں نہ لے جائے۔
تیرے لیے اپنی کانٹا کار بھر رہا۔"

سرت سے اپنی قاتلہ شہناز ڈال جاوی۔ البتہ فریڈر جھانکے شرمعدی کی بھلی تھی۔
"ارم الگ اور کھارہی کر۔
"تو تو یہ قوم چھاپتی کہ۔ میرے دلہنوں کو

کوتھو سے ہوا اس نے۔
"تمہارا کوٹھانے۔ اس سے چاری کا قصہ نہیں ہے وہ تو جب اس کے منہ سے وہ اپنی کن کے سرفراز نے لگایا ایک مہلا تو وہ دو دو کے سہیل کو دے کے لیے چائے لگے۔ اور سے سہیل بڑے سبب ہوں تو میں مل اپنی لواز کا سب سے زیادہ کسی کو ہی پتا ہو ہے مجھے پتا نہیں ہے۔ اور کیا کسی سے پتا سہل سے نکلی ہے۔"

جیہا شرف کو مجھے پتا سہیل کو ضرور گا۔
"یعنی کب سے لڑکی کو جیہا کا اپنی کو بچنے کے لایا۔"

"تھیں۔ میں نے اس لیے جیہا شرف کو کوہو سہیل کو بچا کر رکھے کہ سرفراز کو سارا بچہ یہ چل گیا سہنا اس نئے نئے شہر گئے۔"

"اب اتنی انصاف پسند کہتے ہو تو میں۔" ارم بڑھیلی۔
"پرسہیل شرف کے ہاتھ نہ لگا۔ آری شہناز گھومتا گھومتا اور سرفراز کے ساتھ چڑھ گیا۔
"وادی بیٹھے سرفراز چا چا جانی نے سہیل چا چا جانی کی زہری شامت لائی اور۔"

وادی نے بچا کر لہرا۔
"اس صبی قلمی۔" جوڑی کی ضد میں اس میم لہو کی چڑیں میں نے سہیل کی طرف وادی کی اور سرفراز اور سہیل جھٹکے جھانے اس کی منہ سے کچھ بولے تھے۔
"میں نے ہاں میں ہاں بھر کر کہا گیا، آج تک بچے ہے۔"

"یہ وادی۔" وہ بیٹھنے لگا اور پاس نکلی۔
"کب بات کرتا میں؟"
"کیا ہے؟"

وادی اس کی قربت سے ذرا ہٹ چکے ہو تھیں۔
"عام حالات میں وہ مکمل اتنا نہ لگتی تھی وادی اس کو۔"

"آج تو چری جانی ہے تو راشدہ جانی کو کیا تھا؟"
"جیہا شرف۔" وادی کو بھلی آئی۔
"مہجرت میرے تھے۔ جس نے تم شہنوں کو اتنا بڑا راز بتا دیا۔ اب پچھنے لے رہی ہو۔ میں نہیں جانتا تھا۔"
پھر وادی سہیلہ اور دست ہی رنجیدہ ہو کے کہنے لگیں۔
"یہ وہی وہی ہے۔ کن کا بن۔ میں نے

اپنی زبان صاف کر لی ہے۔ سرفراز نے اس دن شے میں جو کہ کماؤ مجھے برا تو بڑا لگا۔ میں نے اسے بدی نکلتی میں کہ منہ ہو۔ اپنے خاندان اپنی سنی کو برا کتا ہے۔ اپنے ہی کو تربیت میں کیڑے نکلی رہا ہے۔
"خیر میں اس کی کا شہناز اور میں تو سوا۔ جی جی تو اتنا تھا وہ کہ کی لہہ ہمارے بچے وقت دشمن کرنے کا زبان تو پلید رہا ہے۔ ہر ویلے چپا چپا لنگھ لنگھ کے۔ ہندے کے اندر سے خرم جو دیوار مرث بھی قہر ہو جاتی ہے۔
"نیرت رتی تو سہیل مہلی کو لیکر ادایات پائیں میں تمہا۔۔۔ فراتن ذائق میں ہی جی سہی۔ قلمی یہی تھی۔ میں اس کا پتہ ہمارے قلموں ہوں تو لواز کو کیا ہے کسی میں نے پتہ اس کی سہل در سہل بھی لگایا ہے۔
"کیا تھا کہ میرے آگے لڑائی میں کوئی تک نہیں سہل بھر جب سہیل نے میرے سے سیکو کے گا پان کھانا شروع کیا میں تو میں اس منہ سے دو تھی۔ ہاں میں اس واسطے کہ بعد میں لے اور سہیل وہ لوں نے بد ذہلی چھوڑی۔ اور نہ آگے سے بچوں کو سیکھتی۔"
"اسے اپنے نئے پتے میرے ہندے سے کہ میں نے ڈر۔
"کن قابل لہیہ وہ تو مجھے دن قوت لگیوں میں تو تھا ہے۔"

وادی نے سوچا ہی آئی تو وادی نے جنگی ہی مری۔
"کچھ لوگ ہوتے ہی اس قتل میں کہ ان کو دیکھ کے ہندو خرم بھی تو ڈرے۔ لی وہ بیٹھ گیا کھانوں کے علاوہ کسی کوئی بخان ہے؟"

(پلی آنسہ ماہان شامانہ)

سیریا کا بیچ



خوشے اور بریشانی کے سبب آگنی لہاں کا بلبلہ بریش
 آسمان کو چھوئے گا جتنا وہ اپنا رخسار اور چہرہ کو رخسار
 کا سون میں لگنے کی کو خوش کر میں لگتی ہی مجھ پر پہلے
 کا منہ آگھوں کے سامنے کھولتے لگا اور وہ آگے
 والے وقت کا سوچ کر ہول چاہیں۔ آج انہوں نے
 پلا خراب اپنے شوہر سے بات کرنے کا فیصلہ کر لی گی۔
 ”چاہے دنیا کو بھی اور ہو جائے میں یہ سب
 نہیں ہونے دیں۔“ کڑھتے دل سے انہوں نے
 سوچا اور پھر وہ فیروز صاحب کے دفتر سے آگے کا انتظار
 کرنے لگیں۔ لیکن آج تو وقت کا سگے نہیں رہا تھا۔
 خدا خدا کر کے شام ہوئی اور فیروز صاحب کو عدلیں
 دونوں دفتر سے آگے تو ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ
 انہیں چاہے رہتے سے پہلے ہی اپنی داستان سنانا شروع
 کریں۔
 ”جی اب تو آپ مجھے بتائی ہیں کہ کس بات نے
 آپ کو بریشان کر رکھا ہے۔“ خلاف توقع خرابہ سنے
 کے بعد آگے شوق سے لپڑھ کر رہے ہیں اگر ہو سکے۔
 جو اب میں انہوں نے نہایت خشکیوں لگا ہوں
 سے انہیں گھور کر
 ”شام سے دیکھ رہا ہوں کہ تو نے آپ کو پلا دیا ہے وہاں
 واٹن چکی ہیں گھما گھما آپ نے کھلیا میں وہ نہ آپ کو پلا
 چنا کہ نمک کتنا تیز ڈالا ہے۔“ وہ مسکراتے ہوئے گویا
 ہوئے
 ”آپ کو کس کی بیٹی سے اور میں جو میں سے
 بریشان ہوں اس کا ان کو وہ ہے آپ کو؟“ گویا انہوں نے

گوئے لب قلم
 ”خس نے شریک بھگوار سے ہاتھ ڈالنے کی جرأت کی
 ہے۔“ وہ مسکراتے ہوئے ہاتھ سے اپنے
 ”مگر انہیں۔“ مگر انہیں۔ پر جب بیٹی کی زندگی
 خراب ہو گی تو پھول کی گی۔
 ”کون کس کی زندگی خراب کر رہا ہے پتا بھی تو
 چلے۔“ وہ ہنوز مطمئن تھے۔
 ”میں تو سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ عمریں ایسی
 حرکت بھی کر سکتی ہے۔ مجھے عدلیں کی شادی عمریں
 سے نہیں کرنا۔“
 اب فیروز صاحب چونک گئے اور سمجھنے ہو گئے
 ”کیا مطلب ہے آپ کا کیا کیا ہو گیا؟“
 ”آج صبح میں باہر کے بھل گئی تو عازم نے بتایا کہ
 لئی دردی کے پاس گئی ہیں۔ عازم کے دوست آگے
 ہوئے تھے۔ اس نے عمریں کو کون کے لیے کو لٹو کر
 لائے کہ کو میں میں کون کے دوست ہے پتھی تو۔“
 ان کی آنکھیں سے افسانہ پھرا گیا۔ وہ غماوش رہ
 کر کر نہیں صاف کرتے تھیں۔
 ”تو!۔“ گویا صاف بات کریں۔“ انہوں نے
 ٹھٹھے سے لیے میں گملا۔
 ”تھپ کی لٹائی تو میں بھی اس کے ساتھ کچھ میں
 تھی اور۔“ جانتے ہیں کہ دونوں نے کیا کیا؟ انہوں
 نے لیے کو عمریں پر اسرار بتایا۔
 ”عمریں کے ہاتھ میں کو کس کی ہوتی تھی۔ اس نے
 پوسٹ کا سون میں لائی تو وہ ہنسنے لگی۔“

کی حتی کر نوید صاحب نے دو نوک انداز میں اس کو چپ کر لیا تھا۔
 شروع میں انہوں نے اپنی پوری کوشش کی کہ عیال کے سامنے ان کی اہمیت جانکدہ کر میں نہ آسے مگر پھر وہ خود ہی پیچھے ہٹ گئیں اور چاہے کہ خود کچھ لے اور انکار کرے۔
 تمیزدیکھ کے تو ہر تاجیہ یکم کو بھی پریشان کر رہے تھے۔ انہوں نے بابا اشرفین کے لیے ان کے لڑاؤ میں ناگواری دیکھی تھی۔ انہوں نے چاہا کہ کسی کفرین کو سمجھا لیں مگر اس کے احتجاجات کی وجہ سے وہ اس پریشان میں کرنا چاہتی تھیں وہی وجہ صاحب سے بھی اس لیے بات نہ کی کہ وہ سنا لے کہ وہ ان کا فرام کچھ کر گئی نہ وہی۔ لیکن بات بھر صلہ پریشانی کی تھی۔

”کامیاد میں اسی جلدی ہی قبول ہوتی ہے؟“ سر سلاطین نے اس سے سوچا۔
 ”کب سے آپ؟“ میں نے کہا ”آپ اپنا سر کیوں دبا رہے ہیں؟ اور ہارو؟“
 ”مگر سے نیلے اور سفید رنگ کے بنفلا سوٹ میں کر پر دیکھ پاندے، چہرے پر پلکا پلینڈ، بھانسنے سے سرخ ہو نا چوہ اس کو اپنی تکلیف بھانسنے کے لیے کھلی دیکھ ایک تکھا سے کھائے گیا۔“
 ”میں اپنی اہلیاں میں آپ؟“ عازم ہاتھ میں ہاتھ لے رہی تھی ”ہاں ایک دیکھتے ہیں انہوں نے؟“
 ”وہ عدیل بھائی! آپ نے آپ؟“ وہ خوشی سے اس سے ٹیٹ کیا تو وہ بھی مسکرایا جبکہ ایک ہاتھ بدستہ سر تھاتا۔
 ”آپ کے سر کو کیا ہوا؟“ انہوں نے تشریح میں سے پوچھا۔
 ”ہاں نہیں کوئی چیز زبرد سے اگر سر رہ گئی ہے۔“ وہ سر سلاطین سے بولا جبکہ اس کی بات پہ وہ ہتھیں کھٹکھٹا کر بیٹھے تھے۔
 ”جہت تو نہیں گئی؟“ دوسرے آتی ہنسی کو جھٹکی جڑا کرتے ہوئے تھمڑے نے پوچھا۔
 ”میں ڈیوڑھی میں ہے۔“ سر میں ہنسی میں سوں کو روکنا شروع کر دیا۔
 ”شکر ہے مگر کھلے تلاش تو کرو وہ کھلی کر رہے۔“

”آپ نے کیا ایسی کامیاد ہاتھ میں پکڑی ہوئی کوئی چیز دیا میں اچھل کر کچھ کرتے ہوں۔“
 ”خیرن نہ پتا چھانے کے برقرین سمجھو اور ہارو لے جاؤ۔“ انہوں نے اس کو نظر انداز کر دیا۔
 ”مہربا اس کام کے لیے آپ نے مجھے بھولایا ہے؟“ رشیدہ کہنے لگی۔
 ”ہاں، وہ اپنی سہیلی سہیلیاں سے دیکھ کر جبکہ کئی اسی فریاد تھی انہوں سے اسے دیکھ رہی تھی اور جتنی تقریبوں سے نوید صاحب کو بھی دیکھا مگر وہ نہیں سمجھتا تھا۔
 ”ہاری بیٹی اس کام میں مصروف تھی؟“ نوید صاحب شغف سے مسکرا کر بولا۔
 ”بہتر کھٹ کر رہے تھے۔“
 ”وہ بھی ہارڈ بیل سے۔“ عازم نے لقمہ دیا تو دونوں نے ہاتھ اٹھارنے لگے۔
 ”مطلب؟“ وہ صغیر سا اچھا بگاڑ لے کر بولا۔
 ”دیکھ کر بسکٹ بیٹا کھٹے اوسے۔“ دیکھنے سے عازم نے بحث ہاتھ اٹھ کر کے ان میں بسکٹ دکھائی اور بیل نے بسکٹ لے کر اس کا پیچھوڑنا چاہا۔
 ”سے تو ابھی ہیں جس ٹوٹ نہیں ہے۔“
 ”کھٹے تو ابھی ہیں اور ہارے کی کوشش کی مگر جب نہیں تو اب ہم تمام اس ہارڈ بیل سے کرکٹ کھیل رہے تھے۔“
 ”بیٹوں کی ہنسی ہے ابھی اتھار تھی۔“ عدیل کا ہاتھ سے اتھار رہے تھے سر کی جانب چلا گیا۔
 ”کیا پتا کھل کر دے جبکہ بیٹے نے کئی کے چہرے پر ناگواری کے اشارتات دیکھ کر فوراً اسے مہر کھلا۔
 ”یہ کیا کچھ ہے۔“ چلو برقرین لقمہ لہرا جا کر نوک کو رشیدہ اٹھاتا کر رہی ہے۔
 ”وہ لقمہ فوراً سامنے سے ہٹانا چاہ رہی تھیں۔ ان کی پھنسی حس پتھر نفلد ہونے کا احساس لاد رہی تھی۔ اسے میں تمیزدیکھتے تھے اور ہوش میں۔“
 ”میں ڈراؤرات کے کھانے کی تیاری کر رہوں۔“ وہ فوراً پھل لگے۔

رات کھانے کے بعد وہ کمرے میں گیا اور اپنا بیگ کھول لگا۔ جس میں وہ سب کے لیے کھلنے لیا تھا اسی وقت نون کمرے میں آئی۔
 ”کیا کر رہے ہیں بھائی؟“ وہ بیگ میں جھانکتے ہوئے بولی۔
 ”واؤ! گھٹیں ہیں۔“ پکے جیسے مہر کھٹ دیا۔
 ”وہ ہے مہر می سے بولی۔“
 ”یہ لو لے جھمکے سے ہے۔“ وہ ایک بیگٹ نکالتا پکڑا ہوا بولا۔
 ”مہر می پتی؟“ وہ اپنی بیگٹ دیکھتے ہوئے بولی۔
 ”مہر می ہاں ہی اور نوکڑا کئی کھلی کے لیے ہے۔“
 ”وہ مگر کتے ہوئے بولا۔“
 ”اور اس سے سنی تھری ہے؟“ انہیں سمجھا۔
 ”اور اس کے بقیتا کوئی خاص چیز ہو گی مجھے بھی دکھا سیم۔“ وہ بیگ میں جھانکتے ہوئے بولی تو عدیل کے بیلوں پر ایک کھل مسکرا ہٹ چھل گیا۔
 ”دیکھا ہوں مہر تو کو۔“ اسے میں تمیزدیکھتے کمرے میں آئی۔
 ”ہاں! انہیں بھائی سب کے لیے کھلائے ہیں۔“
 ”ہمارے لیے بھی اور بھائی کے لیے بھی۔“
 ”وہ مسکراؤں اور دونوں کو چاہنے کے کپ پکڑا کر اوجھری بیٹھ گئیں اور گفت دیکھنے لگیں۔ سارے حاتمق وہ کھل کر دکھا ہا تھا تب ہی نوید صاحب آگئے۔
 ”بھائی! اشرفین کے لیے کیا لائے ہیں؟“ وہ کہا میں تا“

سلفی شہم نے چار سو اپنے پر بیچائے تو وہ کھان کے سوٹ میں بیٹوی استعصی موڑا اپنے کمرے سے باہر آیا۔ اپنے تصور میں آئے وہ کھل چہرے کو مسکرا کر سوتے ہوئے وہ چٹا کے کمرے کے دروازے کو عبور کر کے ان سے ملنے جا رہا تھا۔
 ”وہ ریپ کے تقریباً بیس بلن کے گاؤری دورے کے بعد آج وہی رہا ہے اپنی اپنی قلم اس وقت سب سو رہے تھے سو کتب وہ ہاڈوم ہار کون سے ملنے چلا گیا۔
 ”دوسرے آتی خوش رو علی کی گاؤری اور وہ بے ساختہ مسکرایا۔ بقیتا سب سے کھل دہی نظر آئے کی۔ وہ اس کے خوش کن تصور میں غرق تھا کہ اچانک کوئی سخت چیز آئی ہوئی اور میرا حواس کے سر رہ گئی۔
 ”کوہ! وہ گرا کر سر پکڑ کر رہ گیا۔ جیتا نہیں کے چہرہ متیق روشن ہو گئے تھے۔
 ”کوٹ۔“ آگوش۔“ اور ساتھ ہی کوئی تیری سے امانت ہوا گیا اور وہ دونوں کے ساتھ ہی کھڑا تھا جس سے گھر گرا کر لگا گیا۔
 ”آپ۔“ ساری تکلیف نہیں میں خود ہوں۔“
 ”اور وہ تھیں جو اس کے ساتھ اندر کی جانب بڑھ رہے تھے وہ اپنی کے لیے جڑے۔ وہ اپنی تیراں کو پس پشت ڈھال کر اٹھ گئی اور طرف سے دیکھ کر اپنی ایک کے ساتھ چلتے پھرتے اس کا نظارہ رہے تھے۔
 ”ڈراؤنگ وہ میں چاہنے کے دوران باہر سے وقتے وقتے سے نئے اور شوروش کی گاؤزیں آ رہی تھیں۔ تمیزدیکھتے ناگواری سے باہر پارہیلوں رہی تھیں۔ ان کی ناگواری کا احساس تاجیہ یکم کو بھی ہو رہا تھا فوراً انہوں نے رشیدہ کو بلا لیا اور ان میں کھین کھلا دیا۔
 ”میں کوئی دیکھ رہی ہوں اور آگے تھے۔“

کی جگہ پہنچ رہا ہے۔

”مجھے پہلی آہ ب کو ایسی گھنٹوں سے کہ آئیں :
نوبن فوراً آگے بڑھے ہوئے ہو۔
”ابھی جانے کی ضرورت نہیں۔ سب آرام کر
رہے ہوں گے۔“ تمہیں یہ حکم نے غلط سے انداز میں
”ابھی بول جا۔“

”بیکار کی بات ہے۔ کون سا لڑکا زیادہ وقت ہو گیا
ہے“ صرف تو بیٹے ہیں۔“ وہ کالی پر بندھی گھڑی
دیکھنے لگا اور پھر سائے بیٹے بیٹے گئے۔
”اسی بیٹے ہیں۔ اور یہاں آج یہ سہولت آپ خود
شہرین کو بیٹے گاہ۔ شہرارت سے ہوئی۔
”کئی ضرورت نہیں ہے اسے یہ بیڑے کی ذرا اتوار
اس کے دل میں غلط فہمی پیدا ہوگی۔“ وہ چرخہ سنبھالتے
ہوئے اطہریں سے بولیں۔
”غلط فہمی؟“ سب کی بارہ دلوں نے چونک کر انہیں
دیکھا۔

”یہ بات کی غلط فہمی؟“
”جی کہ ہم اس کے بارے میں کسی قسم کا ارادہ
رکھتے ہیں۔“

”واٹ؟“ عدیل کے منہ سے بے اختیار نکلا
”کمرے میں بیٹھنے کے لیے سناہ چھا گیا۔
”ای او بھائی کی گھنٹے سے اور آج سے میں
ساہوں سے ہے۔“ نوبن تڑپ کر بولی۔
عدیل کے چہرے پر بے پناہ شہجیر کی چھاٹی تھی وہ
خانہ دلی سے ہاں کو دیکھا رہا۔ وہ اس کے اس طرح
دیکھنے پر منافق سی ہوئی تھی جسے عمر کا ہر روز
دیکھنے کی بات تھی اور وہ۔۔۔ تم بھی اس سے
ذرا فاصلے پر رہا کرو۔ مجھے پسند نہیں تمہوں کا ہر وقت
کاگیل ملاپ۔“ وہ فیصلہ کن انداز میں کہہ کر اٹھ
گیا۔

”ابھو کو آپ کے فیصلے کا پتا ہے؟“ سب کی بارہ عدیل
نے شہجیر سے سوال کیا۔
”ہاں ہاں سے من بخت ہو چکی ہے اور مجھے اپنے
بے گھر ہونے کی اطلاع تھی۔“ اس نے شہجیر کو
دیکھا۔

گے۔ ابھی ان سے ڈکرت کر نکلا۔ وہ ہی شہرین کو بتاتا
اور تم۔“ نوبن کی طرف مڑیں ”اپنے بیڑے کی
چھتری کو اب دس بارہ دوں گے ہیں صرف۔“ بیٹے
ہوئے ہو کر سے نکل گئیں اور وہ دلوں ساکت
بیٹھے رہ گئے۔

گھر میں واضح ٹھیکڑی کی کیفیت تھی اور اگر کوئی
سکون میں تھا تو صرف وہ انہوں نے عدیل کے لیے
شہجیر سے لڑائی کر کے لایا گیا تھا۔ سب جلد
از جلد اس کی شادی کرنا چاہتی تھیں۔ نوبن پڑھائی کے
بہانے کر کے تک محدود ہو گئی تھی۔

شہرین کے ہاں اصرار اور اصرار پر اترنے کے باوجود وہ
اس کے ساتھ مل کر نہ پڑھ سکی اور اس سے کڑھائی
کڑھائی رہتی گئی۔ شہرین اس کے بدلے پر جرات نہ تھی
مگر کچھ سمجھ نہ سکی۔ عدیل نے ہم کے بہانے زیادہ
وقت آس میں گزارنا شروع کر دیا۔ نوبن صاحب نے
اس سے بات بھی کی مگر عدیل میں سے کچھ نہ نہ نکلے۔
ان کو قصور وار سمجھنا یا قلمدان ہونے کی نہیں سکتا تھا۔
ان کا بڑا فیصلہ اس کی مرضی کے بغیر نہیں ہو جائے گا۔

اگرچہ وہ بھی کئی شہرین سے زیادہ غائب نہ ہو تھا
مگر روزانہ اس کو دیکھنا اور قلمدان ہونے کے لیے پندرہ گھر آتا تھا
اور وہ اس کی پڑھائی ختم ہونے کے انتظار میں تھا اس
لیے ملحق قلمدان کی کسی اور شرارت میں حقیقت میں
اس کے لیے سکون کا باعث نہیں تھا۔
یہ سکون تھا اور مگر وہاں سے ہاں بھی کی بغیر کوئی بچ
ہیلتے اس کا شہر میں گم ہوا۔

شہرین دیکھ کر کئی دنوں میں اس کی کوسوں میں
مکو کی طرح لٹکتی تھی۔
”کیا بات ہے ای؟“ وہ ڈالنے والوں کے کندھے پر
گرہ کر لینی تو اسے پتہ نہ چلے گا۔
”مگر یہ ایک جاننے والی ہے۔ میں یہاں بھیا تھا کہ ان
کی منتظر عدیل کے گھنٹے رشہ تو تیز رہی ہیں اور میں
دیکھتا رہا۔“

بات ان کے لیے پریشان تھی۔ ان کی چینی حس
نے اس میں کچھ خراب کر دیا تھا۔ قلمدان سب شہجیر سے
انتظار کرتی تھی۔ اسی لیے وہ پریشان نہیں بھرا گیا وہ
اس سے کچھ نہ کہیں چاہتی تھیں کہ وہ واقعات سے
فائدہ اٹھو رہے تھے۔ جسے کھرا کر اس کو لپٹا لیا۔
”مگر میرے لیے کیا ہے؟“

”تمہیں سنا۔“ وہ خوشی سے بولی ”گور باب زبردست
جوگ بھی لگی ہے۔“
”بڑا دلچسپ بات ہے کئی گھر کو لیا۔“
”اوکے۔“ وہ جوتے مارنے سے ہونے ہوئی پھر ان کے
چہرے پر نظر پڑی تو انہیں کا شکار ہو گئی۔ ”آپ اتنی
لڑاں لپٹتی ہیں؟“

”اوہ اس؟“ وہ معنوی حیرت سے بولیں۔ ”اس
نہیں بلکہ تمہارا انتظار کر رہی تھی۔ تمہارے باور اور
غلام میں گھر نہیں تو ابلی خود سے ابلی تو میں کہوں
کی تھی۔“
انہوں نے بے کو حلف سے بتایا تو وہ بھی ہنس دی۔
انہوں نے سوچ لیا تھا کہ اگر تمہیں بیکر عدیل کے لیے
کسی اور رشہ دیکھ رہی تو ابھی خود سے اپنی بیٹی
کے لیے ہرگز بات نہیں کریں گی۔

دن گذرتے گئے تھی کہ دلوں کے بیڑے بھی ختم ہو
گئے۔ وہ خوب ساری ٹینڈے کر اٹھی اور تمہا کہ ناہوم
ہو کے اہر آئی۔
”تمہیں چاہئے نوبن کے ساتھ بیٹاں کی۔“ یہ سوچ کر
وہ تللی کی ہی طرف چلی گئی۔ لڑکان سے ہاں کی
توازیں کرتی تھیں۔
”اسلام شیک؟“ وہ آواز بلند سلام کر کے پتہ گئی۔
وہ صبح جانے لگی تھی۔

”تو بیگم السلام! تمہیں سے اہلی بیٹی؟“ وہ بیڑے صاحب
نے بارے میں پتہ چھوڑے ہوئے گا بجا کہ تمہیں
کچھ نہ ہے۔ یہ بار بار چھاتی
پائل کی طرح لٹکتی ہے۔
”تمہیں نہیں ہے۔“

”بہن! ہم تو سدا بہار ہیں۔“ پوچھ لو اپنی تللی کی ای
سے ”وہ قلمدان کا گروہ ہے۔“
”گور باب! اس میں تللی تک نہ بڑا ہو گیا۔
عدیل نے گرم چائے جلدی جلدی حلق سے
اندھی اور اٹھ کر پڑا لیا۔ تللی کی ای کے آثار سے دیکھ کر
نوبن بھی فوراً اسی بات تھی۔

”او نعم! کمرے میں بیٹے ہیں۔“ وہ ہاں کی
تقبیبھی نظروں کا نظر انداز کر کے لے گئی۔
”تمہیں فیصلہ کن بات کہہ کر رہوں گی۔“ وہ لازار
کو آواز دے کر چائے کے برتن اٹھانے کی ہدایت کر
کے سوچتے گئیں۔ اب صرف شہرین کے داہنے پاس کے
کلا تھرا تھا۔

وہ دلوں۔۔۔ تمہیں لگتی گنگوڑا چائے کے ساتھ
انصاف کر رہی تھیں۔ نوبن مناسب موقع پر کھیر کر اسے
ساری صورت حل پتہ چاہتی تھی مگر سب بھی وہ کچھ
کہتے تھے جو حصلہ ہو کر دے جا سکتا ہے اسے اجما سا کچھ
کر شہرین نے پوچھ ہی لیا۔

”کیا بات ہے شہرین! وہ کئی مسئلہ ہے تہہ تو؟“
”ہاں! تمہیں کچھ کھانا کھا لکھ۔ مجھ سے تھکا۔“ چند لمبے
توقف کے بعد وہ فیصلہ کن انداز میں بولی۔
”کیا بات ہے کئی کڑوا ہے تو مجھے بتاؤ۔“ اہدودت
ابھی ٹھیک کر رہی تھی۔ ”بیٹے ہوئے ہوئی۔ انداز
اب بھی ہے لڑکا تھا۔ نوبن شہجیر کی سے اسے دیکھے
گئی۔ اس کے مسلسل خود کو دیکھنے پر اب وہ بھی شہجیر
ہو گئی۔

”کیا بات ہے نوبن؟“ وہ بارے میں اس کا ہاتھ تھام کر
بولی۔
”شہرین! اہلی۔“ اسی کے روزانہ کلا اور لازار
نے کہا۔ ”ہاں! آپ کو بیگم صاحب نے بتایا ہے تمہیں
آئے ہیں۔“

”پتہ چل چلا ہے آتے ہیں۔“ وہ سر ہلا کر بولی۔
”جانی! وہ کہہ رہی ہیں کہ ساتھ لے کر آنا۔“
”تمہیں اس مسئلہ سے؟“ وہ ہاں تلخ آہستہ سے بولی
”تمہیں نہیں ہے۔“

لوہن اسے بریلی میں جلا کر کئی۔ وہ کافی دیر تک
اسی کوشش میں تھی کہ وہ اذکار اور لوہن ماندر واصل
ہوئی۔

”کیا ہوا؟“ وہ اس کا سرخ ہونا چودہ کیے کر جلدی
سے پاس آئی۔ ”تمہیں تو پتہ نہیں بھی آیا ہے کیا ہوا
ہے لوہن؟“ وہ اسے جھوٹے ہونے لگی۔
”وہ آئی قاتلہ آئی ہیں اور۔“ وہ رک گئی ہونے
لگی۔

”تو پھر؟“ اس کی کھمبہ میں ہکھنہ کیا۔
”وہ۔“ وہ ساتھ میں نیپ بھی ہے اور انگل
ہی۔ ”میرا بھی بھی پٹرل نہ تھا۔“
”وہ۔“ وہ میرا رشتہ لگتی ہیں نیپ کے لیے۔“ وہ
سرخ ہوتے پڑا تو وہ خوشی سے چلا اٹھی۔
”کیا۔“ واقعی پھر کوا؟“ اس نے بے اختیار اسے خود
سے لپٹا تو دونوں ہنس پڑیں۔

”ہاں۔“ اور نیپ کے سامنے ہی کہہ دی تھیں۔
تو یہ سمجھے تو آجی شرم آئی کہ میں تو بس بھاگ گئی۔“ وہ
پھر سرخ ہوئی۔
”شرم کیوں؟“ وہاری آئی کا بیٹا ہے۔“ وہ اسے
پہچرتے ہوئے ہوئی۔

”تو جہے؟“ اسہاری ہنسنے پوچھوں گی کہ کیا ہوا۔“ وہ
بھی فوراً ہنس گئی۔
”بیری تو تمہاری بات ہے۔ شرم کیسی۔“ وہ ڈھٹائی سے
مسکرائی تو یکدم ہی لوہن کے نازات بدل گئے وہ تو جہ
میلے ہنسنے لگی۔
”میں جا کر اسی وقت آئی ہوں پھر اچھا سو رہا ہر ملی گی۔“



تائی ہی نے شمرن کے لیے بھی پاتھ اور رشتہ ڈال
ڈال۔

یہ کام کیا کیا کیسے چلی تھی کوئی نہیں جانتا تھا۔
عدس کی آنکھوں میں بہت کے ساتھ ساتھ بھر پور
خوشی اور بہت نظر آ رہی تھی کہ شمرن کی تہلیل ایک
دم ہی تمہیں گھسیں گئی ای نے اسے خود سے لپٹا کر ملی

ساٹی

کام

میرا زندگی بھر

آئی کی ایک کے باہر کھڑے سردا اہون کو زندگی نے آج اس دور ہے یہ لا کھڑا گیا تھا جہاں یہ وہ زندگی اور موت کے درمیان معلق ہو کے رہ گیا تھا۔ وہ خود تو ٹھیک ہی تھا۔ لیکن وہ ٹھیک نہیں تھی جو اس کی زندگی تھی۔ جو اس کی آئی مائی مائسوں کی حیات تھی۔ وہ کون سی لڑکی بیٹے پر ہی مسلسل اسے بچو کے نگاری تھی۔

سردا اہون ایک تک اسے دیکھے جا رہا تھا۔ پلیس دیکھے بغیر وہ اس کا شیخوں میں بگڑا اور وہ کچھ رہا تھا۔ جیسے اگر اس نے نظر ہٹا لیا تو وہ دھو دھو جاسے کی۔ وہ بچے

مکمل ناول



سوسائٹی

کام

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

لیکن بڑھی، سردی آنکھوں سے آنسو کر کر کر کے اس کی بے بسی کا احساس ہوا رہے تھے۔
 ”خدا میں نے میں تو نہیں چاہا تھا کہ کوئی کسی کے ساتھ بھلاہوں بھی کرنا ہے۔“
 ہاس سے زبردستی نوک جرائی سے اسے بڑے مرادو بچوں کی طرح رو دیا کچھ رہے تھے، لیکن اسے تو جیسے کسی کی دہائی نہ تھی۔



وہ ایک عام سادہ قلم سرد اسٹیس سے آکر ابھی چائے ہی پی رہا تھا جب حویلی سے اسے بلایا جان، افغان آیا تھا۔
 ”سرد! جلد از جلد جھک جھکنے کی کو شش کر دیناں کے اس حکم پر سرد کھلیشون وہ غلطی ہی بہت تھی۔“
 ”خیرت تو ہے بلایا جان! آپ اس وقت مجھے حویلی کھینچے گا کہ رہے ہیں؟“

”خیرت ہی تو میں ہے کسی کے ڈاکٹر ہا ہوں کہ جلد بچو۔“ لیکن کلامہ معمول سے ہٹ کر غصہ قلم بلایا جان! آپ مجھے بتا میں تو اس آخر ہو گیا ہے؟ لیکن اس کے منہ بولنے سے پہلے وہ فون رکھ چکے تھے۔ وہ اسے ایسے ہی گھبرا کر کہتے تھے اور ڈرا کر اس کی قبیل چاہتے تھے کیوں اور جیسے کاڑھوں ایسا ہی ہوا۔ سرد کے ذہن میں ٹھانے کے تھوڑے سوے آ رہے تھے۔ وہ کتنی وقت سے چار گھنٹے کی ڈرائیونگ کر رہے

حویلی پر پانچا تھا، صرف وہی جانا تھا۔ اس وقت رات کے تقریباً دس بج چکے تھے۔ سرد کو وہ رات انتظار کی ایک ہی تھی۔ لیکن حویلی آکر اس نے جو بات سنی تھی وہ اس سے کہیں زیادہ ناراض کر دھاٹائی تھی۔ بلایا جان نے اسے بتایا تھا کہ آج وہ پھر کو جب وہ ڈینٹوں پر تھے تو شہری کوئی ٹیلی فون کے بل میں چاراکار شہر لے کر آئی تھی اور ان لوگوں نے یہ بھی لگنا کہ حوا دار ان کا بیٹا ایک دو سرے کو پینڈ کر کے ہیں۔ اسی لئے وہ رشو لے کر آئے ہیں، بات بلایا جان کی خیر سوچیں میں ہوئی جب حویلی میں صرف نصرت چلی تھی۔

نصرت چلی نے ان کی تو ہے قزاقی کر کے سے نکلنا یا کہ ہم اپنی بیٹی کیوں میں نہیں ہلا کر سکتے لیکن بلایا جان کے کہنے پر ماری باہت اس میں تھاری۔
 ان کا ہلال میں آتا تو ہے بھی ماری بہت تھی حوا دار اسی جلال میں انہوں نے ڈرا کر پونج کر حوا کو بھی ہاسٹل سے حویلی بلایا تھا حوا دار سرد کو بھی بلایا گیا کہ اسے بھی اپنے فیصلے سے اٹھ کر سکیں۔ اپنی طرف سے انہوں نے وہ بھی سے بچنے کے لیے ایک فیصلہ کیا تھا اور وہ فیصلہ تھا کہ حوا دار ان کے طور پر چلی کے دوسرا سدا جانے اور سرد بولے فیصلے سے کر دیا جائے۔

”یہ بھی بیعتی“ چلی کا بھی مشورہ تھا کہ حوا دار ان کے خاندان کی عزت کو شرمیں نہ دینے کے۔
 ”بلایا جان! آپ جلد بازی کر رہے ہیں۔ حوا داری میں ہے، جیسا آپ سمجھ رہے ہیں۔ آپ نے مجھے ان سب باتوں پر حین کر لیا۔“ وہ تو سے بلایا جان کو دیکھ رہا تھا۔ حوا دار کے سبب تھے۔

”سرد! مجھے کرنے کی کوئی چیز نہیں ہمداری چلی نے خود یہ باتیں سمجھنے تھیں۔ ہاس کی لنگھی میں ہے کہ اس نے ان لوگوں کو جانے یا ڈرنے میں ان لوگوں کو مجرت ہانا۔ جنہوں نے اتنی بڑا شکی کہ وہاں انہوں کی حویلی میں رشو لینے آگے اور وہ ہاس کی بیٹی نک۔“
 ”سرد کو نصرت چلی آج پہلے سے زیادہ غلط لگا رہی تھی۔“

”بلایا جان! یہ سب جھوٹ ہے۔ آپ کیسے لہیر جھوٹ کے اوروں کو اپنی بیٹی پر ترنگ دے رہے ہیں۔“ آپ کیوں نہیں سمجھ رہے کہ حوا دارت مصوم ہے۔ میں اسے جانتا ہوں، وہ اس طرح کا کام نہیں کر سکتی اور اگر یہ فرض کر بھی لیا جائے کہ واقعی اس طرح کی کوئی غلطی عملی تھی تو اس میں حوا دار کا قصور بہت کم ہوں میں سمجھتے ہیں تو اس میں فیصلوں کا مکمل قصور ہونا ہے۔ آئے والے تو اپنی مرضی سے آئے ہیں۔ وہ بھلا کسی کی بیٹی کی مرضی سے حویلی آتے ہیں۔“
 وہ ہر بل میں حوا دار بلایا جان کے اس عالم فیصلے سے بیاد بیٹتا تھا۔

”سرد! تم ہوش تو ہو رہا میں کبھی اپنی کو بھروسہ کر رہے ہوں۔ شرمیں رہتے رہتے مجھے لگتا ہے کہ اسے خاندان کے سرد اور حوا کو کھلائے بیٹھے ہو، ہونو یہ باتیں کیے جا رہے ہیں۔“ بلایا جان نے اسے تھکا ہوا بلایا جان نے لگاتار کہ ہمیں ان لوگوں سے مل لینا چاہیے۔ کیا ہوا وہ اسے اپنے خاندان سے ہوں کہ ہم خوش سے اپنی خزان کو دے سکیں۔“

چلی کو دیکھتے ہوئے سرد نے انہوں سے ایک ایک تہر چایا تھا جہاں نے کیوں اسے لگتا تھا کہ یہ ماری کوئی ای من گزرتا ہے۔
 ”سرد! تم فیصلہ رہے ہو کہ وہاں اعلان ہی بیٹی ہے۔ وہاں اعلان ہی کیوں کہ اگر میرے سامنے آئیں تو میں ان کو فون میں جانوں اور یہ ہمداری کی کوئی لنگھی ہے۔ نہ تو اس کی ہڈی میں خند پڑی کرتے اور نہ یہ نوبت آتی! میں تو اسے ہاسٹل بھیجے پر تمہارا رضی نہ تھا۔“

”جیسے ہی بڑا اعتبار تھا جو اسے آتی تھی پھر جلد ہی اسے سے فون کھولتے ہوں۔ کھانے کی میں بھی پھول نہیں۔“ لیکن بلایا جان! ہم حوا دار رشو اپنی مرضی سے اس کے ہم عمر لڑکے سے بھی تو کر سکتے ہیں۔ اس کے لیے آپ نے فون کوئی منتخب کیا؟“
 ”اس لیے کہ حوا دار میں ان کیوں سے کوئی شادی نہیں کرنا تھا۔ ان کے ہی لڑکوں کو اپنی عزت بچانے کے لیے قبولی نہ پڑتی ہے۔“

چلی نے اس کی بات مکمل ہی نہ ہونے لاری اور بڑے فخر سے زہر لگا۔ سرد نے جلدی سے بلایا جان کی طرف سے کھانہ کھا کر ٹھانے لگی۔ اس میں اس کا کس کس لیکن وہاں کوئی اثر ہی نہ تھا۔ ٹھانے چلی نے بلایا جان کو کیا کھول کر دیا تھا کہ انہیں کچھ اور سٹیل ہی نہیں دے رہا تھا۔
 ”حوا داری لڑکی“ کہنے پر سرد کا ہی چاہا تھا کہ وہ ان کا منہ لوجھ لے لیکن وہاں کی عزت کرنا بھی ان کے خاندان کی راجت ہی تھے۔ حوا دار نہیں سکتا تھا۔ جب سرد کو لگا کہ وہاں اسے تو کس نہیں کر سکتا حوا دار خاندان

نہیں کر کے کاڑھوں سے وہ فیصلہ ہو گیا جس کا شاید تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن حوا دارت بہت عزیز تھی اور وہ اسے چلی کی کھانائی سازش سے بھٹانا چاہتا تھا۔ جس کا مقصد ابھی وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔ اسی لیے اس نے یہ بھی فیصلہ کر لیا۔

”بلایا جان! میں آپ کی ماری باہت مانا ہوں۔ سانا ہوں کہ ایک عملی آپ کی فرسودہ دہی میں آئی اور آپ نے مجھے چلی کی بیٹی میں مانا ہوں کہ حوا داری لڑکی سے کوئی شادی نہیں کرنا۔ اس لیے آپ نے چلی کے کہنے پر جموری میں اس کی شادی فون سے کر دی۔ لیکن آپ مجھے صرف یہ بتائیں کہ اس سدا سے عمل میں ”میں“ کہاں ہوں! میں آپ کو کیوں یاد نہ آیا کیا آپ کو نہیں لگتا کہ میں بھی خاندان کی عزت سنبھال سکتا ہوں اور حوا دار سکتا ہوں۔ آپ کو اس کام کے لیے چلی کا مصوم بھانجا کیوں نظر آیا؟“

تکے تھے "اوردے نظرول چکا تھا" اب وہ لول ہی اپنی اپنی جگہ صرف ایک دوسرے کے بارے میں سوچ رہے تھے۔ نگلے بھی سوچیں تھیں کسی صورت حال میں اگر طرف سلون ہی سلون تھا۔
 جارجس جگہ میں آکر پہلے رہتی تھی اسی میں آئی تھی اور بیچ کر کے لٹی ہی تھی کہ خیر مہمان ہو گیا۔ لے کرے میں موجود سوہنی زندگی کے اس موزر غلاند ہی کی کیفیت میں اپنی جتنی بیٹھا تھا کہ تھکن کی وجہ سے اسے ہی نہ چلا کہ وہ بیڑہ نہیں" جیڑہ سے اور سوہنی ہو گیا۔
 خیر جی ڈنرت کا ایک اہل خاندان ہے۔ انسان اور پریشانوں کے درمیان حاصل ایک برہہ ہے۔ انسان اس کی آغوش میں آکر سب کچھ فراموش کر کے پڑ سکتا ہو جاتا ہے۔ یہی سرور اور اس کے ساتھ ہو ا تھا۔



صبح سرور نماز اور دوک کے بعد گھروا تو چرا کہن میں ملازمہ کے ساتھ مصروف تھی۔ سرور بلائے تو اسے سلام کرتا جیسے سے "میں ڈانگ بل میں بیٹھ چکا تھا۔ حرا اپنا بیڑہ درست کر لی ملک شیک کا جب اٹھائے اس کے پاس آئی۔

"جب آپ کہیں گے۔ جتنے جتنے کے ہوتے ہیں اس کے سلسلہ بہ سب سے جب ہی خوش ہو رہا ہوں گی۔"
 "میرا خیال ہے آج رات سو کر لو گے۔ میں جاکم جھنگے۔ جتنا کہ تم کہیں وہاں پر صحن کیا پیش کریں گی؟"
 "آپ جیسا کہیں گے۔ ویسے ہی بیڑہ لول کی۔"
 وہ وہ جیتے ہوئے وہاں پہلا ہی اور سوہنی کو اس کے روتے پہ چرائی نہیں اور ہی تھی لیکن اسے اپنے بیڑے میں ضرور وہی تھی۔ پہلے کہ جانے اپنی مرضی کی تھی۔
 بیٹھ گئی۔ سلیٹ کرنے سے کہیں کو کھانگ تک تو سب کچھ سرور نے مقرب کیا تھا تو آج حرایے اپنی مرضی سے متعلق تھی۔
 "خانیسا! تم کھانگ سے یا پائل؟" حرا اس کی تھوڑی سی آواز لائی۔

"میرا خیال ہے پائل زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ مجھے آفس میں بہتر ہو جاتی ہے۔ تم اپنی گھر میں بیروہ کی وہاں تمہاری بہت ہیں۔ کچھ چیزیں وہاں بیٹھنے اور رہنے ہوئے۔ نہیں لول مر رہا ہو گیا ہے۔ اس لیے پائل ٹھیک رہے گا۔" لے تے ہوئے وہ لہکن سے ہاتھ صاف کرنا تھا تو گھرا ہوا۔
 "تو کیا ایک بیڑہ ہی کھرنے کو اس؟" وہ لولاسی سے بولی تھی۔
 "میں نہیں تو کیا ایک بیڑہ ہی میں خود جس میں لینے آیا کروں گا۔ وہ مارا نہ کھنے گزارا کریں گے۔" سرور کے زری سے بولنے پر وہ سر ہلا کر کہی۔
 "میں جی تو مجھ سے پہلے شے کیا کریں گی یا؟"
 یہ کہیں ایک اور اس میں تھی۔
 "میں کھانگ میں تو نے کیا کھن کا اور جب ستمارا دل کے کا تو نہیں وہاں کے جاؤں گا۔" سرور نے اس کو تسلی دی۔
 "میں آپ میں تو کھلے آیا کرتا میں کھن میں جاؤں گی۔"
 "یہ ستمارا کوئی نہیں کریں گا۔ اس نے قتل ہی۔"

"ایک رات چرا اگلے میں کسی کو اپنی شہنی بولی بات تھانے سے گزیر کرنا۔"
 "یہ بات کہ کر وہ رکھیں اور کیا ہونے اپنے کہے میں چل جاتا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ کراغ میں سے بات پتہ چلے اور کراؤ اور سارے کہیں کا جواب دینا پڑے۔ جب کہ حرا جرائی سے اس کی پشت کو دیکھ رہی تھی۔ وہ تو یہ بات مریم کو بتانے کے لیے کہیں تھی لور سہارے سے نکل کر اٹھا۔
 "خیر اگر وہ کہہ دے ہیں تو ٹیکہ ہی کہہ دے ہوں گے۔ میں لے رہا ہوں۔ یہ سرچھکارا ملازمہ اور کتا کر جلدی سے اپنا بیڑہ وہ جیڑہ آئی۔ اس گھر میں اس کی پینڈہ وہ جگہ سوہنی اٹھائی تھی۔ جہاں نالے بھری کتا کتا نہیں۔ وہاں پر اگر حرا جانی تو اسے دقت گزرتے گا۔ اس میں ہی نہ ہو۔"
 سرور جب تیار ہو کر باہر آیا تو حرا میں نہ تھی۔ ملازمہ کے بتانے کہ حرا اٹھائی میں سے سرور کے پہلے پر سکر اہت آئی۔ وہ اپنے معمول سے نہیں اپنی سکن سرور باہر ٹھیک رہا تھا۔ اسی خیال میں کہ وہ اٹھائی کے دروازے پر تھا۔
 "حرا! میں آس جا رہا ہوں۔" اگر کوئی شایگہ دیکھ کر لئی تو وہ شام کو پتار رہا میں جلدی آیا ہواں گا۔"
 اس کی مودولی میں سرور بھی آس جاتا تھا۔ اس کے بیڑہ میں اپنی اظانہ ہوتے تھے۔ حرا نے سرور سے اپنے ہی اکتفا اور کتاہوں میں گہو گئی۔

"کل بہت اہم بیٹنگ تھی۔ میں لے میں نہیں آ سکا۔ لیکن اگر کوئی ضروری چیز تھی تو میں اپنی بلا ہوں گا۔ کتا کتا بیڑہ میں بیچا ہوں گا۔ وہ اپنی کل کی غنت ہا تھا۔
 "میں کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ اگر ہوئی تو آپ کو فون کر دوں گی۔ لیکن آپ دیکھا بیڑہ مجھے ضرور کہہ لے کرے گا۔ یہ نہ ہو آپ اپنی معمولیت میں مجھے بھول جائیں۔"
 سرور جرائی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ "میرا! تمہیں ایسا لگتا ہے کہ میں اپنی معمولیت میں تمہیں بھول جاؤں گا۔ پہلے ہی ایسا ہوا ہے جو تمہارا کہہ رہی ہو؟"
 "میں میرے کہنے کا مطلب بہتر ہے نہیں تھا۔ وہ آپ بہت مصروف رہتے ہیں، اس لیے کہہ رہی تھی۔" حرا کو فرمایا اپنی غلطی کا احساس ہوا۔
 "ابھی پتلا بیڑہ شے خریم کو میں گاؤں میں انتظار کر رہا ہوں۔"
 وہ بھی جلدی سے ایک اٹھا اس کے پیچھے چل دی۔



شام کو چاہے ہوئے کسی سرور جلدی نہ کھل سکے اس نے حرا کو فون کرنا۔ پتلا بیڑہ رات کے جب گھر واپس لایا تو وہ سوچنے لگی۔ اسی لیے سرور کی حرا سے ملاقات ٹھنکی کی بیڑہ ہوئی۔ کراغ کے سفید پونڈھار میں کھنے ہواں کی سناہ ہی چھانکے بغیر میک اپ کے پانچو سے چرے کے ساتھ وہ بہت کم تنگ لگ رہی تھی۔ سرور تو اس کو دیکھ کر کہیں اور ہی بولی۔ جب پہلی بھولائی میں نے سوہنی بیڑہ حرا کو اس کی کوشش

شام کو چاہے ہوئے کسی سرور جلدی نہ کھل سکے اس نے حرا کو فون کرنا۔ پتلا بیڑہ رات کے جب گھر واپس لایا تو وہ سوچنے لگی۔ اسی لیے سرور کی حرا سے ملاقات ٹھنکی کی بیڑہ ہوئی۔ کراغ کے سفید پونڈھار میں کھنے ہواں کی سناہ ہی چھانکے بغیر میک اپ کے پانچو سے چرے کے ساتھ وہ بہت کم تنگ لگ رہی تھی۔ سرور تو اس کو دیکھ کر کہیں اور ہی بولی۔ جب پہلی بھولائی میں نے سوہنی بیڑہ حرا کو اس کی کوشش

سودا فکون میں مصروف تھا، جب اس کا سواکس
باجرا کے کالج کا نمبر دیکر اس کا ماتھا شکا کہ یہی وہ کان
پیلے ہی تو حراس کے تھی۔ نمبر لے کر وہ حراجے
بارے اتنا احساس ہو گیا کہ۔ یہ وہاں اس نے فون کان
سے لنگھا تو سری طرف حراسی گئی۔
"اسلام علیکم میں حزابیل رہی ہوں۔" سودا کو بلیر
چاہنے کے لیے اپنا اس کی پلے ستان پکا تھا۔
"وعلیکم اسلام تم ٹھیک تو ہو نا؟" وہیشان و واقفہ۔
"جی ہاں میں ٹھیک ہوں آپ کن باکل مجھ سے
لئے آتے ہیں یا ایک ٹھہر ہے۔" وہ انصافاً تجھنے کو ہوسے
بول رہی تھی۔

"میں کرتی تھیں، کا لیکن تم ہم کا ہوا، مجھے
انجمن رسبے کی۔" سودا کو اس کے سونے سے چرانی ہو
رہی تھی اب وہ میڈم سٹور کے سامنے آئیں جیتے جا
کتی تھی۔ کیونکہ وہ مسلسل اپنی بیوی بیٹی غلطی
آنکھوں سے اسے ٹھور سے جاری تھی۔
"آپ آئیں گے تو ہمارا دل کٹھہ حافظ۔"

سودا کے کسی بھی سوال سے پہلے اس نے فون رکھ
دیا اور میڈم کا شکر لیا اور کہے ہوئے اپرا کر لے لیے
سامنے لگے۔ یہی جہاں مریم اس کا انتظار کر رہی تھی۔
"کیا ہوا سو رہی تھی سے بات ہوئی کہ میں؟" مریم
نے بے چینی سے پوچھا۔

"ہاں بات ہوئی ہے۔ میں تو سوچ رہی ہوں کہ
میڈم سٹور کے بیٹے کن کے ساتھ کیسے رہتے ہوں
گئے میرا تو ان کے سامنے میری ہی رنگ جانا ہے۔"
حراجہ میں کھاس ہے قاسم پچھنک سے خود بھی بیٹھتی تھی۔
چچورا مریم کو بھی قلم لکھ رہی تھی۔

"اب کی بھی کوئی بات نہیں۔ وہ تنہی تو صرف
لڑکیوں کو اور راستہ لے لے کر لے رہی ہیں۔ ورنہ تو
نا بھی لڑکیوں کا کالج کر کیا لانا کلمہ کر لیتی ہیں۔
لیکن ہمارے خرابی کی وجہ سے۔ میں میڈم سٹور کے بہت
اصولوں کی وجہ سے آئے دن سے اور تنہی تھوری

میڈم سٹور اور نوبہ صورت ہیں شاید ہی کوئی ہو۔
تنہی کر لیں غل میں ڈر نہ لگے بھی غضب کی کر لیتی ہیں
اور ان کی آنکھیں تیریں ہوں اپنی ہوں ان کی آنکھوں
کی کبھی کرنا ہے۔ کھانسی میں شام ہوئی تو حضور کن
پہ کلمہ کہتی۔"
مریم کی یہ باتیں سن کر حراجہ نے فائل اٹھائی اور پھر
سارے کلمے لے کر دیکھا کہ آگے مریم کی اور چیخے حراجہ
لیکن مریم حراجہ سے تنہی میں اس لیے بھاری نہ تھی۔

حراجہ گن کے بیٹھ کی تیار کر رہی تھی اور
مریم ساتھ والے کمرے کی مباحثت کی حراجہ پر ہی
کے لیے کہ کوئی تھی۔ کیونکہ وہ عثمان سے بہت
خست نظر تھی۔ حراجہ کو کافی جاننے سے کیٹاس سے
ل کے تھی کی۔ جبکہ مریم پر سے اٹھنے کی وجہ سے جا
میں بائی تھی۔ تب ہی اختر کلمہ پر وارڈن نے اسے
کیٹھ سے وہاں دم سٹور کے کئی اٹھ رہی تھی۔ وہ
ہلری سے وینہ دست کر لئی کیٹھ دست میں لگتی
جہاں سودا اس کا انتظار کر رہا تھا۔

بلکہ بیٹھ کے اور کھیل کھڑ شرت اور بیک گونٹ
پنہ ہاتھوں میں من کھا سزا اور ساق پکڑے سلیپے
سے بیٹے ہاتھ کے ساتھ وہ کلم کا پلو گدا تھا۔
پہلی ہی نظر میں سلام کرنے کے ساتھ ہی یہ خیال
کے دن میں آیا تھا اس کے بیٹھے یہ وہ سوالیہ نظروں
سے اس کی طرف دیکھتے لگا۔

"وہ میں نے آپ کو اس لیے لیا تھا کیونکہ آپ میری
دوست مریم کو چاہتے ہیں نا؟"
"ہاں کیل؟" مریم حراجہ کی بات کر رہی ہو نا تو
حسن پور سے چوڑی بند کی بھی ہے؟"
سودا اس کی دلالت کو اس لیے بھی جاننا تھا کہ پچھلے

چار سالوں سے وہ اس کی اولیٰ دوست تھی۔ اس کی
پاؤں میں صرف اس کا ڈر ہو تھا۔ وہ سراسر انجمن و دیگر
کے سٹے میں چوڑی بند سے بھی اس کا احساس
تھا۔

"جی وہی اصل میں اس کی بیوی میں کی شادی
ہے۔ تو اس نے مجھے بھی دعوت دی ہے۔ میں نے
سوچا ہے کہ پھر تو ہوا کی۔ میں اس کے ساتھ
بہل جاؤں؟"

توجہ بات کرتے ہوئے اس کی زبان لڑکھا رہی
تھی۔ کیونکہ اس طرح کی فریض اس نے پہل دفعہ ہی
کی۔
"ہرگز نہیں۔" دوسری طرف سے بھی قطعیت
تھی جو اسے وصل ہوا تھا اور وہ پورے من سے پوچھ
رہی تھی۔ سوکھ سے اسے کہنے لگی۔

"مجھے دکھ ہو رہا ہے حراجہ کہ مجھے سے یہ بات
پوچھی گئی کیل؟ کیا میں جانتی ہوں کہ تم نے کوئی وہ
اور اس طرح ضرور رہی اور غیر لوگوں میں جاننے کا
مطلب سراسر ہے۔ دیکھ سے وہاں تم نے شادی کیسے
لے لی تھی۔ میں خود کو غلط نظروں سے محفوظ رکھ سکی۔
تم اپنی تاجہ پھر کر گزرتی ہو جو اس حقیقت کو سمجھ
سکتے۔ میں تمہیں اس کے کہہ رہا ہوں کہ تمہیں کو بھی اس
کے میں کھانا تاکہ وہاں پر طرح کی لوگ آتے ہوتے
ہیں۔ میں اسے تو نہیں کہہ سکتی کہ کونسا انہی
آنکھیں نہ کر لیں۔ لیکن میں اپنی عزت کو محفوظ ضرور
رکھ سکتا ہوں۔ میں توجہ تنہ نہیں سمجھی بھی
ہو لنگھ کے لیے نہیں لے کے کیل۔ جو تم نے کہا وہ
آزاد پر ہمارے حراجہ کیل۔ پھر کن سب باتوں کے
پانچہ دم مجھے مجھ سے اتنی ڈر آئیے اور کومت سے
دوڑنے کے لیے جاننے کی اجازت مانگ رہی ہو؟"

آنہ وہ حراجہ کو ہاتھ دھونے کی طرح ہوا؟
دوسریوں کے احساسات کی پروا کے بغیر اپنا قانون اور
قوتیں اصول لاکر کرتے والا۔ وہ ایک دم اٹھ کر غزنی
ہوئی جس شخص نے بھی آپ کی بات نہ کی ہو۔
جب وہ آپ کی بات سے انکلاف کرنا ہے تو ڈر تو ہوتا
ہے۔ چاہے وہ بات غلط ہی کیوں نہ ہو۔

"حراجہ! وہاں سے کتنی تنہی جب سودا نے
پچھے سے آکر۔
"آپ دیکھ اپنے پھر گزرتی نہیں جاؤں گی۔" برستی
تھی۔ لے کر تو میں جہاں سے لے لیا تھا۔" سودا نے

"جی وہی اصل میں اس کی بیوی میں کی شادی
ہے۔ تو اس نے مجھے بھی دعوت دی ہے۔ میں نے
سوچا ہے کہ پھر تو ہوا کی۔ میں اس کے ساتھ
بہل جاؤں؟"

توجہ بات کرتے ہوئے اس کی زبان لڑکھا رہی
تھی۔ کیونکہ اس طرح کی فریض اس نے پہل دفعہ ہی
کی۔
"ہرگز نہیں۔" دوسری طرف سے بھی قطعیت
تھی جو اسے وصل ہوا تھا اور وہ پورے من سے پوچھ
رہی تھی۔ سوکھ سے اسے کہنے لگی۔
"مجھے دکھ ہو رہا ہے حراجہ کہ مجھے سے یہ بات
پوچھی گئی کیل؟ کیا میں جانتی ہوں کہ تم نے کوئی وہ
اور اس طرح ضرور رہی اور غیر لوگوں میں جاننے کا
مطلب سراسر ہے۔ دیکھ سے وہاں تم نے شادی کیسے
لے لی تھی۔ میں خود کو غلط نظروں سے محفوظ رکھ سکی۔
تم اپنی تاجہ پھر کر گزرتی ہو جو اس حقیقت کو سمجھ
سکتے۔ میں تمہیں اس کے کہہ رہا ہوں کہ تمہیں کو بھی اس
کے میں کھانا تاکہ وہاں پر طرح کی لوگ آتے ہوتے
ہیں۔ میں اسے تو نہیں کہہ سکتی کہ کونسا انہی
آنکھیں نہ کر لیں۔ لیکن میں اپنی عزت کو محفوظ ضرور
رکھ سکتا ہوں۔ میں توجہ تنہ نہیں سمجھی بھی
ہو لنگھ کے لیے نہیں لے کے کیل۔ جو تم نے کہا وہ
آزاد پر ہمارے حراجہ کیل۔ پھر کن سب باتوں کے
پانچہ دم مجھے مجھ سے اتنی ڈر آئیے اور کومت سے
دوڑنے کے لیے جاننے کی اجازت مانگ رہی ہو؟"

مرد پر قائم رہی، آخر سردار اپنی بارہا بی بی صاحبہ کی تو
 کئی گئی۔ دو برس ہی میں مدینہ منورہ کی تحصیل
 نگاہوں کی بوند کے پتھرہ اس میں اس کی اور صوفی نام
 کا کہ سردار کھیر لایا، مسود کی وجہ سے مدینہ منورہ
 اس کے ساتھ کافی نرم تھا۔ دو سری طرف سمد نے
 دو سری ہی تعلق و فون اٹھایا۔
 "آپ مجھے دیکھنے لینے نہ آئے جگہ میں میں
 ٹھیک ہوں۔" سلام کے بعد اس نے یہ بات بھی اور
 خدا حافظ کہہ کر فون رکھ دیا "اس کی بات پر سمد کے
 دل پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔
 "سودہ خرا کو کیا تھا تاکہ وہ دیکھ لینے نہ کرے تاکہ نہ
 کہے لیکن وہ اس کی بل لیں کی خیر رکھتا ہے۔ وہ ہر روز
 اپنی شہر سے بات کرنے کی اور شکی کرنے کو ساتھ
 لیکن حواسے تو چھوٹی ہی بات کو خود پر سوار کر لیا سانی
 بیٹے کے لئے نہیں میں میری کم روٹی کھان آ گیا۔
 وہ دو ہفتوں کی چھٹی پر چاری بھی اور کسی سوچتے
 ہوئے خرا کا دل بیٹھا جا رہا تھا کہ وہ اس کے جانے سے
 بعد دن کیسے گزارے گی۔ گو کہ اس کی ذوقی دوست
 بھی نہ تھی۔ دو ٹولوں کی باتیں کرتے ہوئے دستک دوم
 تک آئیں اور کسی خرا اومان کی نقل بھی نہ تھی۔ وہ سو کی
 کے سامنے نہیں آتی تھی "تج فریادی طور پر ہی
 سہی" لیکن مصطفیٰ حیدر کے سامنے آئی اور مصطفیٰ
 حیدر جو اپنی چھٹی بسن کو لے گیا تھا "تج زندگی میں
 پہلی بار بیٹھا کیڑو حسن کو دیکھ کر اس کی آنکھیں شہوہ
 نہیں اور اسے لگا کہ اس کی تلاش کی پہونگی خراب
 بھی میری ہے ہاتھ کیے جاری ہیں اور اسے اندازہ
 ہی نہ تھا کہ کسی کی آنکھیں اسے اندر کیے جاری ہیں۔
 ریڈ ویلٹ کی نہیں اور آف واٹش چاہنے کے
 اور لہر والی سے لیا وہ آف واٹش اور ریڈ ٹائی اٹھانڈا
 کیا وہ اور بیٹھی وہی اعلانیٰ لیے کئے ہوں کی بھیا رہا
 غم بخنورہ ہی آنکھوں کے ساتھ وہ کی کو انار کی۔ وہ
 وہاں دو ماہ سے ہی میری سے شکر کئی ہی لیکن
 مصطفیٰ حیدر کو لگا کہ اس کا دل میں اس کی دیکھنے جا
 نہیں بیٹھے جگہ۔ دل ہی دل میں کہل سے کہیں لگایا گیا



میرم جب جوئی بیٹی تو وہاں پر خوب ہل ہل
 تھی۔ لہذا وہ کو کئی ہی سے ہاں بھلا گیا تھا اس
 لیے سارے عزیز رشتہ دار جوئی میں جمع ہو چکے تھے
 اپنی ساری کونز کے درمیان میں میرم کو حوا کی
 محسوس ہو رہی تھی، سارا مان تو وہ میری مصروف رہی
 لیکن جب رات کو بیٹے عمر سے میں سونے کے لیے
 آئی تو اسے خواب ہونے لگا۔ ان کو ایک کمرے
 کستے تھے ان سال شروع ہو چکا تھا اور تج کی سہی
 چھوٹی سی بات پر بھی لڑائی میں آہنی گھسیا ہے، وہ
 ایک ماہ سے کئی کی کہتے چھوٹی کرتی تھی۔ میں دیکھ
 تو وہ ہوا آگے کہہ کر میں سوچا لیکن وہاں پر سب
 کونز نے ڈیرہ چھایا ہوا تھا اور وہ اتنے رش میں تو
 میں کئی تھی۔ اسی لیے وہ اپنے کمرے میں آئی۔
 لیکن اس وقت وہ خوش ہو گئی۔ جب مصطفیٰ بھائی کو
 اپنے کمرے داخل ہوتے دیکھا۔ دو ٹولوں میں بھائی میں
 پاکی ہم آئی تھی اس لیے دو ٹولوں ایک سوڑے کے
 بہت قریب تھے۔ لیکن ان کے اندازہ میں تھا کہ وہ
 شخص اس سے کب شپ کرنے میں آیا جگا۔ اپنے دل
 کی فراش پر اس کو ہی کی لڑکی کے بارے میں جاننے
 آیا تھا۔

"شکر ہے مصطفیٰ بھائی! آپ آگے شکرے میں
 بیٹی اور وہی تھی۔" اس نے بیڑہ بھائی کے لیے
 چکھتا ہے ہوئے کہا۔
 "اگر یور ہو رہی، تو اس بوست کو دور کرنے کا کوئی
 بہتر بوت کریں" اپنی دستوں کو ساتھ لیے "آئی"
 ڈائریٹ اپنی چھٹی بسن سے بات کرتے ہوئے جبکہ
 ہو رہی تھی۔
 "دستوں کہیں مصطفیٰ بھائی! میری ایک ہی
 دست ہے 17 اومان اور اسے کمرے سے اجازت ہی
 نہیں میں کسی سے یہ پڑی ہو رہی تھی
 "خرا اومان! مصطفیٰ نے یہ روپ۔" اس کا نام

دہرایا۔ بیٹے موصو ایک بات تو بیڑہ تو میں کو کتنا شوق
 ہوتا ہے اپنے ہاتھوں کی تھلائی کا، جس میں اس شرم کا
 کوئی شوق لاحق نہیں۔ "وہاں سے شرم لڑاؤ میں دیکھتے
 ہوئے اس سے پوچھا تھا۔
 "کیا بھائی! کوئی خرا بند آئی ہے جو خود بخود
 موضوع لے کر بیٹھ کر اور شوق کی بھی خوب کی آپ
 نے جب بھی ای بات کرتی ہیں آپ ٹال دیتے ہیں تو
 مجھو" "ہاں بھئی! بڑے لیکن اب آپ نے
 بات کی ہے تو اس خوش نصیب ختام بھی نہیں سہی
 چھوٹی مصطفیٰ حیدر کی نظر تھرتھی۔
 وہ بھی شہریت کے موڈ میں تھی۔
 "مردمان لڑکی وہ شنگ دم کے روزانہ سے تم
 سے باتیں کرتی تھی۔ وہی تمہاری ولایت خرا اومان
 ہے؟"
 "ہاں کیا؟"

"وہ لکھ جگہ تو میں۔" میرم جو بیٹے تو جاکھے
 عام میں لے کر بھائی کو رہی تھی۔ مجھے پھر حیرت ملی اور
 خوشی سے اس کی بی بی لگتے تھے وہی۔
 "بھائی! آپ کو حوا بند کئی ہے۔ لو میرے خدا ایہ
 خیال میرے ذہن میں کیوں نہ آیا کہ میں اس
 پاری دست کو بھائی کے دوپ میں بیٹھے کے
 اپنے کمرے آؤں۔ بھائی! وہ اب بھی میں ہے؟"
 میرم بڑے جوش سے اپنے ذہن پر بھائی سے پوچھ رہی
 تھی۔
 "ہاں بے وقت" اچھی گی ہے جیسی بات کرنا
 ہوں۔ "میرم کے جوش سے لے کر امدان تو ہو گیا کہ
 بیاتھن میں تھے۔
 "بھائی! وہ ابھی تک آنکھ جگہ میں لیکن اب ہم
 بھی درہ نہیں کریں گے جگہ بیٹھا جان سے بات کر کے
 جلدی سے اس کو اپنے نام کریں گے۔" میرم کی بیچ
 میں میں آیا تھا کہ وہ اپنی خوشی اظہار کس طرح
 کرے۔
 "میں تمہاری جلدی نہیں آئی تھی تمہاں کا خیال
 معلوم کر لیا ہے وہی سوار کو بیٹھ کر گئی ہے؟"

یہ فخر نہ ظاہر کرتے ہوئے مصطفیٰ حیدر کی زبان
 تک لڑی ہو گی لیکن وہ نہ سوچی کا کہ نہ تھا۔
 "اسے بھائی! میں اور لڑاؤ جگہ سالوں سے ساتھ رہ
 رہے ہیں۔ بھلا انکی کوئی بات مجھ سے پوشیدہ ہو سکتی
 تھی۔ آپ اس طرف سے تو بے پھر نہیں لیکن ایک
 بات ہے کہ اس کے بیات سخت گہریں۔ خاندان
 سے باہر شہری پر امن نہیں ہے۔ امراض ہو جگہ۔ "میرم
 ہاں ہی ہاں میں اس کو پڑا تو اسے میں جو کئی
 "اسے تمہارا بھائی! کوئی لڑکی تک پہنچ گئی۔
 انکار کر کے۔" مصطفیٰ نے بات بات میں اڑا دی۔
 ممبر صل کسی طریقے سے خرا کی رائے لینا ضروری
 ہے۔"

اس سے پہلے کہ وہ کوئی اور بات کرنا اس کا
 موبائل بج اٹھا اور وہ بات کرنا ہوا پھر چلا گیا۔ لیکن
 میرم کے لیے سچوں کے روزا کر گیا۔
 "اگر ہم پر وہ سوت حوا کے بیٹھا جان کے پاس بیچ
 گئے تو حوا کی رہو لیکن خراب ہو گی ہمہ کلمے سمد بھائی
 کو قائل کر کے اور ان کے ذریعے مصطفیٰ بھائی کا
 پر پونڈ نہیں ہے کہ بھتیجا بیاتھن جائے گی۔"
 وہ دل ہی دل میں کیا کیا پروگرام بناتے تھی۔ اسے
 اگر اپنے بھائی سے عزیز تھا تو خرا بھی مجھ کو مزہ تھی۔

اس دن خرابوت سے بچنے کے لیے اتفاقاً سمد کی
 "شہر آرزو" چڑھ رہی تھی۔ جب اسے وارڈان کا
 سہم ملا تو اسے جلدی سے کہنے یہ آگے سے کمرے
 لینے کوئی آیا ہے۔ ان کے گھر کوئی لکڑی نہیں ہو گئی
 ہے۔
 "یہ ایسی خرا! پیغام لےنے ہی وہ دہننے دل کے ساتھ
 بیٹی ہی چادر اور اسے بھائی ہوئی تک پہنچی تھی
 جہاں سے سمد گاڑی میں اس کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ گاڑی
 میں بیٹھ کر راسل ٹھکڑوں سے اسے دیکھنے لگی۔ اس
 میں ہاتھ پیرے کی بھی کھنڈ نہ رہی۔
 "وہ دراصل فخر خیال جا رہا تھا کہ راستے میں

ہے جان ہوتے وجود کے ساتھ اس کو ہسپتال لے جا سکتی۔
 مصطفیٰ حیدر صرف تمہیں تک انتظار کر سکتا تھا۔
 پہرنت چاہتے ہوئے کسی کو پریم کے ہوش بیچ کر نکالنا
 یہاں حرامیوں کی برائی تھی۔ حالانکہ وہ جاننا تھا کہ
 تین دنوں کی ملاقات اس روز اتفاقاً ہوئی تھی اور
 اتفاق روز روز میں ہوا کرتے تھے پھر بھی وہ آیا تھا
 اس کے لیے کسی کوئی تھا کہ اس شہر میں حرامی ہے۔
 اس بات میں شرافتی ہے اور مریم کے حرا کی چندا میں
 ہی کر لے گا۔ لیکن انہوں کو بھلانے کے لیے یہ ہمارے
 ہی کوئی تھے اور مریم تک سب وارڈن کا پیغام پہنچا تو
 یہ کسی سے احساس سے اس کے آنسو نکل آئے۔
 ”اب میں مصطفیٰ بھلا کر لانا دیکھ کر دل کی میں
 کیسے ان کو دیکھی ہوتے وہیں کی۔ اب تو تمہیں بھی
 نہیں ہو سکتا۔ کلکٹ میں اس بات کو ان سے چھپا
 سکتی۔“

سلمان، بی بی، ریح کر رہا تھا سب رانگیاں جیسے کلور پھراس
 نے مریم کے کمرے پر دنگ دنگ دنگ تھا۔ یہ سن اسے
 بہت زیادہ پراسی ہوئی اور وہ اس کی آنکھوں میں آنسو
 بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ لیکن آج وہ اس کی وجہ سے
 بددلی کی۔ یہ تو کدوہ جانتی تھی کہ اس خبر سے اس کا
 بھلا دیکھی ہوا ہے اس نے مشکل سے ہی کسی یکن
 خود ہسپتال گیا۔
 ”مرمو! اور وہ کھو جاؤ اے عورتی روتے ہیں
 کیا ہوا جو تمہاری دوست کی شادی ہو گئی۔“ وہ اس کا
 چہرہ دلوں چاہوں میں نے پیار سے اسے گھما دیا تھا۔
 ”اسی میں رب کی مرضی تھی۔ تم میرے نصیب میں
 ہی نہ تھی اب روتا میں تمہارے بھائی کے لیے کوئی
 لڑکیوں کی کی ہے۔ دیکھنا میں نہیں حرا سے بھی کچھ
 بھائی لاکر لوں گا۔“
 دل نے زبان کی اس کارگزاری پر ادوا کیا تھا۔
 لیکن حرا نے اس کی بل جلی بھی ضروری تھی۔ ”چلو اب
 آنسو صاف کرو۔“

میں اور ایک ماہ سے کیا تھا وہاں جلدی پہنچنا
 ہے۔ اب جلدی سے ایک قطرہ سحرکارا کہہ میں جا
 سکتی۔“ وہ اپنے لیے کو ٹھہرا کر تے ہوئے مشکل
 سے بھل رہا تھا۔ مریم بھی بھائی کی کھلی کے لیے سیکھے
 سے انداز میں سحرکاری اور وہ کسی پیار سے اس کے
 گلے پیٹتا تھا اور حافظہ کو کرا رہا تھا۔
 باہر تو مصطفیٰ حیدر جیسے مشہور شخص کی آنکھیں
 بھی دھندلا گئیں۔ مصطفیٰ حیدر اندر جھانپتی بن کر کہہ
 کر آیا تھا ”بی بی! یہاں ہونا تھا پھر سب کچھ مارا
 ہی ہو جانا۔ لیکن بی بی“ ط کایک کونہ پر اس کی یاد
 سے کوئی نہ تھا۔ گاڑی ڈرا تو کہتے ہوئے مصطفیٰ
 حیدر کو دوسرے سنی ہوئی لپک کھڑا کرتی۔
 ”میں نے دل کی بات سے
 بھلی سے ایک شکل تھی
 بھلے کے حسن بہ ہوں
 دیکھنے میں جا رہی
 ہے کہ وہ بے پروا نکلتی ہی وہ گرتی ہے۔“

سردی کی طرف دیکھتے ہی میں رتی تھی۔ سردی اس کی
 لیے اعتنائی برداشت کرنے پر مجبور تھا۔ لیکن وہ اس
 بات پر لپکتے پکھڑا کر رہا تھا کہ حرا کو اس کی کوئی
 چٹ نہیں لگی تھی۔ جو اسے ساری زندگی کے لیے
 حرم سردار بنتی چوچیں آئی تو اپنی ساری سببیں
 شدید نوعیت کی نہ تھیں۔
 ”میں اب تپتے تھے اسے ساتھ گاؤں لے جائیں
 تھے یہاں میں رہنا“ پتھلے سے جا میں لپک گیا۔
 وہ دوسرے وقت میں ہی سے اتنا ڈرا ہی تھی اور سرد
 ایوان اس کے آنسو کو اس کی طرح حروس ہو
 رہے تھے وہ برداشت نہ کر سکتا تھا اور اپنا
 ”اندازہ اس کے دل میں موجود کھلی کو ختم فرما رہے
 وہ پلٹنے کی طرح ہو جائے میرے لیے اس کی نظرت ختم
 ہو جائے۔“
 ”سرد!“ میں تکی کی تواز پہ وہ چھٹا اور ان کی طرف
 متوجہ ہوا۔
 ”بچے! حرا گاؤں جانے کی ضد کر رہی ہے تمہاری
 کہتے ہو تم اسے لے جاؤں۔“ میں لپکی اسود سے
 اجازت لینے والے ٹائز میں بہت گری تھی۔
 ”میں لپکی! بیسواہ انتہی سے بیسواہ کریں۔ میں آج
 ہی ڈاکٹر سے بہت کرنا ہوں۔ اگر وہ اجازت دیتے ہیں تو
 اسے لے جائیں۔“ وہ یہ کہتے ہوئے وہاں سے
 چلا گیا۔
 آج سردی اس وقت آج آئے اسے اپنے ہونے کا
 بہت اس پر ہوا تھا۔ لیکن آج اہلجان میں لپکی اور
 حرا گاؤں چلے گئے تھے اگر حرا نے اس سے بہت نہیں
 کی تھی تو اس نے بھی بہت کرنے کی کوشش نہ کی اور
 بہت کرنا ہی تو کسی منہ سے۔ وہ اپنے کے پر بہت
 شرمندہ تھا۔ آج اس کا دل چل رہا تھا کہ کوئی جو اس
 سے بہت کرے۔ وہ بھی سوچ رہا تھا اب اس کے
 سوا اس کی تیز لپکی۔

مریم کو کچھ دنوں سے عجیب عجیب دوسرے کہے
 حرا دیکھنے کوئی ہوش میں نہ آئی تھی لیکن
 149 نومبر 2011

میں اور ایک ماہ سے کیا تھا وہاں جلدی پہنچنا
 ہے۔ اب جلدی سے ایک قطرہ سحرکارا کہہ میں جا
 سکتی۔“ وہ اپنے لیے کو ٹھہرا کر تے ہوئے مشکل
 سے بھل رہا تھا۔ مریم بھی بھائی کی کھلی کے لیے سیکھے
 سے انداز میں سحرکاری اور وہ کسی پیار سے اس کے
 گلے پیٹتا تھا اور حافظہ کو کرا رہا تھا۔
 باہر تو مصطفیٰ حیدر جیسے مشہور شخص کی آنکھیں
 بھی دھندلا گئیں۔ مصطفیٰ حیدر اندر جھانپتی بن کر کہہ
 کر آیا تھا ”بی بی! یہاں ہونا تھا پھر سب کچھ مارا
 ہی ہو جانا۔ لیکن بی بی“ ط کایک کونہ پر اس کی یاد
 سے کوئی نہ تھا۔ گاڑی ڈرا تو کہتے ہوئے مصطفیٰ
 حیدر کو دوسرے سنی ہوئی لپک کھڑا کرتی۔
 ”میں نے دل کی بات سے
 بھلی سے ایک شکل تھی
 بھلے کے حسن بہ ہوں
 دیکھنے میں جا رہی
 ہے کہ وہ بے پروا نکلتی ہی وہ گرتی ہے۔“

میں اور ایک ماہ سے کیا تھا وہاں جلدی پہنچنا
 ہے۔ اب جلدی سے ایک قطرہ سحرکارا کہہ میں جا
 سکتی۔“ وہ اپنے لیے کو ٹھہرا کر تے ہوئے مشکل
 سے بھل رہا تھا۔ مریم بھی بھائی کی کھلی کے لیے سیکھے
 سے انداز میں سحرکاری اور وہ کسی پیار سے اس کے
 گلے پیٹتا تھا اور حافظہ کو کرا رہا تھا۔
 باہر تو مصطفیٰ حیدر جیسے مشہور شخص کی آنکھیں
 بھی دھندلا گئیں۔ مصطفیٰ حیدر اندر جھانپتی بن کر کہہ
 کر آیا تھا ”بی بی! یہاں ہونا تھا پھر سب کچھ مارا
 ہی ہو جانا۔ لیکن بی بی“ ط کایک کونہ پر اس کی یاد
 سے کوئی نہ تھا۔ گاڑی ڈرا تو کہتے ہوئے مصطفیٰ
 حیدر کو دوسرے سنی ہوئی لپک کھڑا کرتی۔
 ”میں نے دل کی بات سے
 بھلی سے ایک شکل تھی
 بھلے کے حسن بہ ہوں
 دیکھنے میں جا رہی
 ہے کہ وہ بے پروا نکلتی ہی وہ گرتی ہے۔“

میں اور ایک ماہ سے کیا تھا وہاں جلدی پہنچنا
 ہے۔ اب جلدی سے ایک قطرہ سحرکارا کہہ میں جا
 سکتی۔“ وہ اپنے لیے کو ٹھہرا کر تے ہوئے مشکل
 سے بھل رہا تھا۔ مریم بھی بھائی کی کھلی کے لیے سیکھے
 سے انداز میں سحرکاری اور وہ کسی پیار سے اس کے
 گلے پیٹتا تھا اور حافظہ کو کرا رہا تھا۔
 باہر تو مصطفیٰ حیدر جیسے مشہور شخص کی آنکھیں
 بھی دھندلا گئیں۔ مصطفیٰ حیدر اندر جھانپتی بن کر کہہ
 کر آیا تھا ”بی بی! یہاں ہونا تھا پھر سب کچھ مارا
 ہی ہو جانا۔ لیکن بی بی“ ط کایک کونہ پر اس کی یاد
 سے کوئی نہ تھا۔ گاڑی ڈرا تو کہتے ہوئے مصطفیٰ
 حیدر کو دوسرے سنی ہوئی لپک کھڑا کرتی۔
 ”میں نے دل کی بات سے
 بھلی سے ایک شکل تھی
 بھلے کے حسن بہ ہوں
 دیکھنے میں جا رہی
 ہے کہ وہ بے پروا نکلتی ہی وہ گرتی ہے۔“

تھے اسے لگ رہا تھیجے حراسی مفکل میں نہ ہو
 نبھانے کیلئے لگ رہا تھا کہ اس سے بچو غلط ہو گیا
 سب سے وہ سوچ رہی تھی کہ وہ جانتے دنوں سے صرف
 اپنے بھائی کے لیے ریٹائن ہے کہ اسے حراسی میں
 لیگان کر اس کے لیے ٹاؤننگ بھی نہیں سوچا۔

اس کا آخر سر وہ بھائی نے میری بات کا ایک مطلب لیا ہو؟
 اور حراسی زندگی پر اس کا ایڈرڈ پڑا ہو وہ وہ اس بات کے
 بارے میں جانتی تھی نہ جی اور سر وہ بھائی نے نہیں کیا
 کچھ بیٹھے ہوئے تھے کسی طرح سر وہ بھائی سے بات
 کرتی تھی ہے۔ ایک دفعہ اپنی دوست کی طرف سے ان
 کا ٹیبل صاف کرنا چاہیے۔ بے لگب انہوں نے غلط
 مطلب نہ لیا ہو لیکن مجھے اسے ٹیبل کی خلیفہ دور
 کرنے کے لیے ان سے بات کرتی تھی۔

وہ کئی سوچے ہوئے ٹھکرک میں تک آتی تھی
 اس کی وجہ اور بھی نہیں جس سے شوہرہ کرتی۔ پہلے
 بھی جلد بازی میں وہ ایک قدم لٹھا چکی تھی اور اب
 دوسرا اٹھانے چلی تھی لیکن یہ قدم اٹھانے کا ڈر
 کرنے کے لیے قہارہ وہ اجازت کے گراندر داخل
 ہوئی۔

”واہل ایچھے آپ سے ایک نام قہارہ“ سلام کے
 بعد اس نے ایک دم کما سر فاروقی جیڑلی سے اسے
 دیکھنے لگے۔

”آپ پلیز جڑے حراسی اور ان کا کٹیفکٹ نمبر دے
 دیں اس کے فارم میں ضرور لکھا ہو گا۔ وہ دست دنوں
 سے پینورڈ شی نہیں آری۔ مجھے اس کے خیریت معلوم
 کرنا ہے۔“

”کیسے؟“ وہ نے ہنسی بھری نظر میں حراسی سے بتایا تھا کہ
 اس کے فارم ونمبر پر بھی بلا جانے کے بجائے سو کے
 سامن ہیں۔ کہ کوئی بلا جائے تو اس حق میں ہی نہیں کہ وہ
 پڑھے۔ اس لیے ساری ذمہ داری سو منے ہی اٹھانی
 ہے۔ جی کہ کٹیفکٹ پر نمبر تک سر وہ بھائی کے ہیں۔

اس نے وہ سر وہ بھائی کی منت گھڑی تھی۔
 ”چلا“ اس کی اجازت نہیں۔ ”فکڑ“ سر فاروقی
 بہت باس تھے۔ پڑھا تو فری تھے۔ اس دوران کے پانچ

”اور سر وہ بھائی آپ سے ایک ٹیکٹ سے کہ
 آپ سیٹ حراسی سے کہنے کو کہہ دیے سب نہیں
 جانتی تھی۔ وہ تو میں نے ایک دن اپنے بھائی کے
 سامنے اس کی تعریف کر دی تھی کہ حراسی معصوم
 اور پکارا اور لڑائیاں تم کو ہوتی ہیں اور میری ہی
 قربانیاں پڑ رہی ہیں۔ شہری پر رضاعت ہو گئے۔ کہ کوئی
 بچھو بہت اچھی تھی۔ اور میرا دل کر کے کہ میں
 بیٹھتا ہے اسے پاس رکھوں۔ اس لیے آپ سے بھی
 بات کرتی۔“ ”تم قرین آجواغ اور کوکھا بیٹھ پیل
 رہی تھی۔“

”آپ نے مجھے کیوں کہا کہ آپ کا بھائی حراسی پر
 کرتا ہے۔“ ”میرے دل سے عام سے انداز میں یہ سوال
 کیا تھا۔“

”صرف اور صرف اپنی بات میں وہ نکل پید کرنے
 کے لیے۔ اگر آپ میری بات کو سیر کیل میں اور کچھ
 بھی نہیں۔ آپ پلیز حراسی کو کچھ نہ بتائیے گا میں نہیں
 چاہتی کہ اگر ہم نہیں تو تم دونوں میں کچھ خرابی ہو۔“

”آپ میری بات نہیں کہتے؟“
 وہ منت بھرے لیے میں پیل رہی تھی اور سر وہ کو
 لیاں لگ رہا تھا۔ وہ پیل میں دست پانچ پانچ ہوا۔

”آپ بے فکر رہیں۔ آپ کی ولایت آپ سے
 کبھی دھنگان نہیں ہوگی۔ اللہ حافظ۔“

اس کے بعد سر وہ میں بچنے کی بات نہ تھی۔
 حلالہ کے بعد میرے پاس حراسی کا چمن تھا لیکن وہ طہرین
 ضرور ہو گئی کہ اس نے جو طہرین کی تھی۔ اپنے تئیں
 اس کا کچھ نہ کچھ ازاد ضرور کر دیا ہے اور سر وہ صرف
 لگی سوچے پڑا تھا۔

”میرے حراسی کچھ بھی نہیں تھی صرف دوست ہے،
 پھر بھی وہ نہیں چاہتی کہ فن کے دور میں نہ کما خرابی
 ہو۔ اور اسے یہ بات معلوم ہو۔“ ”نہ میں میری تھی
 سب ہو گئے۔ حراسی اس کے لیے نہیں ہو تو پھر
 میں نے کیوں اس کے اور اپنے درمیان دوایاں پیدا
 کیوں ہے۔ مجھے تو اپنے وہ مفکل حراسی ہے جس نے
 صرف اپنی اپنی گتے کے منے کے لیے حراسی نہ کر کے اپنا

چاہا۔ میرے سامنے تو اس کی زندگی گزری ہے۔ وہ
 میرے سامنے جی پڑی ہے پھر میں نے کیوں اپنے
 اور اس کے تعلق کو اپنے ایشیاری کی غمہ کر دیا؟ کیوں
 کیوں میں نے سب کچھ کیا؟“ ”انہوں کے کٹا رہے
 تھے کہ خشک ہو سکتی نہ تھے۔“



حراسی آج حراسی جی کے نبھانے نکتے نہ ہو گئے تھے،
 لیکن اسے وہ لوبدی نہیں ہو نا تھا۔ جی تک سو منے
 اس سے اس نواز نہ بات نہ کی تھی اور سب کی تو
 اسے ایک ٹیبل میں سے عمل کر دیا کہ اسے اپنے آپ
 سے نفرت ہو نہ لگی تھی۔ اسے کیوں نہیں نہ تھا۔
 ملا کہ حراسی کا ٹیبل سے بیٹے سے بیٹے مختلف تھا۔
 جان اب اسے بیٹے کی طرح نظر انداز نہ کرتے بلکہ پھر
 روز با بھائی کے اس کے پاس بیٹھے۔ اس سے پہلی
 مٹی کا کھانے اپنے ہاتھوں سے وہ اس کے ہاتھ لگاتا
 کھانے نصرت چچی اس سے تھی دفعہ مٹی کا کھانے ہی
 تھیں اور اس کے تئیں وہ ان سے کہہ ان سے ناراض نہیں
 ان کا ردی تھی باہل قبضہ کی گئے ویسے اسے
 تھیں کھانا کھانا ہاتھ ہاتھ لیکن پھر بھی وہ ان سب میں
 ہوتے ہوئے بھی اپنی نہیں میں تھی۔

حراسی میں سو کے فون انڈر سے رہتے تھے۔ لیکن
 وہ غیر خصوص پر تھے سے وہاں سے اٹھ جاتی۔ وہ نہیں
 چاہتی تھی کہ وہ سب کے سامنے اس سے بات کرے
 اور فیروز کر بیٹھے۔ اسے یوں بھی اپنی ذات کی
 بے پروائی دکھانے تھی۔ اس کے لیے کٹیفکٹ وہ کا کھ
 لیا۔ کچھ کسی سے شیزر بھی نہیں کر سکتی تھی۔ جی کہل
 کی تھی۔ اس کے نہیں وہ نہیں چاہتی تھی کہ لگی ہی جو اس
 کی سو منے شہری۔ اپنی اٹھتیں میں ایک بار پھر
 انڈیشنوں میں پھر گیا۔ یک۔ جس سوچ کہ اندر ہی اندر
 کو حق رہتی تھی۔

اس دن بھی وہ حراسی کے پڑے سے جتن میں
 چار پانچ والے ماہی اور نصرت چچی کے پاس بیٹھی
 تھی۔ وہ سمبر کا ایک بڑا ہی پگلا سا لٹا تھا۔ انترم کرم سی

وجہ پر اجازت دے رہی تھی۔ نصرت چچی طوطے کے
 چنگیوں پر چمیل رہی جس میں ساری ہی زبان بند کر
 رہی تھی۔ جبکہ وہاں بھی کے اصرار پہاڑ سے کیڑو
 کھا رہی تھی۔ وہ بڑی خوش قسمت لگا، جو کسی مال چچی اور
 چچی کی باتوں کو نہیں سمجھا رہی تھی۔ ذاتی دوا دار ہارنگ
 رہی تھی۔ چپ گھوموں ہانگ سے تینوں کی توجہ اپنی
 طرف مبذول تھی۔
 "اگر تیرے کو تازہ تر میرے سودگی گاڑی کی ہے؟"
 "اگر تیری نے فوجی ہو کر پہلی امانت پر نظر نہیں دیا
 اور پھر خود ہی اپنی رہی میں سود اور آنا کھائی دیا تھا
 ڈارک کرے کھد کرے کیس شلوار میں اور لیور کی
 ایک پیٹ پیٹے، بیشی کی طرح وہ قدر کا سود سلام
 کرنا اور ہاں چکی کے آگے جنگ کیا اور مال ہی اسے
 گلے سے لگائے تھی درجہ تھی رہی۔"
 "اس دماغ تو میرے جیسے نہ گئے مس مستحان کا
 دیکھے؟"

"تو دونوں باتوں کو بھی تمہارے کھانے کے
 کچھ بھجوا دی ہیں۔" "ہاں ہی کے اتنے ہی نصرت چچی
 بھی کا جردن کی فوری اٹھائے ان کے ساتھ چلی
 گئیں۔
 "وہاں ہی تک ناراض ہو مجھ سے؟" "سود لے
 رہے ہاں سے سوال کیا تھا اور پھر اس سوال ہی جس
 طرح آئے اسے کٹا دیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ
 نے پھر وہاں تک ایک طرف ہی جانا تھا۔
 "دیکھو مرزا!۔" "لیکن اس کی بات اور صوری رہا
 گئی کیونکہ حرا ایک دم اور کٹر رہی گئی اور وہ وہ
 سے آئے اور جا کر کھڑا تھا۔
 "میں کیسے اپنی غلطی کا دوا کروں گا۔" "کس کی
 پشت سے ٹیک لگائے وہ رہے کرب سے سوچا تھا۔
 * * *

سلمان اور تو اس سے چھٹی رہی تھی۔ لیکن رات
 کو بیٹھی لائینی سوچوں میں اس اچھی ہوئی تھی، جب
 وہاں سے پر دستک رہے کہ سود اور اصل ہوا تھا۔ وہ
 اٹھ کر باہر چلے گئی تو سود نے اسے ہاتھ پکڑ کر روک
 لیا۔
 "مرزا! تم نے پہلا بیان کو بھی اوصاف گویا ہے تو پھر
 میرے ساتھ ایک ایسا لوگ کیوں؟"
 "اس لیے کہ پہلا بیان کے ساتھ میرا ہاں کاروشی
 نہ ہو سکا اس لیے کہ انہوں نے بھی مجھے جاننے کا
 دوا نہیں کیا لیکن آپ تو مجھے بیان تھا۔ آپ جاننے
 جانے کا دوا کرنا ہے۔ ہاتھ پکڑ کر مجھے بے اعتباری
 کی صوابی پر چلایا؟ آپ نے خود ہی پہلا بیان سے کہا تھا
 کہ جب کوئی کا رشتہ آپ سے تو وہ اس سے پوچھ کر
 خود ہی آئے تو پھر آپ آپ کی اپنی ہی بات کو
 بھول گئے اس لیے کہ میں آپ کی بوری ہوں۔ لیکن یہ
 بھی یاد رکھیں کہ ان کا بیان تھا ہے کسی کے خود
 منع کیا کہ میں نے خود ہی ہاتھ پکڑ کر اسے آئی۔ لیکن
 آپ تب سب باتوں کے لیے مجھے ہی مورد الزام
 قرار دیتے؟"

دہلی راقی تھی اور سود شرمندگی سے سر جھکا کر
 کن رہا تھا۔
 "سود! آپ نے کہا کہ میں نے پہلا بیان کو معاف کر
 دیا؟ وہ اس لیے کہ ان کا قصور نہ تھا؟ انہیں چینی نے
 بد بیان کرنے کے لیے کہا تھا اور وہ بیان مانا ہو گئے۔
 آپ بھی نہیں سمجھ سکتے تھے ان لوگوں میں مجھ سے کیا
 قیامت تھی جس میں ساتتے انہوں نے صرف ایک سیاحت
 سوچا تھا، ہاں کہ کیا میں اپنی ہی ہوں کہ نہ میرے
 باپ کو مجھ پر اعتبار ہے تو نہ میرے شوہر کو تو جب
 میں اتنی ہی رہی ہوں تو آپ کیوں مجھ سے معافی مانگ
 رہے ہیں؟
 "اس کے ساتھ ہی بھی سود کا سوال میں سے اور
 آنسو گھر کر کے لٹا ہی نہیں لے رہے تھے۔
 "حرا! تم مجھے خود بخود آپ میں کیا کہیں کہ سب کچھ
 پہلے ہی یاد ہو جائے۔" "سود نے ہی سے پوچھا تھا۔
 "کب میری زندگی سے ان لوگوں کو مدعا میں چپ
 آپ نے مجھ سے ایک خبر سونامی کے پورے میں پوچھا
 تھا۔" "کب کے حرا نے اپنے ہاتھ پکڑنے ہوئے اپنے
 آنسو صاف کیے اور خستہ میں بیٹھیں۔ سود کو آن
 سے بیکھو۔" "کبھی اتنی فوری نہ تھی۔
 "فرض کو وہاں! اگر نہیں پڑے پھر کہ فلاں لوگ
 مجھے پسند کر لیں ہے۔ مجھ سے شادی کرنا چاہتی ہے تو کیا
 تم مجھ سے کوئی سوال نہیں کوئی؟" "سود نے اپنی
 طرف سے ایک مٹی بوند لپی گئی۔
 "کیوں نہیں سوال کروا لی۔ بوری ہوں آپ کی؟"
 سوال خود کروا لی۔ لیکن پھر اس میں بھی آپ کی طرح
 نہیں ہو گئے۔ میں بھی آپ کو غصہ کیا کہ میں مدعا
 کی۔ کیوں کہ اس میں آپ کا کوئی قصور نہیں کہ کوئی
 آپ کو پسند کرنا ہے۔ میں بھی آپ کو نہیں لوگوں کی
 کہ میری غلطیوں سے دور رہا جاؤں۔" "کب کے سود کو
 اپنی دلیل میں ہی بولی گئی تھی کہ اسے پہلے کی طرح
 حرا چھوٹی نہیں لگ رہی تھی بلکہ اسے اب آپ مجھ سے
 کب بابت دے باکل سب کو یاد رکھتے۔ تو سود سے
 اٹھ کر کھڑا ہوا۔

"سود! میں ہی اس واقعہ میں سب کام تھا۔ اس
 لیے رہی ہو گئی۔" "آپ یہ تو نہیں جانتا تھا کہ حرا
 آپ کی اس بات میں ہی نہ تھی۔
 "سود! کاش اپنی جگہ لیکن اب تمہیں خیال کرنا
 چاہیے کہ حرا میں شرمندگی ہی اس رہتی ہے۔
 چینی نے شراوت سے اس کا بیان ہرا کی طرف کیا تھا؟
 نہ چاہتے ہوئے بھی وہاں بیٹھتے پھر مجھ سے ورنہ
 تو اس کا چہرہ ہر لحاظ سے اٹھ کر اپنے کمرے میں بند ہو
 جاتے۔ لیکن چینی اور مال ہی کے سامنے وہ ایسا نہیں کر
 سکتی تھی۔
 "آپ کیسی طبیعت ہے شرمندگی؟" "سود نے بیٹھے
 ہی اسے طالب کیا جو سود اور نگ کے طبیعت کے سوت
 پر ساہل اور ڈوسے بہت کمزور لگ رہی تھی۔
 "ٹھیک ہوں۔" "مرزا نے دیکھے بغیر جواب دیا تھا اور
 سود میرے امیر مل سے لے لیا گیا تھا کہ اس نے
 کرنے کے بعد حرا اپنی مرضی کو ختم کر دے گی۔ وہ
 دیکھ سے اس کے تعلق میرے دماغ کے اندر دشت کہنے
 پر مجبور تھا۔

جین تم سے ایک دیکھو ہے کہ اپنی بہت سا مایاں رکھتا۔

بے سندھاری تھی۔
"میں جی ازا کو کیا ہوا ہے؟ ہاں اس کی طبیعت زیادہ خراب ہے لہذا اسے شہر لے جاؤں۔" وہ دیکھ کر خراب ہوا اور پوچھا کہ اس کی طبیعت زیادہ خراب ہے یا تمہاری طبیعت؟
"اور سے بیٹا یہ بتاؤ مجھے نہیں ہے۔ لیکن کھانے پینے کا نام نہیں لیتی، کسی لے کڑوری کی وجہ سے بیمار ہو گیا ہے۔ ڈاکٹر بار بار تاکید کرتے ہیں کہ اپنی خوراک کا خیال رکھو، تاکہ اندر کوئی حالت ہو تب ہی تو خون بہنے کا اور صحت بھی ٹھیک ہوگی تاہم اس نے مجھے ستانے کی قسم کھاری ہے۔ اب بھی منتوں سے منتی کے دو عین نکلے ہیں۔ کل بھی صرف اس کے لیے کاجر کا ٹھونڈا بیٹا تھا لیکن اس نے ابھی تک چکھا بھی نہیں ہے۔"

ماں نے پہلے کی طرح اس سے خرابی شکایت کر دی تھی۔ وہ کسی اور کی نہ مانے لیکن سرود کی بات سے کبھی انکار نہیں کرتی تھی۔
"آپ یہ پاگل مجھے دیں، دیکھیے گا میں سارا خالی کر دوں گا۔"

نیلانے کس جھوٹک میں سرود نے ماں سے سب کا ہڈیاں پکڑ لیا اور ماں کی کہانے کے بعد خرابی نے پہلے کی طرح اس کی بات مان لی تھی۔ اس نے بڑی فوریاری سے سارا سب ختم کیا تھا۔ کیونکہ ساری رات خرابی کو سرود کی باتیں سنائی رہی تھیں۔

"ہاں اتفاقاً جو میں ان کے معلقا ہاتھ پر ان سے راضی ہو جاتی تھی، اصل تو میں نہ تھی کہ ان کی طرف سے اپنا بدل نہ صاف کر سکی۔ تمہاری بد نظریوں نے ان کی کہان کی پوری بات نہیں تھی اور ان میں مورداہرام گھروا گیا۔ وہ سننے والی لگ رہے تھے اور میرا دل پھر بھی نہ ٹھیک۔ آئندہ وہ کچھ کہیں گے، یہ ان کی ہے۔" ماں کی بیٹی بھی عجیب دینا ہے۔ یہی خرابی جو کل تک سرود کو مورداہرام گھروا رہی تھی اور آج اسے اپنا آپ نطفہ لگ رہا تھا۔

"خواب تم نے میری وجہ سے نیشن لی ہے، اور یہ بتاؤ یوں ہی ہو۔ لیکن آج میں کو شش کروں گا کہ چلا جاؤں۔"

ساستی

کام

خواب سے ہی خیالوں میں تم تھی، اب اسے سرود کے یہ الفاظ سنائی دیتے تھے کہ اگر وہ نہیں چاہنے کے لیے اٹھ کھڑا ہو۔ لیکن خرابی نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ سرود نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھا تھا۔
"سرود! آپ کب مر رہے تھے کہ آپ کا بھروسہ بغیر کوئی رشتہ نہیں، تو میں آپ سے واضح کروں کہ یہاں جان تو صرف آپ سے ہے، ہمارے گھر میں اور آپ کے پیلا جان ہیں، جبکہ ماں بھی مجھے سے پہلے اور مجھ سے زیادہ آپ سے پیار کرتی ہیں۔ تو پھر اگلے آپ نہیں، اگلے تو میں ہوں، یا میرے پاس تو صرف آپ ہیں۔ اس لیے تو میں آپ کی ذرا سی بھی بے اعتنائی اور بدگمانی برداشت نہیں کر سکتی۔" آنکھوں کے کنارے سے پھینکنے لگے تھے۔ سرود کو تو یہ کھیلنا اور لگ رہی تھی۔
"خواب تم نے مجھے صاف کر دیا؟" سرود کی طرح ایک دم اس کے پاس چند گہرا تہ پکڑتے ہوئے خوشی سے بولا۔

"آپ آج پہلے جا سکیں گے تو کیا خرابی نہیں پھوڑ جا سکتی ہے؟" جب کہ وہ خرابی سے بولی تھی۔
"ہرگز نہیں، تمہیں تو میں کبھی خود سے جدا نہ کروں۔ تمہیں انداز ہی نہیں کہ تم میرے لیے کیا ہو۔ پتہ ہے خرابی تم کو کون سی آہیں دیکھتے ہیں گا جیسے میری زندگی میں کبھی بھی نہیں رہا۔ میں نے آج سے پہلے خود کو اتنا تمہا کبھی بھی محسوس نہیں کیا۔ مجھے اتنا کچھ کبھی نہیں ہوا، جتنا تمہاری بارگاہی سے ہوا۔"

سرود کو بھی بہت کچھ کہہ دیا تھا اور خرابی نے اس کی لاش سسکا رہی تھی۔ اسے سرود ہی تھی۔ وہ اپنا گھر سرود کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ پتہ تو شہ سے چھٹک ہوئی اور بھی خوب موروت لگ رہی تھی۔
وہ سوچ رہی تھی کہ جن سے پیار کیا جاتا ہے، پتہ ہمارے اپنے ہوتے ہیں، ہمیں اپنی کھلی سٹونارے کا موقع دینا چاہیے۔ کیونکہ اسی میں تو ہماری اپنی کسی خوشی کو شہ ہوتی ہے۔

میری سچا کھانا

غریب گھرانے میں پیدا ہونے والی سارا کو اپنی خوب صورتی پرست نور ہے۔ لیکن کامنٹیٹی اور خود خوب صورت ہونے کے عمل غریب ہونے کی بنا پر ٹھکرا گیا۔ اگرچہ نواز اکرم کا پورا خاندان اور وہ خود معمولی شکل کے تھے۔ لیکن سارے پورے خاندان سے گھر لے کر ان سے ٹھکرا لیا۔ لیکن، سچی نواز اکرم کو وہ قاتل بنا جس کے ساتھ سچے سچے سارے خاندان نے اپنی بیٹی میں ماہین سے صرف اس لیے نفرت سے کہہ دیا کہ وہ کل اور صورت میں دلا خالص پڑی ہے۔ لیکن چھوٹی بیٹی سرب اہل ان کا پر تو ہے۔ سارا طوطی اور میرپ ہر وقت ماہین کو اس کی کم صورتی کا احساس دلاتی رات ہی ہیں۔ جس سے ماہین اپنے رعب کے معاملے میں حواس ہو گئی ہے۔ وہ توں سچوں میں اہل نہیں تھی اس کی والدہ صحت رکھتے تھے۔ لیکن ہر وقت کی تنہا اور رشتوں سے والی کر نہیں آ کر رہتی ہے اور جیسے ہوتی ہے۔ گھر میں وہ نواز اکرم کے قریب ہے۔ لیکن ہر وقت کی تنہا اور رشتوں سے اٹھانے کے لیے نفسیاتی طور پر تھکا کر ڈالا ہے۔ نواز اکرم کی ماں ٹروت بھی اس سے محبت کرتی ہے۔ لیکن سارا طوطی کے بارہ اسلوب کے باعث مہائی کے گرتنے سے گھڑائی ہے۔

میرپ کے لیے نواز اکرم کے دلورٹ رضال اپنے بیٹے کا رشتہ دیتے ہیں تو میرپ اسے گھرا رہتی ہے۔ سارا کا ایک ذاتی طور پر گھور مہائی شہزاد ہے جس کی گفتگواری ماہین سے ہر وقت سارا کے ہر کی گئی ہے۔ اسے تو اور گھری کا اور مشورہ دینے کا شیق ہے۔ ماہین شہزاد کو ماہین سے خاص اہمیت ہے۔ ہر دیکر تو کوں کی طرح اس میں ڈالنے کے بجائے ان کا خیال رکھتی ہے۔

تاریخ



قافری اپنے شہر ریاض کے انتقال کے بعد دوا دینا ضروری ہے۔ اسے چھ ماہ تک اپنے نئے کاشت کاروں میں کسی ریتلے ٹیکہ والے اس موصل پر اسے غماخ چھوڑ دیتے ہیں، جس کا نام کاغذ اٹانے ہوتے ریاض کے بچپن کا دوست اقبال کاشف کو اپنی کاشی چڑکی کاغذ سے متاثر کر لیتا ہے۔ سلامت کی تکلیفی کا احساس اور غم کو اس وقت ہو گا جب نئے کاشت کار اقبال سے شادی کا مشورہ دیا جائے۔ غماخ فرما دے، احساس ہوتی ہے کہ وہ اقبال سے دور ہے، لیکن کاشف کا قبل اقبال کے خلاف پھینکنے کو تیار نہیں۔ بیٹے کو مجبور کرنے دینا اقبال سے معتقد جان کر کتنی ہے۔

شادی کے فوراً بعد اقبال اجمالی کا نام لیا کر جو کاشف کے اور اس کے نئے نئے اقبال کے نئے نئے اقبال کے نئے نئے اقبال کی نوکری پر ہی ہر ایک ہے۔ ایک وقت آئے کہ کاشف کو اپنا گھر چھوڑنا پڑا، اسے وہ نواز کر کم کے صلہ بطور انورٹن ٹرک کام کر کے باؤ بھی کھاری میں دیا۔ اسے اور پورے نواز اور غم کی لٹیٹھی کا مشورہ دیا ہے۔ اس میں ہر نئی کاشف ایسے ہیٹلے سے روکے ہوئے ہے۔ قافری کے اقبال کی غیر انطوائی نگر میں ان کا نقل و حرکت ہیں۔

(اب آگے ہے)

آٹھویں باب

بھنگو کا قافلہ

”میں نے اسے کیا کہا تھا؟“

احقر نے ذہن پر نو دوسے کر سوسے کی کوشش کی مگر اسے کوئی بھی ایسی بات یاد نہیں آئی کہ وہ ثروت کو ہائی کی سنے ہوئی کی وجہ بتا سکتا۔ اٹھانا بیانی ہی اس پر برکت پڑی تھی۔

”قوم ہو وہ شخص جس نے مجھ سے شادی کی ہے۔“

اسنے عقابوف کے جواب میں ایسی عزت افزائی اس نے ٹھیک کر سائے کوئی لڑکی کو دیکھا جواب اس کی بیوی کی گور میں پر وہ ہر طرح سے حق رکھتا تھا۔

”کیا۔۔۔ جناب کو احمد اور انہم کہتے ہیں اور اب آپ ماہین ہیں۔“

”جیسے احمد ہے۔“

اقبال عارضہ میرے لیے کاشف کے چھڑنے سے بڑھ کر ہے۔ تم! میرے دل نالغ زندگی اور خواہش پر اسی کاغذ سے اور وہی میرے لیے سب کچھ ہے۔

وہ شدت جذبیت سے کاشف وہی تھی سامنے ہے سائنٹسٹ اپنا ہاتھ اسے قافری سے لے آگے چھلایا تھا۔ جسے اس نے بھی لے کر وہی لودے ہوئی کے

دو دن لہاؤتے چکھتے۔

”چھوڑو بھنگو، چھوڑو میں تمہیں جان سے مار دلاں گی، تمہیں میرے کاشی کو مجھ سے چھوڑ دیا ہے۔ میں تمہیں اس کے بغیر نہیں رہ سکتی۔“

وہ وہی طرح چینی، اٹلی، چکنی، ہولی خود کو آواز کرانے کی کوشش میں ہے ہوش ہو کر گھر گھر کے بازاروں میں جھول گئی تھی اور خواہ پانچ ماہ بعد لودے ”قافری“ ثروت کو پکارا۔

وہ رات کے انتہائی گھبراہٹ نوبت کے باہر ایک بیٹھ کر کھینچی گئی تھی۔

کیا عجیب موڑ تھا یہ زندگی میں اور کسی حیرت انگیز حتمی ہے رات۔ ماہین نے اس کا اٹھا تک نالغ۔ وہ دو اس شادی میں شریک ہونے کا قافلہ

ماہین کے ساتھ ہونے والی زیادتی پر اس کی جگہ کوئی بھی ہو کا شاید یہی کہہ کر اس کی لعل شخص پر وہی نہیں تھا۔ وہ ثروت سے متاثر تھا اور ماہین کا نالغ ثروت کی تھی۔

”مجھے اس کی کو محبت اور اچھوڑنا ہو گا کہ قوم زادوں پر اس کا انورٹن ہاتھ چلائے گا۔“

اس نے آئی کی بڑے باہوش کر غلطہ کیا۔

”ماہین! تمہیں اپنے آپ کو سنبھالنا ہو گا لایا۔ اب تک چلے گا۔“ ثروت نے ماہین کا ہاتھ تھام کر بے حد تپتی آنکھوں میں کاشف کا قافلہ دیا۔ ماہین نے اسے جن نکلواں سے دیکھا تھا، روت کابل کیا تھا۔

”میری جان!۔۔۔“ ثروت کی بات پر میان میں ہی لگتی تھی۔

”چھوڑو! سو سے عزت بچانے کے لیے کیے جاتے ہیں۔ ضروری نہیں کہ وہ ہمارے لیے خوشیوں کے ضامن بھی بن جائیں۔“ اس نے میری سے ثروت کی بات کٹی۔

”کیا سونہی تمہیں اور تمہارے پاس مقدس ہے؟“

اس کے ساتھ ہونے والا عارضہ بہت بڑا قافلہ گھربا دے زخمی کی بجائے اسے اپنی زندگی کے نئے پہلو پر غور کرنا چاہیے۔ قافری جس پر اس نے سب تک نہیں سوچا تھا۔ وہ اپنی ہی لے میں گرفتار تھی، جب کاشف نے اسے چھوڑا تھا۔

بے چینی کا وہ دکھ ہے اسے اس کے پاس جا کر ہی
تین تین گئے گا کہ اب اس کی زندگی میں کاشف کی کیسی
جگہ نہیں ہے بلکہ اب تو اس ہی اس کا نصیب
ہے۔

”صبح کب رہی ہو۔ ویسے بھی وہ بہت چھوڑا سمجھا جا
لگا ہے اس بے وقوف کو تو شکر دارا کرنا چاہیے کہ
اسے اتنا چھوڑا دھا کھنا بند کر گیا ہے اور وہ کاشف
یہ کہ اس پر کس کے لالچی کھانا انسان شکر ہے جان
چھوٹ گئی ہے۔ جس کو چھوڑا گیا۔“

سارا طوطی نے بے حد غصت سے دونوں ہاتھ جھما
کر کہا کاشف کو بھی وہ اصل سمجھ کر چھوڑا تھا۔
”ہاں۔ مہلی کی تو تازہی نکل آئی ہے کہ میں
کاشف کیسا امیر۔“ میرب کے لیے جس کا سا
مادار اور احساس تھا۔ سار نے چونک کر اسے دیکھا۔

”تم جیلس ہو رہی ہو میرب! ارے بھئی وہ
تمہارے کیاں واسطی ہے ایسی بھی متاثر نہیں کر
تا ہے۔“ سارا کی طرف پر میرب بے سادہ کسی
توجہ۔

”وہ تو آزاد فون کیا۔ لہذا کہتے تھے کہ اب میرب بھی جان
گیا ہو۔ پھر تو میں تمہاری رخصتی سے کئی مہینے کو
رخصت کر دیا۔“ سار نے سکل فون پر لبو کیہ کر
لے بیٹا اور سماج کل کان سے لگا لیا۔
”ہاں نواز۔ ہوئی ایرا ایم صاحب سے بات؟“

اس نے چھوٹی سی پوچھا۔
”ہاں ہوئی ہے۔ وہ راضی ہیں۔ دس دن بعد وہ
کو گسارت لے کر آئیں گے۔“
”لو۔ یہ تو بہت خوشی کی بات ہے کہ رخصت۔
مگر حرم نہیں بتا دیتے کہ زیادہ شور شراب نہ ہو اور پرائی
ہی بہت کم ہوں۔ اس دو چار بندے کو رخصتی ہی تو کرنی
ہے ہم نے۔“ سارا کی بات پر نواز نے کھراساس لیا
تھا۔

”ہاں وہ خود بھی زیادہ شور شراب سے قائل نہیں
ہیں۔ بے فکر نہ ہو۔ چند لوگ ہی ہوں گے۔“ نواز آکر

”میں تمہاری بے نیکی سمجھ سکتی ہوں۔ اور اب
جس پر زیادہ زحمت اٹھانا نہیں ہے۔ لہذا تاکہ سارا
ملاحظہ فرمائیے۔“
سارا طوطی کو اسے دیکھ کر اس نے جان بوجھ کر رزور
سے کہا تھا کہ اس تک یہ بات پہنچ جائے۔

”ارے کیاں۔ میں بھربھات کر لائی۔ ہائے۔“
اس نے فخر سے کہا کہ کہیں کو نہ کھلا۔
”کیا کہہ رہا تھا کیاں۔“ سار نے ہنستے ہوئے
میگزین اٹھایا اور مئی 2011ء کا پاجانے لینے لگی۔
”کہہ رہا تھا کیاں کی وجہ سے ہماری شادی بہت
لدھ ہو گئی ہے۔“

”میں نے سزا کیوں دی جا رہی ہے۔“
”ہا۔۔۔ سار نے بے سادہ فقہہ لگایا تھا۔
”میرا؟ ارے بھئی یہ تو بڑا حسین انتظار ہوتا ہے۔ سزا
میں سے۔“

”لہذا سزا کی بجائی میں یہ انتظار حسین ہو جاوگا۔
آج کل تو انہیں بہت کاشف ہے انتظار سراسر زحمت
لگتا ہے۔“
”تو یہ ہے واقعی آج کل کے بیٹے تو بالکل نہیں
شولہ۔ ڈونٹ ڈری یہی جاننا ہے۔ ڈونٹ مہا جن کو لے
کر جا رہی ہے اس کے ہاتھ میں شادی کی ڈنٹ
رکھو ہاں۔“

”یعنی پاجانے اس شادی میں شامل نہیں ہوگی؟ وہ
یکدم سوچ گئی ہو سکتی۔
”نہیں بھئی۔ تمہیں معلوم تو ہے۔ کتنی مشکل
سے اس کا ایئر لائن کو بھرتہ ہوا ہے اب وہ شادی کا
بچھو کر اور دیکھ کر ایئر لائن وہاں نہ خواہیں کھو رہے۔“

”تو ہم انتظار کس بات کا ہے۔ اس کی رخصتی
کر دیں۔ خودی غصہ ہو جائے گا۔“
”میں تو خودی چاہتی ہوں مگر نواز آکر کا لہذا کم
ہونے میں نہیں اہلہ۔ اتنا ہے یہ عمل صحت یاب
ہو جائے پھر رخصتی کریں گا۔“

”اس کی صحت بگڑی رہی میں نہیں ہوگی۔“

”اب کیا چاہتی ہیں کاشف کے بعد اور بھی مجھے
چھوڑ جائے؟“
”اللہ نہ کہے۔ کیوں چھوڑے گا وہ
تمہیں؟ ڈونٹ سے فوراً نکلا۔“

”میں کل پر وہ میرا صاحب سے بات کروں گی۔ نواز
بھائی تمہارے بعد میرب کی شادی بھی کرنا چاہتے
ہیں۔ وہ لوگ بھی ڈونٹ سے نہہ ہیں مہا! تمہیں
سب کو کوئی تاہو گا پاپیز۔“

ڈونٹ سے جا رہے انداز میں اس سے اتفاق کی
تھی۔ پاجانے نے جواباً ”چو کہ میں کہا میں خاموشی سے
سر ہٹا لیا تھا اور ڈونٹ سے لے کر اس کی خاموشی بھی
بہت حوصلہ افزا بھی کہ وہ تو پچھلے ڈونٹ سے ہر طرح
سے سمجھانے کے باوجود کاشف والے معاملے کو کھول
میں سکتی تھی۔“

اب سب کی یہی رائے تھی کہ اس کی جلد از جلد
رخصتی کر دی جائے تاکہ اسے اپنے ساتھ رہنے کا
موقع ملے اور وہ دونوں ایک ساتھ رہے۔



”تمہاری بہن تمہارا مسئلہ ہے۔ میرا نہیں سوار
کتنا انتظار کریں یا اور تمہارے ہاتھ سے ہٹ کر وہ جگہ
سے نہیں کہ تمہاری ملائی تمہارے گھر میں کل ان
کل ہیں۔“

کیاں نے ہنستے ہوئے طنز کیا۔ میرب نے تنگی سے
منہ پور کر کیاں کو طنز کرنے کی بہت عادت تھی اس
وقت سے پاجانے پر اور بھی غصہ آتا تھا کہ اس کی وجہ
سے اسے کیاں کے ساتھ ڈونٹ سے اٹھانا پڑتی تھی۔

”ڈونٹ ڈری۔ بہت جلد ہی تمہاری طیارہ ماروا
پوری ہو جائے گی۔“ کیونکہ آج ہی ملانے ہائے کہ
وہ ہے کہ اب اس کے ہفتے تمہارے گھر جائیں گے۔“
”اللہ وہ وقت جلد لائے۔“ کیاں نے بظاہر ہنستے

ہوئے کہا تھا ”مگر وہ اس کے لیے میں چھاپا طنز
میرب کھلی سمجھ رہی تھی۔“

نے سجدی کے سر مارا تو بتایا تھا۔
 "اور ہوئی۔" جھماکو نواز۔ نظر لگ جاتی ہے۔
 نواز شو شٹائی کیا ضرورت ہے کاشف کی دفعہ میں تم
 نے پوری دنیا کو نوازنا کر لیا تھا۔ پورے شکر المانع
 دے دی گئی اور پھر کیا نکالنا ہے۔ ابھی یہ کام چھپ
 چاہ کر لو۔ کسی کو بھی بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔
 لو کہ بات میں کسی تم کو سمجھ رہے ہو یا نہیں بات؟
 سارا نے بل بھر میں نواز کے لیے جسے چھی ہارنا
 کر کے کہا تھا۔

نکل گیا ہے۔
 "ہر دو سہول کے لیے کرنا ہوتا ہے۔ وہ خودی
 میں جا کر آئے۔" ثروت نے بیٹ کی تمہید مانگی۔
 وہ سامنے سر جھانکے کم صبر بیٹھی تھی۔
 "جی، تمہیں لاکھ زندگی بھر کے لیے کافی نہیں
 ہوتے۔ لیکن میں کر لے گا۔ وہ جب تک انسان
 خود نہ کائے برکت میں ہوتی بیٹھے جھانے تو وہ
 خزانہ بھی تھم کر لیتے ہیں لو کہ اور لوٹ مار کا یہ تو اور
 بھی ملدی نظر ہوتے۔ وہ خوش نہیں رہتے۔ وہ
 بھی کسی سکھ اور سکون کی زندگی میں گزارے گا۔
 اور وہ اس کے ساتھ اس جرم میں برابر کی شریک ہے۔
 وہ بھی جب چاہے ختم ہو جائے گا۔ تمہیں چھوڑ کر یہاں
 چاہے گی۔ یہاں کا گناہ ہمیشہ رہا ہوتا ہے۔"
 "چھوڑا اور کئی نصیحت نہ کی ہے تو وہ بھی کریں۔"
 اس نے سانس بند چھپکے سے اس کو دیکھ کر کہا تھا۔
 ثروت اس کی کٹنگ کو محسوس کر کے ہولے سے ہنسی
 مکی۔

شاہنگ میں کیا ہے۔
 "جس میں ہمیں کھولنے کی پھوپھو! میں ہمیں ہوں"
 دیکھی رہی ہوں گی۔" اس نے صحت دھری سے کہہ کر
 رخ موڑا۔
 ثروت نے سانس لیا۔ ایک گمراہ سانس لیا۔ یہ تو اس
 کا پتا تھا۔ شروع ہو گیا تھا۔
 "نہی نے بھی اسے اتنا لگا نہیں کیا تھا۔ جتنا ان
 دونوں ستارہ تھی۔ وہ فکر مند سی بیٹھی ہوئی تھی جب
 نواز اور کام کا فون کیا۔
 "ہاں ثروت! میں کسی سے یہ سلام دعا کے بعد
 اس نے بے چوچہ تھا۔
 "ٹھیک ہے، تمہیں یاد کرنا ہے۔ تم آئے
 نہیں۔"
 "ہاں میں نے اتنا تھا۔ ایک ضروری کام کی وجہ سے
 نہ آسک۔ صبح کوں گ۔"
 "نواز۔ اس نے کٹنگ سے اسے جتایا۔
 "تمہیں یہاں آنے کے لیے اس وقت کا ٹاکنہ ہے
 کا کام ہے۔ اور باہر دونوں تھماری بیٹیاں ہیں اور ان
 دنوں لہجے کو تھماری نوازہ ضرورت ہے۔ وہ تمہیں سے
 پہلے ہی تمہیں نے اسے مارا کے کتنے پر عمر سے نکال دیا
 ہے۔ جبکہ ان دنوں لڑکیاں اپنے والدین سے نوازہ
 قریب رہنا چاہتی ہیں۔ چھوڑنے کے قصور سے ہی ان
 کا دل کاٹتا ہے اور وہ تمہیں سے گلے کی اس پر دانی
 نے باقی کو بھی اس اجنبیت کا احساس دلایا ہے کہ وہ
 والدین کے نزدیک اہم نہیں ہے اور نہ وہ اس سے
 محبت کرتے ہیں۔"
 وہ ہنسی جھانکی تھی۔
 "یہاں میں ہے ثروت! ایسا نکل نہیں ہے۔ میں
 نے اسے تھمے ساتھ اس کے لیے جھانکے سے کہ اسے
 کسی کی کا احساس نہ ہو۔ وہ تم سے محبت کرتی
 ہے اور تم سے آئے۔ اس وقت کے ہارے میں نوازہ
 بڑھ چکی ہے۔ وہی طور پر تیار کر سکتی ہو۔ مجھے اپنی
 لہجے کا احساس ہے۔ ثروت۔"
 نوازہ کو کم سے کم میں اپنی بیٹی اور لہجہ چاری

تمہی۔ ثروت نے سانس نہ کر سکی تھی۔
 "اس کے سرباب کچھ ہی دن کے لیے نوازہ
 چکر لگا کر آئے۔"
 "ٹھیک ہے ثروت! میں نوازہ آج لیا کروں گا۔
 خوش تو ہے۔ ہاں۔ میرا مطلب۔"
 "خوش تو نہیں مگر بڑے۔" منہیل جانے گی تو
 ٹھیک ہو جائے گی اور خوش بھی رہے گی۔"
 "میں شادمان۔"
 "ثروت نے فون رکھ دیا۔ اسے وہ سوچ رہی تھی کہ
 باہر آنے کے آئے والوں کے لیے تیار کرے۔
 "ثروت کو اگر یہاں بلایا جائے تو وہ شاہنگ بھی کرنا
 دے گی اور باہر میں کابل میں بل جائے گا۔" یکدم
 اس کے ذہن میں ایک خیال آیا اور فوراً "ہی اس نے
 اس پر بھی عمل کر لیا۔
 "میں آج نہیں کی پھوپھو۔" اس نے بیٹی کو مہوشی
 سے جواب دیا تھا اور اس کے جواب سے وہ صحت
 مطمئن ہوئی تھی۔

"تو میں ٹھیک ہے ابھی وہ ثروت کے ساتھ رہ کر
 اپنی کچھ تیار کر لے گی۔" سارا نے یہ مسئلہ بھی حل
 کر لیا۔
 "ٹھیک ہے۔" وہ یہ آٹھ دن دن اپنی بیٹی کے
 ساتھ گزارنا چاہتا تھا مگر سارا کی بات سے انکار کی اس
 میں جرات نہ تھی۔
 "ادو کے ہلے۔" سارا نے فون بند کر کے میرب کو
 دیکھا اور سکر آوی۔
 "تھک سکتے ہیں۔" وہ صحت دھری سے کہنے لگی۔
 پوچھو مجھے ابھی کی ہے انتظار تھی۔ اب تم کیا ان کو
 مبارکباد دے سکتی ہو۔"
 وہ خوف نہ ہی گھر چھری لے کر گئی تھی۔ میرب
 نے جیت سے اسے دیکھا۔
 "وہ اپنے آڈو نے وہاں بلاتے ہیں۔ میں سے بلانا
 ثروت پھوپھو اس لڑکے کو ہرگز نہیں چھوڑیں گی۔ اگر
 وہ بھی بھاگ کر لے۔"
 میرب کی بات پر سارا نے ہنسنے ہوئے سر ہرایا۔
 "پھوپھو اس لڑکے سے میرب چاہتی ہیں۔ وہوں۔" خالد سے
 کہو، میرب کی گاڑی صاف کر دے۔ مجھے شہر میں شہناز
 پر بھی کسی طرف جانا ہے۔" سارا نے بل بھر میں کہتی تھی۔
 کرنے کی چاہ رہی ہے اور میرب نہیں کی بات کر

تو پھر تم میری بات کو بھینچ نہیں سکتے ہو۔
 تھماری اتنی ہوئی صورت اور تم وہ حالت میں
 بیٹھنا کر رہتی ہے۔ احساس جرم میں جھکا کر رہتی ہے۔
 تمہیں اس جرم سے کافی نہیں ہیں۔ اور تم
 بھینچ ہو کر کاشف اور وہی تھمے جرم میں تو کھر
 مت لو۔ انہیں سڑانے کی اور ضرورت ہے۔ نوازہ
 ہوائی ہے نہیں میں ہیضہ آئی کر گزاری ہے۔ یہ بچا
 گیا ہے اسے سخت سڑا ہے۔ ٹھیک ہے۔ تم۔"
 "پھوپھو اس کی سڑا میری ہے سڑا کم کر سکتی گی
 ہائی نے ایسے سے پوچھا تھا۔
 "مجم کو جرم کی سڑا ملنی چاہیے۔" ثروت اسے
 ہر طرح سے مطمئن کرنا چاہتی تھی۔
 "تم ہی بات چھوڑو۔ زندگی کسی ایک شخص پر ختم
 نہیں ہو جاتی ہے۔ آگے بڑھو۔ اس کے سر چھو جائیں اور صرف
 ایک ہنسنے بعد تھماری رشتہ سے اور تھماری

وہ بھی میرب کی بات کو بھینچ نہیں سکتے ہو۔
 تھماری اتنی ہوئی صورت اور تم وہ حالت میں
 بیٹھنا کر رہتی ہے۔ احساس جرم میں جھکا کر رہتی ہے۔
 تمہیں اس جرم سے کافی نہیں ہیں۔ اور تم
 بھینچ ہو کر کاشف اور وہی تھمے جرم میں تو کھر
 مت لو۔ انہیں سڑانے کی اور ضرورت ہے۔ نوازہ
 ہوائی ہے نہیں میں ہیضہ آئی کر گزاری ہے۔ یہ بچا
 گیا ہے اسے سخت سڑا ہے۔ ٹھیک ہے۔ تم۔"
 "پھوپھو اس کی سڑا میری ہے سڑا کم کر سکتی گی
 ہائی نے ایسے سے پوچھا تھا۔
 "مجم کو جرم کی سڑا ملنی چاہیے۔" ثروت اسے
 ہر طرح سے مطمئن کرنا چاہتی تھی۔
 "تم ہی بات چھوڑو۔ زندگی کسی ایک شخص پر ختم
 نہیں ہو جاتی ہے۔ آگے بڑھو۔ اس کے سر چھو جائیں اور صرف
 ایک ہنسنے بعد تھماری رشتہ سے اور تھماری

رفتہ کے آنے سے مت ڈانڈو۔ وہاں۔ دونوں
 اٹھنے کہا کھانسی تھی۔ اٹھنے سوئی تھیں۔ اٹھنے ہی
 شاہنگ میں جاتی تھیں۔ ثروت بہت مطمئن تھی۔
 اسے وہ سونے سے اسے اسکل کا چکر لگائی تھی۔
 نوازہ اور بھی روڈانہ چکر لگائے تھا اور باہر میں کو مطمئن اور
 بڑی کی طرف کھنوں پر دیکھ کر خوش ہو گیا تھا۔
 لہجے سارا صرف ایک بار ہی آئی تھی، مصلحت
 مسئلہ کے لیے وہ بھی شاید نوازہ کو کم سے کم نوازہ
 دینے پر۔ ثروت کے کہہ دینے کے لیے بھی صحت کو آئی تھی۔
 میرب لہجے ایک بار بھی نہیں آئی تھی اور بھول
 سارا "وہ بھی تو اپنی شہدائی کی تیاریوں میں مصروف ہے
 وقت ہی کہاں مٹا ہے۔"
 ثروت نے وہ بارہ میرب کے ہارے میں سوال
 نہیں کیا تھا اور سارا کو کہنے کا کاغذ بھی کیا تھا۔ نہ تو
 میرب کے آنے سے باہر کو فون پر تھا اور نہ ہی

”فہمہ“ کرکھیں میرے پاس سو تینوں کے باہر دل
 شربت میں وہی پختہ ہو کر لوں گی مالک۔
 ”کو“ جھانک رہی تھی کاوا لیا ملا لیا نہیں ہوگا
 تم نے اپنی فریڈگی شادی پر جو سوخ اور میز چڑھا ڈالوایا
 تھا نہ وہ پین لیکہ۔ سارا نے اسے سمجھاتے ہوئے
 اپنا اکتھب کی تاجا تھا۔ میرے نے منہ تھام کر کہا
 دیکھا کچھ سوچ کر سر ہلایا تھا۔



”میرے دو لہو ایشاد اور سوت ہے یہ تو اور بہت قیمتی
 ہے۔“
 امیر کی طرف سے آنے والی خبر اور سچ تم خواب
 کے بعد کس اور خوب صورت خوابوں کے سوت کو
 دیکھ کر رفت نے بے سارنہ تعریف کی تھی۔ اس نے
 ایک نظر اس پر ڈالی۔
 ”ہی! اس بڑے کو سنہیل کر رکھنا۔ یہ بعد میں
 میں لے لوں گی۔“ اس کی توجیہ کی طرح نیت خراب
 ہوئی۔

”مجھے لے لو۔“ اس نے اور ڈالی سے دوڑے گا کونا
 اٹھا کر اس کی جانب بیچکا۔ رفت نے لڑ کر اسے
 دیکھ لیا۔
 ”ہائے! اللہ نہ کرے۔“ ابھی کیوں لے لوں۔ یہ
 تمہارا ہے۔ تمہاری مندی کا۔ اللہ تمہارے نصیب
 ایسے کرے گا میں تو فتنکلم کے بعد کی بات کر رہی
 تھی سو بے ساری اترت جیت کا علم ہو۔“
 ”مجھے نہیں پتا ہے۔“ اس نے خندی بھراؤ میں
 منہ موڑ کر کہا اسے اپنا ٹیبلہ ستیا تھا۔

”تم اب مجھ سے مار کھو گی ہی، اگر کرتے میری
 بات نہ تھی تو میں ابھی سارا تائی کو بلاتی ہوں۔“ اس
 نے فہمہ اور جہیزہ ہنست سے دیکھی ہی۔
 ”تم؟“ تم کیا جانتی ہو۔ میں ان کی بات مان لوں گی؟
 کبھی بھی نہیں۔ کیا کیا ہے انہوں نے میرے لیے جو
 میں ان کی بات مان لی۔“ اس نے سارا کا نام سن کر
 مزہ چلایا ہونگے۔

”پھر اتنے لمبی تک کپڑے نہیں بدلے۔ سب
 ہاتھ رسا رہا انتظار کر رہے ہیں۔“ سارا طوطی اپنی خوب
 صورت بچے کے بڑبڑاؤ سے ہلکا سا ماسیجی سستی
 اور تکی اور تنیدی نکھولنے سے ان دونوں کو دیکھا
 تھا۔
 ”مئی اتنی سی۔۔۔ ابھی آتے ہیں۔ ابھی یہ کپڑے
 رفت سہا اور کچھ کرکیش کی طرح پہنکا ہوا کٹا کٹا
 ہوئی تھی سہا نے ایک نظر اس پر ڈالی۔ پھر سارا کو
 دیکھا اور اٹھ کر کھڑی ہوئی۔

”میں تیار ہوں بیٹے۔“ سارا نے اٹھ کر سر تپا
 اسے دیکھ لیا۔ منہ اٹھارے اٹھارے اور سلی ہوئی ابھی اتنی
 قیاس میں کسے تمہاری نکھیں ابھر کر آئی ہیں۔
 ”میں بیٹے میں؟“ آئینہ نہ کھاتے تم نے چلو جاؤ گی
 سے کپڑے بدل دو اور رفت اس کا منہ ٹھیک کر کے
 پاؤڑ لگاؤ۔ ڈنگ لگا دیا ہے۔ کو کچھ سرمہ سناؤ تمہاری
 باہر اس کے توتوں۔ چلو جاؤ گی سے کچھ بدل دو اور تیار ہو
 کر باہر جاؤ گی۔

”وہی ایسے ہی کی ایک تھی۔“ ایک تڑپاڑتے اس
 پر تنید اور ڈانٹ نہ کر کے سارا مٹی کا لہ بسترہ اور
 باہر کی جانب پھوٹ گئی۔ جاتے جاتے دوڑاڑے کے
 دو تیار ہو کر کھڑے ہوئے اور اسے دیکھا تھا۔
 ”تم ابھی ابھی تک وہی تھی کھڑی ہو۔“ سارا نے اسے
 کی طرف سزا کے کڑی رفت کو ہورڈ۔
 ”مئی۔۔۔ مئی وہ میں۔“ رفت نے ہلکے پوٹھلاٹ
 کے ہائی کاٹھا اوپن اپنے سر پر لیا تھا۔ سارا نے
 اسے گھور لیا۔

”میں نے تمہیں تیار ہونے کو میں کہا ہے۔ تمہارا
 کمرے ہارے آؤ۔ اور تمہاری طرح کھڑی ہو۔“
 اس نے اس کی جانب حوجہ ہوئی تھی۔ اور اس سے گل کہ وہ
 زعلی میں روزانہ ایسے چلنے ہیں کہ ہم انہی
 اصلاح کر سکیں۔“
 ”ہاں نے پہلوں کے گھبرے اٹھا کر دوڑ پھینک
 دیے۔“

”زندگی میں روزانہ ایسے دکھ بھی تو میں نے کئی
 کی۔“
 ”مائی اللہ کے واسطے تیار ہو جاؤ۔ ورنہ تمہاری ماما
 مجھے بہت ڈر لگتا ہے ان سے۔“ وہ مجھے بہت ہنسا میں
 کی۔
 ”بہت چڑیل۔“ اس نے۔ رفت کو گھورا
 سے چاری کھراہٹ میں منوٹ نہ کر کا فرق بھی معلوم
 کئی تھی۔

”جو تھی چڑیل چڑیا سب کچھ میرے لے میری
 ماما اور نہ وہ ابھی بدافعال۔“
 ”تم ڈرتی ہو ان سے۔ میں نے ماما سے ڈرنا چھوڑ
 دیا ہے۔ کچھ نہیں ہے ہی وہ مجھے ڈرا دیکھا ہی ہیں۔
 ڈانٹا نہ کر رہی ہیں۔“ مراب نہیں۔ انہوں نے جو
 کرکے کر گئے۔ میں اسی بیٹے میں۔ ان ہی پر کھول میں
 باہر چاری ہوئی۔
 وہ اٹھ اور تھی لیسے میں کہہ کر کہا میری جانب چاری
 تھی۔ رفت نے ٹپک کر اسے پکڑا تھا۔

”میں چاری ہو۔“ اس نے بیٹے میں۔ اللہ کے لیے
 اپنی آواز۔
 ”چھوڑ دو مجھے۔“ اس نے اپنا بازو ایک دھککے سے
 چڑھا اور باہر نکل گئی تھی۔ راولپوری میوڑ کر کے وہ باہر
 آئی اور آواز سے نواز کے ہونے کی تواؤ تکی تھی۔
 ”روٹھیر مناب ایش توپ کا یہ احسان عرب مبر
 نہیں اس کا۔ کہہ نہ۔“
 اسی بل نواز اور کم کی نظر ڈانچ کے سفید جالی وار
 پردے کے نیچے کھڑی ماما ہیں۔ بڑی کھورا اس نے فوراً
 کھراہٹ سے ٹوٹ کر کھڑا ہوا۔ اور نقل سے اس وقت
 اس کی جانب حوجہ ہوئی تھی۔ اور اس سے گل کہ وہ
 پردے سے نکل کر آگے آئی ٹوٹ نہ لے اسے وہیں
 دوڑی لیا تھا۔

”چلو بیٹے۔“ اس نے بیگی کی سرکوشی
 کرتے ہوئے اسے چھٹی کی جانب حلافا تھا ڈانچ میں
 اٹھا اور اس کے ہاتھوں کو لپک سی جو روٹھ۔

”کیا یہ تمہاری ہے۔“ اس نے بیٹے میں منہ اٹھانے
 آگیا۔ جلی آ رہی۔ اور تمہارا جوڑا لہو اور رفت کہاں
 ہے۔“ ٹوٹ نہ لہو اور مہر کو کر کے تھی سے ٹوکا
 تھا اس بل سے کئی پر شادی خضر کیا تھا۔
 ”آئی شہ میں نے اسے مت روکا تھا۔ مگر یہ اپنا
 جوڑا وہیں پھینک کر گئی۔“ سارا آئی تھی ابھی اسے
 ڈانٹ کر نکلی ہیں۔“

رفت فوراً ہی اس کے پیچھے چلے گئی تھی۔ اس
 نے چاری پر ایک مسیت لٹائی ہوئی تھی۔ مٹی کی
 ڈھواڑی اس کے چالوں کو مصلح پر کھی اور یہ فہمہ واری
 جھلستے جھلستے وہ پکان ہوئے چاری تھی۔ باہر کی
 خندا اور ہنست دھری اس وقت پورے مروج پر تھی۔
 ”مائی۔“ کیوں تم سب کو ڈنگی کروانا چاہتی ہو۔
 کیا مسئلہ ہے تمہیں۔ سب ٹھیک ہونے لگا
 ہے تو تم اس کو ٹھیک نہیں رہنے دیتیں۔ اپنا رویہ
 بدل دو ورنہ تم میں سے بہت تھی سے جوش نکال لی
 جھیس۔“

وہ یکدم پھوٹ کر روئے گئی تھی۔ ٹوٹ
 نے کسی سے اس کا خاتمہ لیا۔ دل کو کبھی کبھہ ہوا
 تھا۔ ہر عمل کا رد عمل ہوتا ہے اور باہر کے ساتھ کی
 جانے والی تھی۔ کیا وہ گل تھا کہ وہی اب خندی اور

محبت کا جہان بندہ کر لوٹ گیا۔
 وہ نور دور سے دوتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ ثروت
 کا دل کٹ گیا اس نے بے ساختہ اسے اپنے سینے میں
 چھپایا تھا۔

”دلو! بچتا رہتا ہے، کج دو۔ جی بھر کے اپنا غبار
 نکل لو۔ اس شخص کی سلامتی یازیں
 پائیں زہرے زوے سے ان آسوں کی راہ اندر
 سے نکل دو۔ نکل، ہو جاؤ گورے برتن کی طرح، تاکہ
 امیر کی محبت کو اپنے امیر گورے کر سکیے۔ ہمارے اصل
 جانے کچھ تو تم کو دیکھا تھا محسوس کرو گے۔“
 اس کی پگھلیں مزید پتیر ہو گئی تھیں۔ ردفٹ بھی
 اپنے آسوں صاف کرنے لگی۔

”ثروت تم۔“ فلوار اکرم اسے پکارتا ہوا اندر گیا
 تھا اور اسے ہانکے ساتھ لپٹ کر روٹے دیکھ کر کھٹکتے
 گیا تھا۔ وہ ان دونوں کے قریب آ گیا۔
 ”ثروت۔“ اس نے ثروت کے کندھے پر ہاتھ
 رکھا تو وہ چونک کر پلٹی۔

”کیا۔ ہاں۔ بس۔ وہ ہیں۔“ جلدی جلدی اپنا
 چہرہ صاف کرتے ہوئے وہ بولا۔
 ”ثروت تم تو بہت بھلا ہو۔ تم بھی یہاں کے ساتھ
 دوری ہو۔ بہت کو بیٹھی۔“ فلوار نے اس کے سر پر
 ہاتھ رکھا تو ثروت کو لگا کہ برسن بعد کج اس نے کسی
 لڑائی کا ازالہ ہو گیا ہے۔ فلوار اکرم نے اس کے
 معاملے میں غمناخی اختیار کر کے کی تھی۔ آسوں کی
 بازو بھاری کی آنکھوں میں نم لگے تھے۔

”تمہیں تو انہیں۔“ سارا اور میرب کے بعد دھڑکے
 کر کے میں آئی تھی۔
 ”لیجئے۔ سب چائیں سلامتی آپ کی۔“ ثروت آواز
 میرب سے پاس رک جائی۔ ”ہیں نے سرخ آؤ نہیں
 پونچھ کر سارا اٹھائی تھی۔“
 ”بس۔ وہ بھی میں سب کج آہوں کی شاہی تو
 رات کٹتی ہوئی ہے۔ سہا سہی ہے۔ میں جاؤں گیا
 فریق تو آئے۔“ سارا کے دہری سے لیے ہر اس نے
 تڑپ کر لکھ کر تڑپا۔

”کیا فرق پڑتا ہے؟“ وہ میرب سے بیڑھتی تھی۔
 ”بہت فرق پڑتا ہے۔“ کٹش میں ہوں
 کی۔ اور میں اسے کر میں اپنی آخری رات سب
 کے ساتھ گزارنا چاہتی ہوں۔“ کٹش سرت بھی تھی
 کے لیے جسے فلوار اکرم کھل چل گیا۔
 ”میں۔ میں۔ تم سارے پاس ہیں۔ ہاں۔ اتنا سارے
 ساتھ ہوں۔ اس نے سارے ساتھ جی کو اپنی ہاتھوں
 میں سمیٹ لیا۔ اس نے لڑائی آنکھوں سے سارا کو
 دیکھا اس کا پورا ہاتھ سپاٹ تھا اور وہ خالص
 انداز میں کھڑی تھی۔

”سارا لڑک جاتا کج یہاں۔“ اسے ہانک کی
 آنکھوں میں پلٹے پچھتے لہرید کے لیے دیکھنا بیٹھی
 بہت تکلیف لگتا تھا۔
 وہ جب بھی سارا سے کوئی فریاض کرتی تھی تو سارا

کے انکار کے بعد چونک کر اور لڑائی کی وجہ اس کے
 چہرے پر پھینکتی تھی۔ یہ ثروت کے لیے ایک کرب
 نام کیفیت ہوتی تھی۔ اور وہ اس لیے وہ پلٹے سے بھی
 چھو کر باریاں کو محبت دیتی تھی اور اس کا بہت خیال
 رکھتی تھی۔
 ”بھئی لیجئے۔ ایسے بڑے کے علاوہ کس کو روئیندہ
 اتنی۔ سارا اور سارے یہاں تو تھے لیوں کی کندھی کی
 اسمبل بھی تو ہے۔ کچھ بھی ہے۔ الری ہے اس اسمبل
 سے۔ میں تو رات بھر جاتی ہی رہوں گی۔“ ہیں۔ ہیں
 کج آہوں کی۔ تم فکرت کرو۔“

وہ اپنے کارہ میں کھلی کی ہوتی ظلمت روداشت میں
 کرتی تھی کسی نے فوراً انکار کیا تھا۔ اور اس بات
 سن کر بھینکی کی طرح ہیں کے چہرے پر تاریک مہا ہے
 اور آواز تھا۔

”تمہی رک جاؤ میرب۔ میرب کے اس نے
 خاموشی کا حلقہ بن کر لکھی اپنی من سے کا تھا۔ میرب
 سبے سب سے چرکی تھی۔
 ”میں۔ میں۔ کیا کہوں گی۔ میں؟“ اور کھلی تو نہیں
 ہو۔ ردفٹ۔ سارا ردفٹ بھی تو سارا سے پاس اس
 ہے۔ یہ میں بھی ملے کے ساتھ کج آہوں کی۔ کج

”ثروت کو پھینکے سے میرب کے جواب کا اندازہ تھا
 اس کے پاس پھوڑا اس کے جواب نے اسے بہت
 تکلیف دی تھی۔ اس نے دانستہ نہیں کے چہرے کی
 طرف دیکھنے سے گریز کیا اور لڑاکو کو دیکھا۔ وہ
 سر جھکاتے چہرے پر زنا بھری کی نہایت بیچانے بیچنا
 تھا۔ سارا اور میرب کے جوابات نے خود انہیں تو کسی
 شرمندگی میں مبتلا نہیں کیا تھا۔ لڑائی اور اکرم خود
 شرمندہ ہوا تھا۔ ثروت نے افسوس سے دیکھا۔
 ”مگر وہ موم کے کوزہ فیصلوں سے تھے۔ لوگوں کی
 زندگی میں دکھ اور نہایت سمجھتی ہے۔ اگر فلوار اکرم
 کو معلوم ہو جاتا تو کج کج صورت حال مختلف
 ہوتی۔“ اس نے گورا ساس لے کر سارا اور میرب کو
 چاہتے دیکھا۔

”ہیں۔“ تمہیں بہت مت ہوتا ہے۔ میں تمہیں فلوار
 خوب کی بھر کا میں کر میں گے۔ کہیں فلوار؟“ اس نے
 پلی بھریں خود کو سنبھل کر کٹش میں سے کہا تھا۔ فلوار
 چونکہ پلی بھریں سے ہماری صورت حال سمجھ گیا تھا۔
 ”ہاں۔ ہاں۔ ہاں۔ ہم۔“ میں تین فریقہ خوب ہاں میں
 کر میں گے۔“
 ”میں ردفٹ کے ساتھ کج سمجھتی ہوں۔ تم لوگوں
 کے لیے جانے پاتی ہوں۔ سب تک تم کو دہلیں ہاں میں
 کرو۔“ اس نے ردفٹ کو اشارہ اور باہر نکل گئی۔
 ”ہاں۔ سب لپٹ کر دیکھا۔“
 ”پلی آپ کو راز ہے۔ میں جب پھولتی تھی تمہی تب
 رات کو آپ کی گود میں سر رکھ کر لپٹ جاتی تھی اور
 سب میرب سے ہاتھ میں لکھیں۔ میرب سے تھے تو مجھے بہت
 مڑا آتا۔“

”ہاں۔ میں یاد سے سمجھے۔ سب کچھ یاد ہے۔
 تمہارے بچپن کی ایک ایک کہانت۔ تمہیں جب وہ دلتی
 ہوتی میرب سے کئی کئی تو میں سمجھتی نہیں تھیوں
 تھا۔ میرب نے کٹش کی زور توڑیں۔ پھر اپنی ہوتی تھی۔“
 ”پلی باور اور پر گولڈن ٹرین نام لکھا ہوا ہوا
 تھا ہے۔“

”ہاں اور ایک بار میں نے تمہیں ایک سابل والائی
 تھی جس کے تم نے پہل کٹ دے تھے کہ اس کے
 لیے لیے پہل تھے۔ تمہیں نہیں جانتے تھے۔“ فلوار
 اکرم ہاتھوں کے جنگل میں جاتا تھا اور اس کا ہاتھ
 تھا۔ سارا اور میرب باہن بھی غمناک تھی۔
 ”ہاں۔ میں سب کی گود میں سر رکھ کر سوتا ہوا تھی
 ہوں۔“ وہ بولتے بولتے فلوار کی گود میں سر رکھ کر کٹش
 تھی۔

فلوار نے پار سے اس کے سر میں لکھیں
 پھیریں۔ اس کی آنکھوں میں ڈیڑھ سارا پلٹا تھا۔
 ”پلی سب کچھ وہی ہے۔ وہی والی کھلی سائیں نام۔ جیسے ایک کج
 گلاب ہے۔ اور اس کی ہاتھوں میں بن کی ہواں ہوتی ہے۔ وہ
 آٹھ سالہ سبھی ہوتی ہیں۔ لی ڈانٹ پھوڑا کھا کھا پک
 گود میں پٹا لے لیا۔“

”تمہیں ہے؟“ تمہیں بڑھ کر رہا ہے۔ جی ٹھیک
 پری تھی۔ بہت ہی باری اور معصوم۔ پائل میری ہا میں
 تھی۔“
 فلوار اکرم نے آہستہ آہستہ کھلی شروع کی۔ ہا میں
 بچپن سے تھی آپ کی اس بات پر کھٹش میں بیٹائی
 تھی کہ پلٹا جھوٹ ہوتے ہیں یا ملنا کیونکہ ملانے بھی
 بھی اسے بیاری اور معصوم نہیں کا تھا۔ ملانے کے
 پکارتے کا اندازہ پائل مختلف تھا۔ اور پلٹا کا پائل الگ۔
 بہت عرصہ وہ کسی کھٹش میں بھی پلٹا کو کج سمجھتی
 تھی۔ ملانہ۔ کھیر کھٹش فلوار عرصہ میں پلٹ تھی۔
 بہت جلد اسے اپنے ساتھ سب کے سلوک کا اندازہ
 ہو گیا تھا۔

”اور وہ جن جس کی جان کا لے گلاب میں تھی
 لہ۔“ کھلی سنا سے سنا سے فلوار نے اپنی گود میں لکھی
 ہا میں کو دیکھا اور بے ساختہ مسکرا لہ۔ سو چکی تھی۔
 اسی ردفٹ ثروت کر کے میں داخل ہوئی۔ وہ بھی
 لے پھولتی کی طرح فلوار اکرم کی گود میں سوتے دیکھ
 مسکرائی تھی۔
 ”فلوار نے جھلملائی آنکھوں کے ساتھ کھیر دست
 کر کے ہیں کا سر پر رکھا۔“

”تم کو اس ساتھ والے کمرے میں آجاتا تو اب“
 ٹوٹنے کے ٹیٹ سے دم کی چپ اٹھانے کا تو وہ
 سر ہلا کر کمرے سے نکل گیا۔ ٹوٹ نے پارے اس
 کا ہونچہ چنگ سے لے لگے پتا تھا اٹھا کر اور پارے کی اور اس
 کے ساتھ میں لٹ کی۔

صبح ہونے میں چند چمکنے لگتی تھے۔ رخصت تو
 پہلے ہی ٹوٹ کے کمرے میں لٹ کی تھی۔ ٹوٹ
 سے سوتی ہوئی ہانچ کو دیکھتا ہوا سوتے ہوئے سختی
 معصوم لگ رہی تھی۔ کمرے سے سوتے رنگ میں کھلی
 پٹا پٹا اور پتیلی پٹی پٹیاں۔

”خمس خمس بیٹھ خوش رہے تو بتاؤ کہ تم نے اٹھایا
 ہے اس سے بڑھ کر تمہیں پیش خوشی نہیں۔“
 ٹوٹ نے دھیرے سے اس کے ساتھ کمرے کو سر دیا تو
 وہ کھسکا کر ٹوٹ بدل کر دھاوا سوئی۔



آج بھی وہ پارے میں تھی۔ رخصت نے ساتویں
 سے اسے تیار کیا تھا۔ کیونکہ سناہور کھانا اور کھانا کھانے
 کر اس کی روایت تھی۔ اس کے باوجود ٹوٹ کو
 بہت یاد تازگی لگ رہی تھی۔ کیونکہ اسے اس سے پیار
 تھا اور جس سے پیار ہوا ہے اس کی شکل و صورت
 عقل میں ہی نہیں دیکھی جاتی۔ اس کی بات اور روش
 زیادہ انہوں نے یاد ہے۔ البتہ سارا اور میری سے اسے وہ
 کر سب سے بڑھ کر خوب یاد کی تھی۔

”مائی جھوٹوٹ! تم نے اسے پارے میں
 بھیجا اس کی حالت دیکھو یہ۔ یہ کون ہے۔“ سارا
 نے اسے سر ہلا کر دیکھ کر کہنے سے حد میں کھانچا۔
 ”نہی۔۔۔“ انہوں نے کھانچے تو وہ منگ سے کہتا تھا۔
 تو یہ رخصت کے ہاتھوں میں سختی سے سوتھا کہ
 تم میرا اظہار کر لیتیں۔ یہ نہیں لگتی ہے۔ نہ ہی نہیں
 پاؤ۔۔۔ تمہارا رنگ تو اور بھی کالا لگا رہا ہے۔“
 میری میری ہی تھیک کر کے سراسر سے بڑھ کر تھی۔
 ”کالا لگا ہا ہے تو بالکل ٹھیک ہے۔ میں بھی
 ہوں ٹھیک ہوں۔“ ٹھیک تو ٹھیک لپا کر دھاتا ہے۔

پتا سوترا ہے۔“

ہانچ سے دوڑنے سے جواب تھا۔ ہنسنے سے
 ٹوٹ کے ہاتھوں پر لپکا ہل کر لگی تھی اور سارا نے
 سے اسے گھورتا تھا۔

”ابھی تمہیں کچھ کر لیا ہے پانچ پن بھی دوست
 کرو۔ تو دوستی رہا اور اگر آکر تمہیں پھر میری طرف
 نہیں لگائے گا۔“

سارا کے ہنسنے سے سارا کے ہاتھوں کے
 رحم اور ہونٹ میں ہنسوت ہو چلا۔ ہلا ہلا تھا۔ ہانچ کے
 چہرے پر لذت بھری چمکنے لگی تھی۔ یہ اس کی
 تھی کو لیکھتے تھے۔ میری سے تھی۔

”کھس ہانچ کے دل میں کچھ توڑتا تھا اور
 آٹھیں لہاب بھری تھیں۔“ ”اڑو ہا اڑو ہا“
 جب سے خود ہی اٹھ لپکا سوترا میں چاہتی تو میں کیا
 کیونکہ سے ہی اس کی بات ہے کہ یہ ہماری ہر بات کو
 اٹھا کر لیتی ہے۔ خواہ وہ اس کے ہنسنے کے یہی کیوں
 نہ تھیں۔ اسے تو ہم سے خصوصاً خوش ہے۔“

میرے منہ پر جا کر اسے کھانا پھر دونوں ہی باہر
 نکل گئیں اور پھر کھانے تک میرے اور سارا ہانچ
 کے قریب ہی نہیں آتی تھیں۔ نہ کھانے کے وقت تھی
 سارا نے بڑے دم سے لہذا میں اس کے سر ہاتھ
 رکھا تھا اور میرے منہ تو وہ فٹ کے قافلے سے خدا
 حافظہ کر دیا تھا۔ ”تو رخصت اور ٹوٹ دونوں کی
 آنکھوں سے پھینچتوں۔ برسات ہو رہی تھی۔ تو ازراہم
 نے ہی ڈیڈی ڈی آنکھوں سے بھی کوروت کیا تھا۔“

”ابھی تمہیں کھانے کی خبر تھی۔“ میری جہاں میری ہاتھوں
 سے ہی چمکنے لگے۔ ”لوگ ہیں۔ ہمیں بہت منگ ہے اور
 اپنی زندگی کا یہ سفر شروع کرنا ہے۔ کوشش کرنا ہے کہ
 سبھی کی شکایت کا سامنا نہ ہو۔“ ”ٹوٹ کی نصیحتیں
 آخری وقت تک یاد رہی تھیں۔ سب ہانچ ان پر
 عمل کرتی تھیں۔ میں نے تو اسے یقین میں تھا اس وہ
 وہا ہی کرتی تھی۔“

”تو ازراہم کو اور شکر۔ خدا نے یہ بتا دیا کہ
 وہا تھا۔ اس سے بڑھ کر کوئی اور بھی کھاتا ہے۔“

رخصت کے بعد وہ سلاہ پانچ میں بیٹھے تھے۔ جب
 ٹوٹ نے لہذا کے کمرے پر ہاتھ رکھ کر اسے سمجھایا
 تھا۔ لہذا کی آنکھیں سب کی ڈیڈی ہو گئی تھیں۔
 ”شکر ہے خدا کا۔“ ”تو نے اپنی آنکھیں صاف
 کیں۔“ ”بڑا کمر ہے۔ اسے مانگ کا میں کیا میری اوقات
 کیل۔ میں تو کھانا کھانے کے وقت کے بعد اب
 میری ہی شایہ بھی کھانے میں نہیں کھانے کی گھنٹا
 کے بعد تمہارا شکر گزار ہوں ٹوٹ! تمہاری مہربانی
 سے میری جی کا کام بڑے سحر اور آج شدت سے تمہارے
 اپنی ہے جی کا وہ بھی ہوا ہے کہ میں نے تمہارے
 ساتھ بہت زیادتی کی تھی۔“ ”اگر تم میں لہذا کی
 ساتھ اسے لینا لیتے تو ج۔“

”میں تو ازراہم۔“ ”ٹوٹ کو لگا اس کا دل پھٹ
 جائے گا۔ وہ کچھ اس کی بات کات کر لیتے منہ پر ہاتھ
 رکھنے دوں گے۔ بھائی تھی۔ اور اسے کمرے میں اگر
 بے حاشا رہتی تھی۔“

”سب کیوں تو ازراہم کیوں؟ تمہارے اس
 اعتراض کے میرے پر سوال پر اسے زخموں کو بے دردی
 سے لہذا والا ہے۔ میں نے تو نہ جانے کیا کیا کیا نہیں
 دے کر خود کو سمجھایا تھا۔ کمرے سے تو لہذا اور میری
 میں ہوا۔“ ”اب تو خدا سے بھی نظریں نہیں ملا سکتی
 تھی۔ سب کے سامنے لہذا کا اعتراض ہے مزید
 شرمسار کر رہا تھا۔“

”پچھو پچھو! رخصت مسلسل دوڑانہ کھٹکھٹا رہی
 تھی۔ اس نے جلدی سے اپنا چہرہ صاف کیا۔ وہ کیا
 بچوں کی طرح رونے لگی تھی۔ کچھ اسے احساس ہوا
 تو جلدی سے دوڑانہ کھول کر باہر آئی۔“

”پچھو! آپ۔۔۔“ سب کیوں ہی ۶۶۔“ رخصت نے
 بے لگتی سے اس کا ہاتھ پکڑ کر پچھو پچھو پچھو پچھو
 سٹرائی۔ یہ لڑکی اسے کون چند دنوں میں ہی تھی کی
 طرح حیرت ہو رہی تھی۔
 ”میں کچھ نہیں ہوا۔ سب لوگ۔“
 ”چلے۔ سارا آتی اور میری تو وہی وقت چلی
 کی تھی۔“ لہذا اٹھنے لگے۔ کمرے کی ایک کونہ میں آئے

کا نظارہ کیا۔ پچھو پچھو پچھو پچھو پچھو پچھو پچھو
 پچھو پچھو پچھو پچھو پچھو پچھو پچھو پچھو پچھو پچھو
 پر سوال پر اسے زخموں کی تکلیف تھی۔ آسمانی سے کم
 نہیں ہوتی۔ ”رخصت کی بات پر اسے ایک بار پھر جاتا
 آیا تھا۔ اس نے ہنسنے سے آسودہ ہو گیا۔
 ”کو۔۔۔ کھو کو سمیٹ لیں۔“ ”اگر اس سے لے کر وہ
 اس کے ساتھ لہذا کی چپ چل رہی تھی۔“



”وہ ہانچ کے متوقع رد عمل کے بارے میں جیسا
 سوچ رہا تھا پھر شکر تھا کہ وہ سب نہیں ہوا تھا۔ سادہ
 وہ ہانچ کے برعکس ہانچ نے اسے جرت نہ کر رہا تھا۔
 وہ وہ جو کھٹکھٹا تھی وہاں اس کی توقع کر رہا تھا۔
 ”سب جرت ہے۔ جی صورت حال دیکھ کر خفا۔ مسکین
 ہوا تھا۔“

”آپ اپنا زریں بدل لیں۔ پھر ہم کھانا کھاتے
 ہیں۔“ اس نے بڑے دھمکے نرم اور دوستانہ لہجے میں
 اسے کہا تھا۔ ہانچ میں جیسے نہ جانے کب سے ایک
 دوسرے کے ساتھ رہ رہے ہوں ہانچ نے فوراً اس
 کی بات پر عمل کیا تھا۔

”اللہ سے یہ کیا ہوا ہے۔ جیسا تھی بیٹی تہدی۔ اللہ
 شہزادے خاموشی کھین کی طوفان کی آواز کا شہزادے میں ہے
 وہ بیڑے آواز آواز ہوا تو ہاتھ سر کے پیچھے رکھے سوچ
 رہا تھا۔ پھر بدل کر سناہور کان کے ساتھ میں وہ باہر
 آئی۔ وہاں تھو پچھو
 ”کیا کھانا؟“

ہانچ نے چمک کر اسے دیکھا۔ پھر آہستہ سے نفی
 میں سلاہ لہذا۔ ”کچھ نہیں۔“
 ”کیا؟“ ”مجھے تو بھوک لگی ہے۔ پارے تمہارے ہاتھ کھانا
 تو بہت مزہ دار بنا ہوا تھا۔ کمرے میں شہزادے۔
 ”شکر ہے ٹوٹ آئی ہے۔ تمہارے لیے کھانا لہذا تھا کہ تم
 نے کچھ نہیں کھایا۔ تمہارے کھانے سے میں بھی
 کچھ کھا سکتا ہوں۔“
 اس نے بڑے ہی مسکین لہذا میں اس سے پچھو

گھر یا نکل خلی ہو جائے گا۔" نواز اس نے اسے یہ جتا سکا تھا کہ ماہین کی شادی کی ساری تیاری تو تروت سے کی تھی۔ اس کی برصغی تک اس کے گھر سے ہوئی تھی تو پھر سارا پو کیا ہو جو۔ مگر وہ اس سے یہ نہیں کہہ سکا۔

"خالی ہو جائے تو ہو جائے گھر کی رونق کے لیے جینی کو گھر میں تو نہیں رکھنا اور وہ بھی مجھے لانا جانا ہے۔ اس کے بچے جلد میں ماہین کے فرض سے لارغ ہو جائیں گے۔"

"ہو جائیں تو اچھا ہے۔"

"تلوان؟ اس کے پاس؟ اس کے ساتھ؟" نواز انگریزی میں طرح طرح کا تھا۔

"گھر میں اس میں سوچ رہی ہوں، بریں کو پاکستان سے نکال کر انٹر نیشنل لیول تک لے جایا جائے۔ میں نے گھر سے ہٹ کر ہی وہ لہن میں بریں من کرنا کہ جب ہمارے ساتھ بھی کام کرنے کو تیار ہے۔"

سارا کا چنان سن کر نواز کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا تھا اسے اپنے پتا سے وہ سب کچھ طے کیے بیٹھی تھی۔

"مگر تم نے مجھ سے تو کوئی ایسی بات نہیں کی۔ کہاز کم پیلے مجھ سے تو مشورہ کر لیا ہو۔ اب ہی یہی بات ختم ہے۔"

نواز انگریزی میں کہتا تھا۔ سارا ہلا ہلا سا رہ گیا۔ اس کے ہاتھ پر بھی نواز نے اسے نہیں جکایا تھا۔ وہ لا کھل لاتی تھی اور جہاں جانتی تھی جانی تھی۔ اس کے ہاتھ نواز نے بھی اس سے کوئی پوچھ بچھ نہیں کی تھی۔

"تیار توری ہوں نہیں۔ میں کون سا جہاز پر چڑھ گئی ہوں۔ جانی تم سے مشورہ کیا کرتی۔ تم تو انہوں سے کے مینڈک سنے ہوئے ہو۔ اسے مجھ سے تو پھر انٹر نیشنل لیول کے بریں من میں چلے۔ مگر خراب بھی کیا ہو اور نہیں ہوئی۔ ہم اپنا ایک چورٹ اور سورت کا بریں گھر کے ساتھ مل کر کریں گے تو ختم شدہ نہیں کہیں جانی ہوں۔"

وہی کاروبار کی الفبہ لو لاکر مہنگائی کی نقل ہو۔ "تم مجھے نہیں نہیں لے کر چوکی۔ تم جہاں جانا چاہتی ہو وہاں میں نہیں جانا پھر عدیل مولوی۔" نواز انگریزی میں سوچا۔

"تم پریشان کیوں ہو گئے ہو نواز؟ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ میں کسی بہ خوب اولاد ملنے کی ہمت ہائے تو ہم وہاں اپنے برس کے لیے ہمت بچھ سکتیں گے۔"

"کیک ہے۔ جیسے تیار تری مرض۔" وہ اس کے صحن میں دھول پینے پر راضی ہو گیا تھا۔ بے چارہ نواز انگریزی میں ایک انظر کرم کا حاشیہ۔ سارا مزید انگریزی میں۔

"اس کے اسی ذرا مالیدہ واسطی سے ہٹ کر لوں۔" اس نے ریسپور انٹر کان سے لگایا تو نواز وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے میں آ گیا۔

"عدیل مولوی تمہارا کان اور بریانا جتن جس کے لہن چلے رہے ہیں اسے خدا کا شکر ادا کیا تھا کہ اس سے جان بچوت تھی۔ جی اور لب سارا پھر سے اس رابطہ کرنا چاہ رہی تھی۔ تو کھیلے۔" خورشید ایک گھوڑا لے کر اندر آئی تھی۔

"مگر اب اتنے عرصے بعد میرا ساتھ میں سال بعد بھی سارا مجھے بخیر دیکھ کر ملیں گے۔" سنی طویل رفاعت کے بعد چاندنی کا خیال بھی سواہن روح تھا کہ سارا سے بے خفا ہمت تھی۔ مجھے سارا نے اس سے بھی محبت کا موشا بھی کیا تھا۔ یہ اس نے نواز انگریزی میں بھی سین کر دکھایا تھا۔ اس کے سوا نواز کے بچے جو نواز انگریزی میں کہتا تھا۔ سنی طویل رفاعت کے لیے کچھ بھی کر سکتا تھا۔ عدیل کے ذکر نے اس کے دل کو دھلا دیا تھا کہ ہم سارا بیٹا تھا۔ جس اس کے موٹا دل کی ہپ نے اسے چھو لایا۔

"میں بی بی عذرا عدیل۔" اس نے نام پڑھ کر رنجہ رکھنے سے لگایا۔

"میں انگریزی میں صاحبہ اجنب کہے ہیں؟"

"پاش ایک نواز صاحبہ۔" خورشید جہاں کی نواز میں

ایک کھنکھی تھی۔ "مرا بھیرے کام۔" نواز کی بات سواہن نے سنی رہ گئی۔

"آپ کے کام کے سلسلے میں ہی میں نے فون کیا ہے۔ نواز صاحبہ مبارک ہو۔ آپ کا مجرم پڑا کیا ہے؟" اس کی اپنی اپنی کھنکھی پڑا کیا۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"جی ہاں! پڑا کیا ہے۔ ہمارے استاد کی بوجھ سے انعام کی لاپٹ میں وہ اپنے جس دوست کے گھر گھرا ہوا تھا۔ اس لیے اسے پڑا ہوا۔"

"اب وہ لڑکی زانی جو اس کے ساتھ تھی؟"

"وہ نہیں ملی۔ وہ میں بھاگ گئی ہے۔ بلکہ میرا تو خیال ہے اسے ہی سے کھنکھی سے جان چھڑانے کو اسے پڑا دیا ہے۔ کیونکہ کھنکھی میں پائل خلی ہاتھ ملا ہے۔ اس کے پاس ڈیور میگزین نقدی کچھ بھی نہیں تھا۔"

"خالی ہاتھ۔" پھر وہ ساری دولت نکلیت کی لا کھوں بہت کا پیسہ وہ سب؟ نواز انگریزی میں پریشانی سے پوچھتا تھا۔

"مگر تمہیں کر رہے ہیں۔ آپ گھرنہ کریں۔ اس کے پاس ایک لکھی بھی نہیں رہتی ہے۔ گھر کے میں نے سب کو اس لیے فون کیا تھا کہ اگر آپ اس سے ملنا چاہتے ہیں تو۔"

"میں اس کی شکل بھی دیکھنا نہیں چاہتا۔ مجھے نفرت ہے اس سے۔" نواز انگریزی میں نے شدید نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

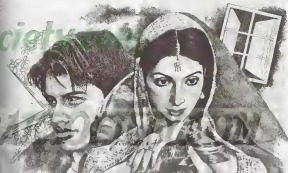
"کیک ہے جناب۔" انہوں نے بی بی عذرا عدیل کے نام سے کہا۔ "بت شہرہ ایسی بی بی صاحبہ آپ نے میرے زخموں پر مرہم لگانا ہے۔ میں کب کا شہرہ لوار کرنے خود آپ کے پاس آؤں گا۔ ان شاء اللہ۔"

نواز انگریزی میں خوشی سے کہتا ہے۔ میں جی کامتور عدیل نے فقہہ لگا کر زانیہ کا تھا۔

گائی بیٹیکا

نماز میں سرسبز لہا لہنگی کے بعد امام مسجد نے صرف قریبی رشتہ دار کی موجودگی میں اس کا نکاح بڑھایا تھا۔ اس کا سسرال کوئی غیر میں مہلوں کا ہی گھر تھا اس کا تخیل صرف اکلوتے مہلوں پر مشتمل تھا اس کی اسی اور مہلوں پر گئے موٹے کے سون بھلائے تھے وہ مجال میں البتہ جہل پورہ — تھا انکا اکثریت نے اس کی وہ قسم کی ماں کی اسنے بھلائی کے گھر میں بیٹا بننے کی عہدہ دلی کی یہ اظہار ہوا افضل کے طور پر خورشید خاں نے یہی کہنی تھی چتر ایک ہوں ہی سہاکت مند پھاڑے عالم بد ہوئی میں تھے باقی لوگوں کی اس شادی میں موجودگی محض تقریباً تھی۔ شادی بھی کیا؟ نہ کوئی ڈھونگ

تکڑے پٹے



مرط

کا

society

کی ذرک نگاہوں نے لوگوں کی چہ میگوئیوں اور روشے جیسے خریفہ تہیوں کے چش نظر جلدی رہ سکتی تاکہ وہ فن دونوں کو ہی بڑی مشکل سے بھلا چھٹا سکے۔ اس بندھن میں پانچ سال کا تھا۔ لوگوں کی بے رحم پاشوں اور کاٹھن کٹانسی کر سکتی تھیں۔ ہاتھ لگے لوگ سب اپنے ہی تھے۔

سر سال آج سے پہلے تک اس کا خیال تھا۔ ممان کا کیا موجود تھا۔ وہ چہ خرافین کے تحرمت میں گاڑی سے انڈر گرینڈ پلٹی جی پی کینٹ ڈیوڈ می اور گیارہ کڑے کئی لایونڈ میں ڈانڈی تھی۔ شہاد کی ڈان ہونے لگی۔ ممان نے جلدی جلدی مسواڑوں کے لیے گناہے کا بندھن لیا۔ جواسی شہر کے تھے انہیں گھر لے کر پڑی تھی۔ تقریباً "مندانہ" میں یہ گھر بھی ممانوں سے ملنے ہو گیا تاکہ سوائے چند ایک کے۔

رات گیارہ بجے اسے اپنی کائنات عرف کاف کو اپنے شوہر چوڑی کا حضور کاشی کے گھر میں چھوڑا گیا۔ آج سے پہلے یہ گھرا کاشی سے چھوٹے کامران عرف کاشی کا اور اس کا شہر کہ تھا وہ صرف وہی یعنی تھے ہوں کوئی نہیں تھی۔

آہلی بیبی کالانے سراٹھائے کرے کا جائزہ لیا۔ کٹھن بدل چکی تھی۔ چھوٹی ہی بی بی شہبخت بھی غائب تھی۔ کارپٹ پر وہ جی کہ جہانزی ساتریزہ بی موجود تھا۔ وہ بی بی شہبخت لائی تھی۔ یہ سب ممانوں نے اس کے لیے بیٹھ کیا تھا۔ اسے بیٹھایا اور اپنی قسمت پر رنگ اور لہنے ممانوں ممانی پر پرا گیا۔ ڈرنیک ٹیبل اور صوفہ بیٹھ تک گھر میں موجود تھے۔ کبھی وہ اس گھر کو خاص طور پر اس گھر میں بہت استحقاق اور عصب سے کیا کرتی تھی۔ سب سے عجیب سی گھبراہٹ کھینچے ہوئے تھی۔ وہ خود ہی اپنی اس کیفیت کو دیکھنے سے قاصر تھی۔ لوگوں کے اس رات کے لیے بہت سے خراب ہوتے ہیں ممانوں کی پاشوں کے کنارے کوئی خراب نہیں ممانوں کا۔ ایک

سولہ سال کے لڑکے سے کیا خواب وہ بہت کرتی۔ اس کے پیچھے وہ ہزاروں بار بڑے رعب اور بد سے تھکتی تھی۔ گلاب وہ خود کو ایک گھوڑی لڑکی محسوس کرتی تھی۔

مجموعہ جلدی سے اندر چلے بلا دروند میں مانا گیا چاہیں گے۔ اس سے دو برس چھوٹے کاشی نے اسے دیکھی تھی۔

ساجد نے اسے کلام خشتے ہوئے اندر چلنے کا کہا تھا۔ وہ ہاتھ سے اشارہ کر کے کہا کہ سواتھ کے کیا اور اس وقت کے سہا ہرگز اتنی بڑا کاشکار تھا۔

"شہر سے کہ میرے بچرک کے پیڑ زونے دور نہ ہونے پھرا اور کولے چلنے جانے۔" کاشی نے اس کی سابقہ کارکردگی یاد کرتے ہوئے جہل کر کہا۔ وہ اندر چلنے سے ہچکا رہا تھا۔ ہزار تھیں کاشی کی کڑواں تھیں کہ آج رات اپنے گھر سے بیٹھ چلاؤ ممانوں سے ایک نہ ملے اور اسے ملنا پلٹا گیا اور مکھیاں دتا" دیکھ لیا ہوا

دروازے تک پہنچ کر لایا تھا۔ "میں نہیں جاؤں گے" وہ باہمی ہی شکل بنا لے۔ آہستہ سے بولا۔ "میں نے رات کچھ کھانے کے دو کھا تھا۔" "چھاپا چھاپا جا رہا ہوں مگر تمہیں کڑے رہتا جیسے یہ اندر سے مہاربی کی گواڑا آئے تو برا" چاہا۔ وہ کاشی کے چہرے سے اندازہ کا سکتا تھا کہ حق پر اس کے مہربانانہ لہر زونے والا ہے۔

"یاد رکھتے" کاشی نے اپنے سر کے بال تھوچ ڈالے۔ اس نے کاشی کا بھی تصور نہیں تھا۔ کاشی جب بھی اس کے گھر آئی ان کے ساتھ کھینٹنے یا مٹنی سے کب شہبخت گانے کے بھانے اٹھیں پڑھانے چلے جاتی۔ ان دونوں کی ابھی خاصی کلاس ہوئی۔ اس قدر انہماک سے رضاعتی جیسے ابھی مہاری کتابیں پڑھانے کی جان بچوڑے تھی۔ وہ خود بھی پڑھائی میں اچھی تھی اور اس کی بیٹی خواجہ تھی کہ اس کے مہربانوں کے یہ وہ

رضاعتی میں ٹھیک تھا مگر کاشی نے وہ تو نہیں دلیا وہاں گئے پاس سے بھی نہیں گزرا۔ کاشی بچل اس کے مجھے "میں نہیں" ہے۔ کاشی نے گھر میں بھی اور خیال میں بھی سب سے پہلی شہر۔ ان تو اس کی خاص نظر اشاعت رات ہی تھی۔ کاشی حوڑے اور کربہ ہاتھ بڑنے سے بھی نہیں پر تھی ممانوں سے ملنا رہتے تھے۔ اس کی بی بی ڈان سے اوصال۔ سوار تھا۔

پانچ خروڑے ڈارے اندر داخل ہوا تھا۔ کاشی نے پھولوں سے دوران منتقل کر کے پھولوں میں چلنے پڑھانے کو دیکھا۔ جو اپنی طبیعت کے برعکس خاموش تھی۔ خشک جو ٹھولے نہان مہیر کر تو کھ گلاب ہاتھ میں پکڑا کیش ہلا کر اس میں موجود تھے تو محسوس کیا کہ کہیں کاشی شہر سے تھوڑا کھانی نہ ڈالے گیا ہو۔ کاشی نے آہستہ قدم اٹھانے کے لیے ہاتھ پکڑا ہوا۔

"وہ سہلا ملے نا۔" تھا آپ کو دل۔" بے رہہ الفاظ کے ساتھ کیش اس کی طرف چلا۔ ساتھ ہی وضاحت بھی کر دی۔ اس کے ہاتھ کی ہلی ہی کرؤش کیا سے چھپی نہ ہو سکی۔ اس نے جھکا سر دیکھنے سے اٹھلنا روکیا کھول کے کہنے لگی۔

تہیہ کاشی کی نظریں اس پر جم گئیں تھیں۔ اس نے بھی اسے دیکھا نہیں میں دیکھا تھا۔ آج وہ سولہ گھنٹہ کیے ہوئے تھی۔ پر انڈر اپنی زلا تھا۔ کیش کے اندر دوسری کی چارچو ڈیاں تھیں۔ وہ بے اختیار اپنی بڑی ڈیاں دیکھنے لگی۔

"بھلا ملے گا تھا کہ خود بہتانا" بوقت ہی سے کاشی کی صحبت یاد آئی۔ "ممانے یہ نہیں بتایا کہ خندہ دینے سے قول کھو کر نا بھی جا گاتے۔" اس نے کاشی کو معنی پتہ پڑنے کے پوچھا۔ اس پر وہ کھلے لیے جاکتی ضرورت ہی نہیں تھی۔ "گنگہ گنگہ" کیا گیا جاتا ہے۔ کاشی کی جان ہی نکل گئی۔ وہ غیر ارادی طور پر خود ناسا پیچے پلا۔ "میں نے بڑے مت پر نہیں اب جلدی سے شروع ہوا تھا۔" کاشی کے حواس اٹھے چہرے سے

خطہ اخباری تھی۔ چلو کسی طرح تو اس رات کو یاد رکھتا تھا۔

سارا قصور کاشی کا تھا۔ اسے رٹوٹوٹے کی طرح ہار کر دیا گیا تھا کہ ڈرنے کی پاشوں ضرورت نہیں تھا۔ اب تھماری بی بی ہے ڈرا مہربانوں سے اس وقت پڑھانے کے سارے سبق اسے بھول چکے تھے۔

"کیا کھوں؟" مطلق سے چھٹی تھی تو آواز نہ آئی۔

"تو ہی جو سب کتے ہیں ٹی وی نہیں دیکھتے۔" اگلا جملہ کھلا اور اندازہ اندازہ میں پوچھا گیا۔

"نہیں۔" کاشی نے کھلے کھلے مہربانوں میں دیکھا۔ "وہ اب داخلی رو دینے کو تھا۔ کاشی سے کسی دو کاشی مشکل ہو گیا۔ وہ بے اختیار راستی ملی گئی۔ اس کے کوساں بھی ڈرنا کھل ہوئے تھے۔

"یاد رکھو کاشی دینے سے پہلے تعریف کرتے ہیں"

WWW.PAKSOCIETY.COM

میں بے شمار دعائیں مانگ رہا تھا کہ بدنت ہی ہے۔
 اس کے علاوہ چشما بین کے عین ہزار لاکھ سے
 ہوں کے اور جو سمسٹراور ہنگلی منتھلی (بند)
 ماہانہ) شیش دیکھتے ہیں ان کی عینس اور بچہ
 اہری فریج ڈال کے عین ہزار بے بھی ہوں کے کل
 ہوئے آتیس ہزار۔

آخری آمد میں سرسلیج روز تھے۔ اس نے فیصلہ
 کر کے کل فون کیا اور پھر سبیل سے اگلے روز وقت
 لے لیا۔ کاش پوری طرح چٹھن مسور تھا اور چہ
 روز مزہ چٹھیاں گزارنے کے بعد پلپاکے ساتھ دکن پہ
 چلے گا پھر اوروں۔



لواؤ کہم ہدیہ میں ہی کر آئے اور اب بچوں کے
 ساتھ ہی وہی لٹوایج میں رہیں تھے۔ وہ دونوں بھائی
 باپ کی سہولت کے ساتھ ہی لٹوایج میں ہی رہی تھی
 طرف موجود تھے۔ کیا لٹوایج ہوئی کہ۔ سایہ و تیم
 نے شام کی چائے خودی بنائی۔ باہر تھل ہوئی کاش
 فورا اسٹو کر لیا۔

آج اس کا کالج میں سہ ماہیوں قلمہ ہجرتی اٹھ گئی۔
 نماز پڑھ کے اس کی بھائی کے لیے خصوصی دعا کی پھر
 پنہا تیار کر کے اس کے کمرے میں لایا۔ چند ماہ
 چھوٹے ہوئے تھے ساتھ کالج کی تیار کی تھی۔
 کاش بھی اسکول کے لیے تیار ہو رہا تھا۔ جیلٹ
 پکڑے اور دوسری ایلپہ وہ دن دونوں سے بے نیاز
 جوتے پہن رہا تھا۔ کاش کے اشارہ کرنے پھر سے میز
 پہ رکھ کے اس کے پاس بیٹھ کر بات ہی پتہ گئی۔

زندگی وہی ہے تم مجھے اپنی زندگی سے ایک سال نہیں
 دو گے؟ کیا میرا دلانتا تو مجی نہیں بناتا؟ یہ تو واسا
 رعاش اس نے کاشی کو پندائی کرنے کے لیے بھگارا
 تھا اور پھر کمرے کے مراحل خود بخود سہاں ہو گئے۔

رفتہ رفتہ سب کچھ معمول بنے آگے آگے اس
 کے لیے کمرشیں خوشی کا اظہار ہی کر گیا تھا کالج بھی
 بہتری تھا۔ کاش کے تعلیم کا لالچیت مہ لے لے پھر اور
 نیکوئی محنت کاشی نے رگسٹری میں کاشی میں اس سہو آنے
 کا تھا۔ سال تقریباً اسی مہرے پھر تقریباً اسی مہرے
 تھا۔ کاشی چاہتا تھا۔ اس کی فکر کاشی بہت سلی بخش
 چاہی تھی۔ کاشی بے حد خوش تھی۔ لیکن سب سے
 زیادہ خوش کاشی تھی۔



کاشی کالج میں تھی۔ جب سارے کمرشیں سے تلاش
 کرنا آئی اور پھر چلا گیا۔
 "روٹیاں ہاں ہاں ہاں؟" کاشی میں نظر دوڑاتے ہوئے

اس نے پوچھا۔
 "ہوں۔" وہی کاشی کے اس نے ہاتھوں پہ ڈالی۔
 "تھیں تھاری اہلیب کاشی؟" وہ اس کے ہاتھ
 قریب کرنا تھا۔ کاشی کاشی کاشی میں آئے ساتھ ہی
 طرح بھتی تھی۔ وہ بھی تھوڑی دیر میں کوئی فریاض
 کرنے والا تھا۔
 "ہاں اجڑ اچھے بہت ہو۔" اس کا ارادہ ہاتھ
 کے کلائے ہاتھ پر تھے کھڑکائی۔

"اب سیدیا بھی ہوں" شوہر تو ہوں نہ۔ اسے
 شرارت سے چھیڑتے رات والیں سٹیج کر پڑھانے
 لگا۔ کاشی کے آنے سے پہلے وہ دونوں بھائی اپنی ماں کے
 ساتھ کمرے کلاں میں بند کر دیا کرتے تھے۔ سب بھی
 چپ کیا انہیں بھی کھار کوئی کام کروتی تو وہ بعد
 خوشی اس کی یاد کرتے۔
 "کاشی کیا ہے؟" اس نے پھر پھر کلاں میں اٹھایا۔
 "وال۔" کاشی نے ہاتھ دیا تھا۔ "مجھے نہیں کھانی
 دل وال۔"

گرک تیزی سے چار پڑی اسٹہ ہاں تھا۔
 عمومی ایک چہرہ ہی تھی۔ اس کوٹ پکڑتے
 ہی اس نے وہاں چھٹی۔
 "یہ میں نے دس ہزار ڈینشن کے بھی گھوٹے
 ہیں۔" اب وہ تیلی سے فہرہ کر کے اس کی طرف
 متوجہ تھا۔

"کاشی ہزار ڈینشن۔" مدد سے بے حال اس
 سے پوچھا میں چار تھا۔

"ہاں ہی ٹھوڑا دن وہ بھی جیسٹ ہانگس مار کر
 سے ہی تھی" ہانگس پاس جگہ ہی نہیں تھی۔ ایسے
 اسٹوڈنٹ کوٹ کرنے کے لیے سہ ماہی تھیں جیتے ہیں۔
 آخر ہمیں بھی خرچے لگانے ہیں کہ نہیں۔" وہ
 نکتہ چینی دروازے اور انڈین کراہا تھا۔
 "جی ہاں پھر ریلوے کراہی گی۔" اس سے مزید ڈینٹا
 دوہرا ہوا تھا۔

"میں رہ گئی تھی جی ہاں ہم بیٹھان ہو رہے تھے۔"
 سب سے پہلے نواؤ کر رہے۔
 "اسٹوڈنٹ ہانگس مار کر تھی۔" وہ ان کے برابر
 ہی بیٹھ گئی۔ "تھکن اس کے ہوسے یہ میاں تھی۔ کاشی
 نے ایک ٹھہر میں بھانپا۔
 "یہ لو کاشی۔" اس نے ایک بھاری بھر کم بیگس
 کی طرف بڑھایا۔
 "کیا ہے؟" کاشی نے جیس سے پوچھا۔
 "آئی ٹھہر گی۔" اس نے ہی بیٹھ گئی تھی۔ کاشی
 کو گھاسٹوں پر اور اٹھایا۔ اس نے ایک کاشی تھرا کیا
 پہ ڈالی۔

"میں اب آپ کل دکن پہ جا کے ہانگ ملازم کے
 ہاتھ پتھر ہوجیتے گا۔ کاشی بناو فیڈرام خرید لے۔" جواڑ
 کمرے میں دن کو اپنی ایک ڈینٹے کے بھی رول اور
 انہیں ہوتے تھے۔ جب کسی صورت پائی تو وہ
 سفارشی کھینے گئی۔
 "تھکے۔" اس نے انہاں میں سر ہلا دیا۔
 ریوٹ کاشی کو پکڑا کے بیگ تھنے مرنے مرنے
 قدموں سے کمرے میں چلا گیا۔
 اگلے دن اس نے بہت تھوڑی سے کلاں۔
 اپنی ماری خرید کر لیا تھا۔ کاشی کو اس کی فہموشی

"زیورٹ تنگے گئے ہیں۔" بڑے ہی زور سے۔
 کاشی نے اپنے برابر چلتی چڑھو ہی کیا کو کہہ کے سہا۔
 وہ اس کی مارت سے بہت محفوظ ہو رہا تھا۔
 "پہلی اتنی میٹر خرچہ اٹھانے والی۔" پھر پور
 مسکراہٹ ہوں۔" لے اس نے ہانگس مار کر تھی۔

اس نے کاشی کو منع کیا تھا کہ گھر جا کے کچھ نہ
 جتا ہے۔ اسے کیا ضرورت پڑی کہ ڈینٹو رہا ہنتا۔
 اس کی کھڑو اتنی تھی کہ وہ با آسانی اس کے تمام
 اعتراضات اٹھاسکتی تھی مگر اس کا ارادہ خود ایم اس ہی
 کرنے کا بھی نہ تھا۔ اس کے کلاں کو دینے کی
 تمام ذرا ہی اٹھائی تو اسے اپنی پڑھائی ہوئی پڑی۔

”سما گیا پھر کیا کمانا ہے؟“ وہ زمین سے پرچے کے مدتی بٹنے لگی۔
 ”چن چناؤ۔“ وہ فریڈ کو لے کر اٹھا۔ چن کا چیک ٹائل کے بالوں میں رکھ کر اس میں پلای ڈال۔
 مہربان تھمراہے وطن میں پستی ہیں۔ وائیں کھانے سے بدست میں موڑا اٹھا ہے۔ یہ پلای چن بڑھائی، چڑا بزرگ کھانے سے تکلیف نہیں ہوتی؟“
 اس نے جیسی نظروں سے اسے گھورا۔

”مجھے لڑنے تو نہیں پتہ ہیں۔“ ثابت کے گئے پڑے ڈرم میں سے وہ چھل نکالتے ہوئی اٹھائی سے کھڑی ہوئی۔
 ”جو بھی ہے۔ آج تو جیس ویل ہی کھانا پڑے گی۔“ اس نے صاف انکار کر دیا۔
 ”تم مجھے پلای بیکے دی رہی ہو کہ نہیں؟“ وہ تھمراہے سے نکلی ہے۔ پوچھ رہا تھا۔
 ”ہرگز نہیں۔“ وہ جیسی غلطی کیے بغیر بولی۔
 ”اس پھر ٹھیک ہے۔ میں بھی کھانا نہیں کھاؤں گا۔ رات کو بھی نہیں کھاتی تھی۔ سنے کے اور تم مجھ سے آگے بہت تر کرنا۔ جو کما سواؤں گا میں بھی۔“ وہ ہنسنے سے اترتا ہے۔
 ”پھر پلای کی اور وہ جیران کی کڑی رہ گئی اس کے الفاظ میں کمر باندھے۔ بد وقت تھا۔ وہ ست باہلوں سے چالوں صاف کرنے لگی۔ وہ ہر کا کھانا پڑنے میں کلابور ہو گئی۔ اس نے ہاتھ میں صرف چلنے کا پلای تھا۔ جو ک ستاری گی۔

گھر کا پلای کی ناراضی نے اس کی ہموک اڑا دی۔ اس نے بھی اس کی تیزی سے کلم میں کیا تھا۔ ملنی اور کالی کو کھانا دے کے پلای جان کے کچھ ہنسنے سے ہنسنے چلائے۔ جی ایک کیلہ پڑی سی پلای بھر کے وہ اس کے کمرے کی طرف بیدگی۔ پکا سا چٹاں تھمراہے سے دروانہ کھل گیا تھا۔ وہ ہیٹ کے وسط میں کیے منہ سمجھنے اور صاف لانا تھا۔
 ”ہاشی! اس نے آہنگی سے پکارا اور آجاتا ہے۔“
 ”ہاشی! دوسری بار اس نے منہ ہانگی پلای۔“

”یہاں جلی جا رہی ہیں۔“ میں تھمراہے میں لنگ۔ ”وہ ایک مہینا تو وہ سمکے چھتے آئی۔“
 ”پتھر کی اگم سواری! مجھ سے کھلی ہوئی۔“ شرمیلی کے ساتھ اس کے لیے میں کی گئی اور لنگ۔
 ”میں تم سے کھلی؟“ وہ کیے ہوئی گئی جو ڈراما کالم کھڑا۔ ”وہ صوبہ ماہی و سمندہ اگلی گئی پورا ہوا تھا۔“
 ”میں آگے تھمراہے کی انکار میں کھل گئی۔“ وہ آہنگی سے بولی۔

”بہت انکاری نہیں۔“ وہ اٹھ بیٹھا۔ ”تھمراہے انداز اتنا سخت تھا مجھے براگا ملا۔ گھر میں نے نہیں کسی انکار میں کیلایا۔ پلای نے بھی کسی تھمراہے سے نہیں کیا۔“ وہ سر ہونکے آہنگی سے کھڑا تھا۔
 ”جب سے تم آئی ہو۔ میں سلسلے سے کئی فریڈ میں جی کہ اپنا تاک نہیں لگاتا۔ تم سے خند کر کے اپنی بہت خواہاں تھا لگتا ہے۔ جو کنگہ تم۔ تم مجھے اچھی لگتی ہو۔ میں۔ میں۔ میں تھمراہے سے زیادہ نہیں کر سکتا۔“ وہ سر ہونکے کھاتا تھا۔ وہ شہرہ زینبی کی۔

”چھ! اپنا ہے چرسے کے ڈالے یہ ٹھیک کر۔ میرے ہاتھ سے تم پر ڈالو تو فگ لگ رہی ہو۔“ وہ بھڑکے اٹھتا اور شکر لایا تھا۔ اس کی بے یقین تھی۔
 ”میں تم سے نہیں اپنے نہایت سے مزہ آگے میں کھوں گا۔ جی ایویں سرتزہ پر چلائی۔“ شہرہ سے کہنے اس نے پلای اٹھا کے اپنے کے رکھی۔ پلا چوچر۔
 ”کے کلابی طرف بڑھایا۔“
 ”تم کھو۔“ اس نے گئی میں سر ہونکے۔
 ”ہرگز نہیں! میںیں مجھ سے زیادہ موک گئی ہے۔“

یہ چھوڑا تھا۔ وہ مت بھول گیا تھا۔
 ”ان دونوں کے ایگرام میں اب صرف کچھ دن رہ گئے تھے۔ وہ نوس ہفتوں میں قتلہ زحالی میں۔“
 ”بھرتھان! اپنی لمانہ کرتے بیٹھو اور لائی تو۔“ نے پلای کی۔

کر دی۔ وہ بہت راجو تھا۔ لہذا کاشی اپنے پچھلے باغ میں رکھنا کہ وہ نظر کر کے لب بھی غصا ہو گیا ہوا تھا۔ پلای شام شروع ہوا اور جوں جوں رہتے ہوئے گئے اس کے چرسے سے چھائی پر عوامی کو بھی لگی تھی۔ پھر چرسے کے بعد وہ بہت سو اور مطمئن لونا تھا۔ لہذا لنگہ کر کے ایگرام خود ختم ہوا اور چھٹیاں مٹانے سے نوبلی کی شرارتیں مٹوانے چکی گئیں۔

وہ کاشی دوسرے مہینے میں چھلانی باہر کے گیٹ سے نظروں جھانے ہوئے گئی۔ پلای کا زورٹ آنا تھا۔ ساہوہ انگ صبح پانچ میں لیے بیٹھی تھیں۔ نواز صاحب کی روزانہ کال آگئی کی۔ جی اس کی انٹرنس انکار میں پھر کٹ کٹ کرشل ہو گئیں۔ سب سے دونوں لگے چرواہے کے ساتھ گھریں داخل ہوئے۔ ان کے ہتھے سرور اور مہمراہے ہوئے انداز دیکھ کے وہ اپنی جگہ ساکت ہو گئی۔

”زورٹ کا کیا ہے؟“ ان کے قریب آئے پس نے کھنکھنے سے میں نے پوچھا۔
 ”کاشی نے لادنا تھا جو بزموں کی طرح سر بچانے کوڑا تھا۔“
 ”کاشا ہرے جیسی محنت کی جی سلمو جی اتنی ہی ملنا تھا۔ پھر یہ بیان ہی نہیں رہا۔“ کاشی نے اس کی طرف اشارہ کر کے جواب دیا۔
 ”کیا کچھ نلایا ہو گیا؟“ پوچھتے ہوئے اس کلاب ڈوب گیا۔

”میں قدر نلایا کیے مجھے یقین ہی نہیں آ رہا۔“ کاشی کی کواڑ کھ رہی تھی۔
 ”مجھے دکان کے باہر ایک دوست نے کیلہ بی زورٹ چیک کرنے لگا اور چلا گیا۔ میں نے لاکھ پار پوچھا۔ پلای تو اپنی نہیں۔ سارے دستے اس کی ہی کیفیت رہی ہے۔“
 ”کاشی کے انداز میں ان کہت ہی گئی۔ وہ کھنکھ رہتے پڑے۔ ان کو قتلہ زورٹ کا تھا۔
 ”تم نے ریل کیرٹیک سے نوٹ کیا تھا؟“ کاشی اور

سہمی اجازت کے بغیری اعلانہ؟ پوری ہی ضروری
 مینٹنگ ہے۔ تم کوئی اور لے لو گے وہاں کھو۔ اس
 کے آگے نہ اڑاؤ، نہ ڈراؤ، نہ ہی نہی نہیں گئے۔
 کالی کامن جرت سے کل گیا اور ہاتھ کھینچ گئے
 ان دونوں ہاتھوں نے بھی تھوڑا اور میں گیا تھا۔
 ان دونوں کے پیڑھے اور جوتوں کا ٹاپ ایک ساتھ
 جس کا ہی چاہتا ہوں سر کے چہرے استعمال کرنا
 اس نے ہوا ہوتے ہاتھوں سے جوتے اسے صفا
 لیے۔ نہیں ہے یہ ہا ہر نقل کیا کالی میں کھڑی
 سیدھی رہی کسی اس نے ہی کے چہرے جو جن
 وہاں دیکھا تھا اس کل کٹ کے رہ گیا۔

”یہ کیا کاشی سے کو میں اس سے چلا جاؤں گا۔
 میرا تو نہ کرے۔“ اس سے کہہ کر وہ بیڑے کے پیچھے
 کچھ تلاش کرنے لگا۔

”وہ آٹھوں میں ہی لے لیت گئی۔
 تمہاری سبھی کسی اور شکایت کا موقع نہیں دیا تھا۔
 تمہاں میں اس نے ہی کے بچوں کو ڈرانے کا وہ دم میں
 یوں چھپا کر شروع کیا تھا۔ اس طرح وہ ہوں کے
 کراہنے کو تو اس نے ہی کا فریڈ نکل لیا۔ یہاں ہی
 لیں کے بعد اس نے پارٹ ٹائم چاہا۔ لے لے لے
 سمجھتی تھی وہ خود بڑا تھا۔ انوار کرم جس کی
 طرف دیکھتے تو ان کی نگاہ میں بیٹے کے گھر ہو گیا۔
 انہیں بڑے بیٹے کی جہانے اس سے بہت امیدیں تھیں
 تھیں جن کا وہ بھی بھرا کھلے رہی کرتے رہتے تھے۔
 جب اس کی چھٹی ہوئی یا فرصت تھی تو وہ پاپ کے
 ساتھ وہاں ہی چلا جاتا۔ پھر جیڈی اور کھانڈا رہا، اس
 میں ابھی بھی تھا مگر عقل کے ساتھ ساتھ۔“



”وہ کاشی کے ہوا اس لیے کیے جا رہی تھی۔ وہ تیار ہو
 کے ساتھ دیکھ کے کہنے میں اب نہیں تانے ملی آئی۔
 چند اور ضروریات تھیں اسکے وہاں کالی کو دیکھنے کی
 تو نہ مارا تھا۔ پہلے ہی جیڑے کی لیں نکل رہی تھی۔“

”جی۔ جب وہ لے لیں خرید کر دیا تھا تب ہی اسے
 پسند میں آئی تھی۔
 ”لوں ہوں لی کہو ایسے جیسا رنگ ہرگز نہیں
 پہنے گا۔“

”مندی میں نہ بڑا تے بڑا تے اس نے وہ لیں اٹھا
 کے وہاں رکھی اور آسانی تک اسے نہ لیں نکال لی
 جو اس کی زندگی میں وہاں آٹھ گھنٹے وقت پہ اس کے
 ڈھمکے میں وہ وہاں لے گیا تھی۔
 وہ چند اور بیانیہ جھانے تو لیے سے بل کر دیا
 نکالا تھا۔ تو یہ ایک طرف اچھا لے کر ڈرنگ تکیل سے
 باڈی اسے اٹھانے کو ذریعہ چڑھا کر لیا اور پلے سے لیں
 اٹھانے لگا۔
 ”یہ شرت کرنے پہنچنے کی ہے؟“

”تو لہہ اسٹینڈ پہ والے اس کے لیے کی ترشہ واضح
 تھی۔“

”جیہے یہ رنگ سوٹ کرتے“ جنہیں باہل بھی کلر
 مہنس میں سے مجھ سے تھوڑی کی شرت اٹھانے
 کے آتے وہ اپنی ٹینٹنگ میرے ساتھ ہی لیا کر۔
 جب سے تمہاری جاہ ہوئی ہے تمہارے خاندان
 پر پڑے نکالے ہیں۔ اپنا پر کام تو سے کر لینے ہو
 پیلے تو کرنا نہیں کرتے تھے۔“
 ”جیہے وہ ہی بولنے سے سکرانے سے وہ سب کہہ رہی
 تھی اس کا تھوڑا کھڑک رہی تھا کاشی کا وہ کھانا انوار
 اسے بہت تعریف دینا تھا۔ کھانا کھانے کو چاہتے تھے
 قاصر تھی۔ اس کے معاملے میں خاص اہمیت دیتے تھے
 تھی۔“

”تمہارے نزدیک تھے صرف کہہ سکتی ہی میں
 برے سے مہنس سے ہی نہیں۔ تمہارے ایک
 بیوقوف انسان سمجھی ہو تو تمہاری اپنی چاہی کر پلے ہے
 جس میں خود اٹھاری رہی ہو کر بھی نہیں۔ وہ اپنی زندگی
 کے چھوٹے چھوٹے سے معاملے میں تمہاری رائے کا
 حجاب ہے۔ میں اس لیے کہہ کر لے کر لیں اس نے؟
 تمہاری اس سے بددلت ہی نہیں ہوتی۔ وہ بچوں
 بڑا کھانا۔ اپنی ہی جگہ ساتھی سے ہی رہی تھی۔“

کالی اور ساتھ ہی جگہ اس کی تھوڑا سا سن کر کہے
 میں پہلے آئے تھے گھر وہاں دیکھ کے ہی چہنہ ہوا
 تھا۔

”تمہی بھی پوچھتی ہی نہیں کہ میں اپنے بیویوں کے
 کھانا کو کے کچھ کر سکوں۔ تم آگے کھانے کی مادی
 ہوئی عورت تھے پیشہ انہیں سنان، لیٹنا جاتی ہو میں
 تم سے لگا لگوں۔ اس میں تمہاری انگو تھوڑے تھی
 ہے۔ میرے لیے ہر کام اور فیصلے پر تھوڑے چینی کو ہو
 میری عقل تو تم سے لاف نہ کر سکتی تھی۔ پھر کیا ہی
 مجھے اور رر کو ٹھیکہ دیا اور تھوڑے۔ میری زندگی
 میں دخل اندازی ہند کر دیا۔ جگہ یہاں سے۔
 میری زندگی سے کچھ عرصے کے لیے چلی ہوتی۔ سکون
 لینے دو تھے۔ روز میں باکل ہو جاتے گا۔ وہ دونوں
 باہوں سے اپنا سر قلعے میں پڑ گیا۔“

”خوش تھے یا کھلا ہوا سید۔ جو وہاں موجود ہر
 شخص کی سماعت میں لٹاؤ کیا تھا۔ بہت ہی ٹھیک
 تھی۔ آٹھوں سے آنسو روں تھے اسے عین نہ
 رہا تھا کہ یہ سب کاشی نے ہی کہا ہے۔ وہ بھی اسے؟“

”وہ جس کے لیے اس سے ساڑھے چھ برس قریب
 دیں۔ اس کے دو تھیں مستقبل کی خاطر اپنی پھانسی کی
 ڈھانچوں کو کھینچ کر لیا۔ اپنی بیوی کی ضروریات کو بھی نظر
 انداز کر کے اس کی بی بی بیوی کی ضروریات کو بھی
 کی ذات کی کھینچ کر لے کے کھو گئی تھی کیا جس
 بل تھی نقل ہو گئی تھی۔“

”اس نے پیشہ اپنی آٹھوں اور جرت سے کی پریشانی چھا
 کر اسے خوش اور مطمئن رکھا تھا۔ وہ کیا تھا اسے؟“
 کاشی کو انکار اور دوسرے مہنگی نہیں آتا تھا۔ اس کی لیے ما
 خریدیں پوری کرنے والی کالی نے اس بار میں ہر مادی کی
 تھی۔“

”کالی کو گئے تین روز ہو چکے تھے۔ سارا گھر مہنس
 مہنس کر رہا تھا۔ ساتھ ہی کچھ اور کالے اسے صاحب
 اس نے بہت کھڑی سے مادی عورت حال کا

تین کالی تھا۔ لہذا کرم کو بہت چاہا انہوں نے خوب شوہر
 چاہا۔ کالی اس کے خوف سے کھلی ہی منظر سے غائب
 ہو گیا تھا۔ ساتھ چپ چاہ سکتی رہیں۔ ایک عجیب
 ہی مادی اور دہرائی چھائی ہوئی تھی۔

”اب کہا ہو گا کالی، تمہارا پاپ صاف صاف کہہ
 چکا ہے کہ اگر چند دنوں میں وہ لگا کر وہاں نہ لایا تو وہ
 اسے قلعے کر کے چلا دے گا۔ پورا ستر بھی لے کر لیں
 گے۔ میں تمہاری اچھی جان کا ساتھی لگا کر لیں گا
 بیواری دکھوں کی مادی عورت۔ ہم نے اس کی بیٹی کے
 ساتھ کھانا کھایا۔“

”ساجد نے جو پریشان تھیں۔ انہوں نے اور کالی
 نے اسے روکنے کی کوشش کی تھی گھر وہ نہ لیں۔
 ”ابھی اگر آپ میرا ساتھ تو سب ٹھیک ہو سکتا
 ہے۔ میں نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔“

”خوش سے میری حالت میں! ہم ابھی کالی کو لینے
 چاہتے تو وہ لوٹ آئے گی۔ آپ کو وہ بھی انکار نہیں
 کرے گی۔ کچھ لگا کر لیا تو کاشی کو چپ ہے کچھ وہی
 لے ہوئی۔ اسے جب تک لے پڑے پھر شرمندگی
 اور کالی کے دھوکے کا اہیت کا احساس نہیں ہو گا۔ پورا
 نہیں لے گا۔ اگر خاندان کو مل کر ان کے رشتے

میں شرمندہ اور اس بیویوں کو اس کے کہنے وار صرف
 ہم ہوں گے۔ کچھ ہم ٹھیک سے اسٹینڈ نہیں لے سکتے۔
 کاشی کی عقل میں بات بھانسنے سے نہیں بھل
 کرنے سے آئے گی۔ ابھی نہ صرف جوتے سے نکل کر
 مارے گا اور ہر عیشہ کے لیے چھوڑے گا۔ ابھی
 اس نے سڑ سے نہیں کہا کہہ اس کی ذہانت کو
 صلا دیتے ہیں سے خائف رہتے گا ہے۔ شاید اس کے
 خیال میں عکس کی کا حقیق عرصے ہوتا ہے۔ وہ
 خدشہ کالی کی حرکت کو دیکھ کر نہیں شکایت میں ڈال
 سکتا ہے۔ آپ کو میں ذراہ نفسی سے نہیں سمجھا
 سکتا اس کاشی کے معاملے میں بیباکی کو لیں دیا ہی
 کرتا ہے۔ وہ کہنے کو تو ان سے میں خود بات کر لیں
 گئی۔“

اس نے بہت کھڑی سے مادی عورت حال کا

اس کے بل پر گھونسا مارا تھا۔ قاتل اس کے کب اتنا آگے کا سوچا تھا؟ آگیا ہے خود سازندہ ناراض ضرور نمود۔ مگر اسے جوش کے لیے اپنی زندگی سے نکل دینا۔ وہ پینٹ اور دودھ کا گلاس کی بی فریج میں رکھ کے نکل گیا۔



اگلے روز وہ ساراٹھ میں بے تکالار لگا کے سو گیا۔ نہ تو صرف اچھر کے صحیح بھائی بلکہ بھری گفراں پرہنے بھی گیا جو وہ اکثر گل کر گیا کرتا تھا۔ کالی اور سادھی کی جڑیل بھی تھی کیونکہ آج نہ جوت سادھارک میں تھا۔ آہستہ آہستہ مضمکن تھے۔ وہ کالی اور سادھی کی ساراٹھ سے بے خبر نہیں تھے۔ انہوں نے بھی موقع ملنے ہی حسب توقع اپنا حصہ ڈال دیا تھا۔ پھر اس نے سہہ صرف خاموشی سے سارے روز سے رگے رگے کھانسی کی دھڑکی اور اب کالی کی جگہ وہ انگلی میں میں کئی درد کیا کرتا۔ اپنے سارے کام خود بخود انجام دیتے۔ آج انھا میٹوں کو روزہ تھا۔ گزار کے ایشہ وہ گھر ہی تھا۔ اس نے سوچا ہو سکتا ہے کل چاند رات ہو جائے۔ سو کر سکی تفصیلی صفائی کرتی تھی۔

”ہاں۔۔۔ کالی“ وہ مل کو اتار کر باہر آیا تھا۔ کالی بچے کا تین پے کرتا تھی پچھلے پے گھر اور باقی سادھ خورش پھانے اس کی تیرنگار۔ وہ قیدی تھی کئی۔ پچھلے پھانے اس کو اس طرح چارے ہو۔“

”ہاں لیبے وہ خالی ہے۔“ اس نے ڈیہ ان کے سامنے کیا۔

”ہاں لیبھے بھی نظر آ رہا ہے۔“ انہوں نے تا کبھی سے کہا۔

”ہاں میں کیا کھانے نہ کھیت تھا، وہ کہاں گیا؟ کیا وہ ساتھ لے گیا ہے؟“ اس نے ایک ہی سانس میں اس کا پوچھ ہی لیا۔

”کالی نظر کر کے کھٹ کھڑا ہوا۔“

”اے لیبھے یہ کیا کہہ رہا ہے؟ کاشی؟“ اب انہوں نے خالی کس اس سے بھینسا۔

”اس نے میرے اور کالی کے سامنے ہی بیگ میں صرف کپڑے رکھے تھے۔ میرے مسلسل متحر رہنے سے پھر اس نے چھاپا تھکے پھاڑوں۔ خدا آباد ہے وہ صرف کپڑے لے کر گئی ہے اور لیور سہ۔“

انہوں نے خاص ہانڈ بگڑو کر لیا۔ اور راجھو ڈیا۔ زور کی کشیدگی نے انہیں ہراساں کر دیا تھا۔

”پھر کبھی آپ ایک بار اسے خون کر کے پوچھ لیں۔“ وہ جیسا بے مواصل نکل کر فریور کھل کرنے لگا۔

”کالی نے زور پوچھا تھا۔“ کالی کے منہ سے نکلے الفاظ نے اسے ساکت کر دیا۔

”جب کرتے ہانڈ لیتے کی خدمت کی آواز ملے گی اس اتنی رقم کی نہی اس کے پاس۔ موت لاری کی رشتوں کو بھانسنے والی کیمائی خندا کے پر لفظ کو خوف آخر کچھ کر حکم پہالے۔ دل نکلے اسے تمہاری خواہش کے لیے پورے اٹلی پھرتے ہے اسے اتقاری ہوئی۔ رات پاو آئے گی۔ اس کے خونوں پر مگر اہٹ رنگ نہیں۔ جو فریور رکھ کے اس نے دو مگر ڈیہ کھولا اور جڑانہ ہو گیا۔ کھل سوسنے نہ کھیت میں تھا۔ ڈیہ خالی تھی۔“ یہ وہ لبت تھی کھلا عرصہ میں اس

”نہ ہانڈ کھیل تھی۔“

”تو مت بچھڑائے گا کاشی؟“ سادھ بیگم آنکھوں میں آنسو لے بیٹ گئیں۔

”کاشی کی رحمت ڈوڈو چو چو تھی۔ سر کدم بہت ہماری ہو گی قاتل اس کے اندر خوفناک اچھر رہا تھا۔ وہ اپنا کپ بھوسے بھائی سے چھپا کر لیا۔ بڑے کرکڑوں سے سر نکلتے چپکے سے وہ آٹھوں کی پیلین کم کر کے

”ہرگز نہیں۔“ میں نے تمہاری ہر کے لیے فرض کر لیا ہے۔ تو تیرا بھائی میں اور میں اس دنیا کا سب سے برا اور آخری گیند ترین انسان ہوں۔ سب نکل پیسے گورن میں جا رہا ہوں۔ تمہاری بھی کوئی تو میں بدھا ہوں گا۔“ سادھ بیو دمکھی ہنسنے لگی۔

”اے لیور میری اتنی برائی رشتے داری کالی لانا کر لے پانچ ہزار کالی ہیں؟“ وہ کالی کے ہاتھ سے گل کن چکا تھا۔ اس کے ہتھنہ پتر کیا۔



آج آنتھسواں روزہ تھا۔ کالی کی برسوں کی محنت سادھو تھکر اور کالی کی ساراٹھ نے وہ اثر نہیں کیا تھا۔ وہ اس وقت سے کہ کھلیا تھا۔ اس سے اس وقت کے حل کے لیے کالی کے پاس کالی تھا۔ جو کب سے ایک ہی رت لگا کے ہوتے تھا۔

”میں کالی میں کیا کھانے میں چاہوں گا پھر مجھے اسے مٹانا بھی نہیں آتا اور پھر پوجہ میں ان کا سہنا کیسے کر پڑاؤں گا۔ کوئی لیور حل سوچ۔“

”وہ آج بھی کی تدبیر میں کیا اور کوش لانا چاہتا تھا مگر خود چلنے سے چھٹا رہا تھا۔“

”میرے پاس خودوں کا پارہ ہے مگر میں تم جیسے انسان کی اپنی صلاحیتیں میں کرنا چاہتا۔ آخری بار جتا دے میں چاہئے گا؟“ وہ اٹھی اٹھاتے ہوئے تیز ہوا۔

”کاشی نے پر زور اٹھائیں میں میں سہلایا۔“

”میں ہانڈوں کا کھانا کھینے اور وہیں لے کر کڑوں کا گھر میرا زور سے میرا لٹک لانا ہے۔ آگے دو کرتا تیرا زور ہے۔“

”مجھ میرے بھائی کو ایک بار یہ سمجھو رہا ہوں چاہئے۔“ کالی کی اس تشنہش پہ اس کا دل بیل بیل گونگیا تھا۔

”نکل دن ہزار ہوئے۔ میرے مشورے اور تمہی چو کی لوٹیں لائے گی نہیں۔“

”تو نے کوئی مشورہ سیکھ کھولا ہوا ہے بھائی ہوں میں تیرا۔“ کاشی نے تمہیں پچھلا کر اس کی غیرت چٹا چھاپا۔

کالی نے شادی مگر سکی کینیت طاری ہو گئی تھی۔ کالی نے اسے بیٹھ اپنے پر منسوب ہے ہا تیرا کھاتا تھا۔ کاشی کی خاموشی، لیبھی شخصیت، کھالے سے ہر پرہٹ پانچا رہا تھا۔ کالی ادا تھی بھجھو اور تھی۔ اس نے یہ لبتو

میں کھڑا کیا تھا کہ وہ خود اسے لینے آئے کیونکہ وہ اسے اچھی طرح جانتی تھی کہ وہ اس کے گھر آئے گی۔ بہت کرسنے میں شہزادہ کی بیٹی نے اپنے دل کا نام لیا وہ اتنا لہا تھا کہ میں کرا سکتی تھی۔ وہ بھی اس کے گھر جانے سے پہلے اس کے ہمراہ عید کی خوشیاں منانے کو بے چین چہن چہن آئے۔ لگتا تھا اس قسم سے چھوڑتے صدموں سے تکی ہوئی۔

”مگر کئی ایسے طرح میں تم پر تری ہو۔ اس نے کہا، میں آگئی وہ بلا رہا ہے میں جا رہی ہوں۔ اگلے ماہ سلطان کا عید ہے اور چاہتا ہوں کہ وہ میرے ساتھ منہ چلا کر بیٹھتی ہو۔“

”ہو، ہو اور رات میں آوں۔ اور۔۔۔ کھڑکیا۔“ اس نے چلتی چلتی کہا۔ مہیا لڑکھن کے کاشی کو گل کرنے لگا۔

”ہاں یا ارفغیب، ہو گیا۔ کاشی پیلے ہی آئے تو تار چینی سے نہیں۔ نہیں رہنے کے لیے نہیں۔ اس کے ہاتھ چینی کی بڑے بڑے ہیں وہ عید کے لیے آ رہی ہے۔ میں نے تمہاری خوشیاں منانی گھر وہ تو کچھ سن ہی نہیں رہی۔ یا تو تیار کر چلی۔ یہ تیار بن چلا۔ اتنی کمزور نہیں ہے۔ مجھے دیکھنے ہی دل ہیج جانے لگا۔ ہاں ہاں جلدی کرنا میں اسے لے کر آ رہی ہوں۔“ کاشی کے ہاتھ روک دینے خاصے منہ چلا کہ اس نے فون بند کر دیا۔



وہ دیکھتا ہے ہونے مزدور داخل ہوئی۔ اس کے کپڑوں کا ایک بھی لٹے ڈرا رنگ دم میں چھاپا ہوا تھا۔ سادہ سے دیکھنے سے کمرے میں جانے کے لیے تکی گئی۔ کمرے میں وہ زور دیا کہ کابل، بل رہا تھا۔ اس نے ٹھیک لائٹ روشن کی۔ مریض نے آنکھوں سے اڑو ہانکے ہو کر دیکھا۔ وہ دونوں کے دل ایک ہی تلب و دھڑکا اٹھے۔ دونوں نے فوراً ”غلطی، چرائیس۔ وہ دو میں ایک ہے قزاقی ہی ہو گئی تھی۔ اس نے اشاری کے نیچے خاتون سے اپنی کس نال کر بیڑی اور ادا کے کمال

کر پڑے۔ یہاں سے گئی مہنتیں کسی کی تواری شرت سے بھر گئیں۔ اسے پڑے اٹھا کر تو کچھ کرکاشی گھبرا گیا تھا۔ اسے پڑے نہ سوسا تو کھانا شروع کر دیا۔ ایک سار تو ہوا سا۔ دو سری اور اور تیسری بار اس کی کاشی کا دورا میں اتنا پڑے کہ کاشی کا پڑے پھر وہ اس کے پاس بھی آئی کہ وہ اس کی چالکی بھری تھی۔

”کیا ہوا کاشی؟ تم کو کچھ تو ہو؟“ زور تو کس احساس کاشی کے خاصا بڑا حال کر لیا تھا۔ اب یہاں خوش ہونے کے باپ رہا تھا۔

”مجھے رات سے 105 خراب ہے مگر کسی نے مہیا کھی جھانک کر مل نہیں ہو چکا۔“ چہرے پر اتنی بھاری غاری کر لئی تھی۔ ساتھ ہی شیراز اور دو دونوں بازو کر کے بھر کر لے۔

”تم خود ڈاکٹر کو پاس چلے جاتے۔“ وہ بھی معذوری پر تیار ہی سے لے۔

”روزے دار بند ہوں۔ پونچھ روزے پھوڑتی سارے رہنے ہیں۔ اپنی اعراف کا مورخ ہاتھ سے کھیل جانے پندرہ صبح سے باہر نہیں ضروری تھا۔“

”چلا میں تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے جاتی ہوں۔ کم از کم دو تو لے آؤ۔“

”چلو اور بھی اب کچھ گھر بھی جانا ہے۔“ اس نے گلت دکھائی۔

”کون سے گھر؟“ یہ سنتے ہی دست ہوا۔

”اب نہ گھر۔“ وہی ڈاکٹر کے ہونے۔

”صرف یہ کہ تمہارا ایچا ہے جس میں میں رہتا ہوں اور کوئی بھی نہیں۔“ وہ ایک لگاتار دیکھتی رہی۔ وہی وہی کتھن کر لیا تھا۔

وہ اٹھ کے بیٹھ گیا اور کاشی ہاتھ پکڑا سے بھی قریب نہ آیا۔

”کاشی! تم سوری کیا اور کاشی سوری۔“ کاشی وقت کر کے ہوا۔

”میں جس اور تمہاری نہیں کو ناکر لیتا ہوں۔ یہی سہ نہیں صرف یہی بات تک تمہارا نہیں۔“

میں جسے پکڑتی نہیں گوں گلائی ساری زیادتیوں سے کوئی دلیل نہ ہی کوئی بھرتی ہی وضاحت کیونکہ تم جانتی ہو میں کتنا شگفتا ہوں۔ تم نے مجھے میرے کھونچے لگا کر کھنچے۔ یہ تو عظیم احساس کیا ہے میں کسی ایسے کلا لہر چکا نہیں ہاں گاؤں میں سب کے لیے تھکتی ہوں۔ بہت بڑا لطف ہے۔ خود بخود ہماری اور میری کاشی چڑا لیا تھا۔ ہمیں عرض جان گیا ہوں کہ میں ایک گھوڑا رکھتا ہوں۔ یا پھر تمہارا اس قدر دلداری ہو چکا ہوں کہ مجھے کوئی کلمہ کوئی فیصلہ تمہارے بغیر کیا میں جا نہ مجھے اپنی زندگی کے ہر روز پر تجھ ہی پر وہ دیکھو ہے۔ میں تمہارے بغیر کچھ نہیں ہو سکتی ہوں۔ یہ وہ اس کا تھا۔ قاتل آٹھوں میں صحت کے ناپ جلائے اسے تک رہا تھا۔

”میں تنگ جاؤں گیتی نہیں ہاں گا تمہارے بغیر۔ میں تمہارا ہوں کیا تمہارا۔“ بلیے ہر چہرے پر ڈھیلوں نہایت چھائی۔ وہ رنگ نہ لگی تھی۔ اس کی ذرا دل سے اٹھتا۔

”کاشی تو تمہارا ہے۔ وہ مجھ جیسے بھی میرے تو ہو۔“ اس نے چنگ کر سہرا اٹھایا تو میرے سے مسکرائی۔

”میں سہیلی بہت سادہ ہو کاشی؟ تم نے سہا بھی کیے میں نہیں چھوڑ کر کئی جاؤں گی؟ یہ اتنا عرصہ تمہارے بغیر کیے گا ہے میں ہی جانتی ہوں۔ پھر تم جتنی محنت کون کرے گا مجھ سے؟ تمہارے کتھن سے ہو پھر تسلیم کر کے معافی بھی مانگ لیتے ہو مجھے پاؤ کر کے تمہیں ہوتے ہو۔ روزے بند کر کے لینے ہو مجھے۔“

واپس لانے کے لیے کاشی کی تکیاں ہی کرتے ہو اور وہ اندر۔ ”خود کو 105 خراب پڑھا لیتے ہو۔“ پھر سے کسی جھنجھکی مگر آنکھوں میں ہرگز شہرت سے کہہ کر رہی تھی۔ وہ تو تھنوں کی طرح نہ کھولے نہ رہا تھا۔

”کاشی! وہ کیا ہے؟ وہ خفیہ سہو کر مسکرایا۔“

”کاشی! یہ بات۔“ اس کا اظہار اس میں ہی رہ گیا۔ کوئی کاشی کا بازو روکنا کھول کے آئے۔ وہ ایک

داخل کو زبردستی میں کر رہا تھا۔

”تم بہا نہیں آ رہی کیا؟“ کب سے وہت کر رہا ہوں۔ پانچو نے کہا تھا جلدی چھوڑ دینا اور ہاں۔ کاشی اٹھ گیا کہ رہی تھی کہ یہ ایک دلچسپ لے جانے کی کیونکہ یہ اسی نے تمہیں سے کر دی تھی۔ تم سے تو کوئی صلہ نہیں چاہتا۔ ایک تو لے اور کاشی کئی تھکتی یہ سپیڈ بھی لے جاؤ۔ یہ بھی تو تمہارے پیروں کا ہے۔“

وہ ان دونوں کو بولے کا موع سے بے خبر اپنی ہانگے جا رہا تھا۔

”بلیں، غیبیت، فہلی، ہمیں ملانے کے بجائے الگ کر رہا ہے۔ تو نے کیا کر میں کھلانے کے بھ سے اس بڑا زور ہے اب چہرے سے کھڑا اور ادا ہے۔“ کاشی جست کا گاسے کے پیچھے پڑھا۔ وہ بھی کاشی قہر آئے اور تھا۔

بست عرصہ بعد اس گھر کے رو پور نے ان دونوں کی اس طرح کی کچھ بیکار کی تھی۔ سادہ حکم مہنتیں ہی مسکرائی ہوئی اب ہر کئی تھی۔

”ہائے کاشی! اس نے اس بڑا زور ہے بھی اٹھتے ہیں۔“ کاشی نے بھی زور دیا تھا۔

”اس نے دانت کچا پائے۔“ کاشی کو بس اتنی ہی صلت چاہیے تھی۔ وہ بس جھانک لگا اٹھ گیا۔ چہرہ گیا۔ کاشی نے ہاتھ رکھ کر کہنے جا رہی تھی۔ سادہ کاشی ہی نہیں۔ اوپر چھت ہے۔ ان کے پیچھے چلانے کی کوازیں آ رہی تھی۔ زندگی اپنی پوری خوب صورتی اور مسکراہٹوں سمیت بہرے اس طرح صحت کئی تھی۔



ہونگی عورت کی بھی



”میں نے لاکھ لاکھ اجلاسٹ تھاہ میوی تو آگئیں۔
 جم کر رہ گئیں اس پر دل چاہا سوٹ تھا کرمانگ
 چاقوں گروکھن وار شاید میرا راہ بہا تب کیا تھا جب ہی
 تو مسلسل گورے جا رہا تھا پھر میں نے ہمت کر کے
 قیمت پوچھی۔ پھر تو میں مت پوچھیں، دن میں
 مارے نظر آگئے۔“

دکان دار طبعی انداز میں مسکرائے گا ”اماں! اس
 وقت میرا دل چاہا کاش ایسے ایسے برسوں توں سے بھر جائے
 اور میں اس دکان سے ساری سستی چیزیں خرید لوں۔ مگر
 ہائے! یہ خرابی کی خوب صورتی اور حقیقت کی
 پیدہ جی۔ نکلا میلوں اس اور اس میں پیسے ناممکن۔ سہا لیں
 بانگن۔“

لہل کا ٹکڑا ہوا مسلمان ان کے آگے دھیر کرنے کے
 بعد حسب عادت ارمہ اپنی خواہشات کا رونا رو رہی
 تھی اور اہل خانہ ہراس سے عاجز مسلمان کا ہاتھ لے
 رہی تھیں۔ کس حقیقت اس کا ایک ایک لفظ ان کے
 دل و دماغ پر نرم ہو رہا تھا۔ ملا تھو وہ پیلے سے چاقی
 چھین کر ہواڑا کی پکاچہ عود کھ کر اس کا مٹھی اہل حضور
 چنے کا گندھو دھس گئی تو پیسے اسے قیتی چیزیں خرید
 کر تو بیسہ دے سکتی تھیں۔ تب دیکھنے پر بھی ہوسے

لگا دیتیں۔ وہ پورا سال خوشی خوشی گزار رہی۔ مگر مشران
 میں حسب وہ سب کی پوری کیا تیاراں منگوا کر لیں بھی چل
 جانا اچھی اچھی اور بہت ساری شاپنگ کرنے کے
 لیے۔

لہل جو کہ اس کی اس عادت سے تجلج واقف

تھیں اس لیے خصوصاً ”بہر مشران میں سے باہر بیٹے
 سے گریز کرتیں مگر ان کی طبیعت کچھ ٹھیک تھیں
 تھی اور مسلمان مکتوا بھی ضروری تھا کہ پڑھے آنہ ہی
 کی کر دیتے تھے۔ موائے بھیجا یا تھا اور تب سے وہ
 شوق نگہ۔“

”اور بل لہل! ایک شہر میں بڑا اچھا گاہک تھیں۔ قباہی
 وہ لٹا تاؤنگ اور خوب صورت کپڑے۔ اگر میرے
 پاس لستے پئے ہوتے تھے تو میں اسے ضرور خریدتی اور
 پھر وہاں میں نکیل پر رکھتی۔ آج ایسا لگتا اور لہل!
 چولہی۔ لہل میں تو دیکھ رہی تھی۔“ اور بل لہل!
 میں نے عود کے لیے سوٹ لیکر لیے ہیں سو پتے تو
 سارے ہی پڑے۔ ابھی تھے مگر اب سارا بازار تو نہیں
 خرید سکتے تھے۔“

”اچھا! یہاں بیٹھے تھاری مرضی مگر اب اٹھو عمر کی
 لہل! میں نے سنی کیا۔ پھر یہاں بھی دیکھنا ہے۔ آج غنڈا
 میں کچھ ہڈا کی بھی باؤن پڑے جوڑوں کی تعریف سے
 ہی بیسہ مگر پڑے۔“ لہل تو لہل لہل تو تانی پڑا۔

”میں نے بل لہل! جوڑوں سے یاد آیا۔ میں نے لہل
 کے گئے اتنے شوز دیکھے ہیں۔ سنی اور ماہوہ کے
 جوڑوں سے بہت اچھے ہیں۔ لہل! لہل! میں لہل! لہل! لہل!
 ہاتھوں میں کھڑا آہا ہے۔“ وہ چشمہ توڑیں ان جوڑوں
 کو دیکھنے کی اور لہل جو اب بے اختیار اٹھ گئیں۔

”جا تو رہی ہوں لہل! ایک تو اب بھی میں اپنی
 نظریہ تلاش ہو جا رہی ہیں۔ اب آپ سے نہیں
 گئی تو کیا اور وہاں سے باتیں کر لیں گی۔“ وہ طراش

ہے۔ اسے خبر کی نماز سے فارغ ہو جوتو دیکھ کر اہل
 نے ایک شخص سا کراڑو اور ۱۱ اس کی طرف بھلا اور
 ساتھ ہی انتہا کی بھی روایت کی۔ سوٹ کے کردہ
 خاموشی سے استغنیٰ کرنے لگی۔
 ”اگر سب جاگ رہی ہیں تو غریب کو کبیر میں اس کا کلر
 کواٹھ کوٹ ہو چکا ہے۔“ وہ چاہنے کو خرابوں میں
 کوئی فیصلہ کی آستین پر استغنیٰ روڑ رہی تھی جب
 اچانک اپنے پیچھے سرودی کراڑ سنی۔ اس نے فوراً
 استغنیٰ بھاگی اور کراڑ سوز کر کے دیکھا کہ اسے اپنی
 طرف متاثرانہ دکھاؤں سے دیکھا پاکر وہ شرمندہ ہو
 گئی۔

تو بس افسوس تھا غریب صوفی کے مزاج کو بولے گا۔
 بھلا پتوہ امر کی ہے چہ جس کسب پڑی تھی۔
 * * *
 ”خیر سب سوال روزانہ شور و مدیہ قریب تھی جس کا سوا
 سخت خراب تھا۔ کیونکہ میں اور مینا کی زوجیوں
 شایبہ دیکھ کر حسب عادت اس کا دل چاہتا تھا۔ وہ
 اپنی قریب تھی اور عید کے وقت اس کے پاس کچھ بھی
 تو تیار کی تھی اور میں نے اس کی دل کی کیفیت
 بھی نہ سمی کہ پھر ایک طرف ان کا سامنا پڑ گیا۔“
 * * *

وہ اپنے ہی خیالوں میں تھی جبکہ علیہ اہل کی طرف
 حوجہ ہو چکی تھی۔ اسے اپنا سوٹ سزاوا تھا اور اسی
 شکل میں وہ بات کرنے لگی تھی۔ علاحدہ عید میں اب
 بہت کم ہلاک ہو گئے تھے۔
 * * *
 چہ تیسویں روزے کو اہل نے اس کے ہاتھ پر
 رقم رکھ رکھی۔ وہ چاہتے تھے کہ یہ رقم اس کی
 خواہش کی تکمیل کے لیے بہت توفیقی ہے مگر اس
 نے خاموشی سے رقم تقبلی تھی۔
 بلازادوں میں بے پناہ کھوم تھا اسے اپنی کیفیت سمجھ
 میں نہیں آ رہی تھی۔ جس خوشی سے کہ وہ بے چین
 رہتی تھی وہ اسے حاصل ہو گئی مگر آخر دل خالی
 تھا۔

کوئی تو خاص جملی تھی جو اسے محسوس ہوتی تھی کہ وہ
 کتنے سے قاصر تھی۔
 ”قرآن ہمارے کسب کا شکر ہے چاہنے کے بعد وہ ابھی کے
 کپڑے دینے آیا تھا۔ کپڑوں سے متعلق کچھ سمجھنا
 تھا اس لیے اہل نے اسے ملا کر کے اسے دوک
 لیا۔ اب وہ تخت پر بیٹھا اہل کی اہتمام ہوئے گا
 انتظار کر رہا تھا کہ اور نہ آئی۔
 ”ہاں نہیں یہی سمجھیں۔“ اس نے شہر و دیہاتی
 بھیل پر رکھا اور خود ہی قریبی کسی پڑنے کی گلی شاید
 نماز پڑھ رہی تھی۔
 ”یہاں آپ کی شایبہ کچھ مسکایاں وہاں سے
 شایبہ کی طرف دکھا دی اور خاموشی سے اس کے آگے کر
 وا۔“
 ”واؤ۔ آپ کی پند تو متا چھی ہے۔ بہت خوب
 صورت اور پاکیزہ لڑکی۔“ اس نے سر ایلہ اور نہ
 سوٹ پر اچھی نظر ڈالا۔
 ”ہاں کچھ کچھ ہے کہ اسے امید تھی نہیں۔ سوٹ
 اس کی طرف بھانے کے لیے اس نے شرار کیا۔ گما گما
 یوں خاموشی سے شہر اٹھانے لگی جیسے سرود سے اسی
 جھٹکی تو بے وقوف۔“

”او۔“ شرمندہ ہوتے ہوئے اس نے استغنیٰ کا
 ایک ٹکال ڈالنے اور اصل خوب صورت بہت سے نا
 اس لیے زیادہ توجہ دے رہی تھی۔ ”اس نے کزیدار
 وضاحت دی۔
 وہ بھائی کا سوٹ لینے آیا تھا۔ اہل اسے اندر لے کر
 طہاری میں سے کپڑے لینے چلی گئی۔ اس نے اندر
 جھانکا تو کراڑ کو مسلسل دیکھی آستین پر استغنیٰ کر کے
 دیکھ کر اس کے پاس چلا گیا۔
 ”بھئی! آ۔“ خوب صورت سے دکھائی دیتی تھی۔
 ”سوٹ اس کے ہاتھ سے لیتے ہوئے وہ ادا تو اس
 کی مسکراہٹ اور اس کے احوالوں کو بے ترتیب کر گئی
 جبکہ وہ اب بھید کی سے محکوم تھا۔
 ”ملا نا کچھ پر خوب صورت تھی پتوہ اور نہیں ہوتی اور
 ایسی خوب صوفی کا کیا تھا وہ دیکھتا رہتا۔ ہو لفظ حق
 ہو۔ حسن کر کو کھلا جو ساتھ تھی نہ وہ پائے۔ اب
 اسے ہی دیکھئے۔“
 کتنے ہوئے اس نے پارک پر کپڑے کو کونے سے
 ایک دھاگہ کھینچا تو کپڑہ پر پھلے تک بہت خوب
 صورت نظر آنے والے سوٹ کا دل میں نقش ہی بدل
 گیا۔
 وہ کچھ پر رگلا کر شایبہ دیکھنے کے لیے غمزدہ ہو گئی تھی وہ
 تو بس آگئیں پائیالے سے پکڑا غراب کر دیکھی
 رہی۔ اتنا خوب صورت سوٹ اور اس کا یہ سٹا ہے

”ارے تو ابھی عطاوت کر رہی ہو۔ ہال میں تو اتنی
 تھک گئی ہوں بلازادوں کے پکارا گا کہ کہہ کر اب تو فرض
 نمازی کو اٹھائی گی تھی تم نہیں رہی پائے۔“
 وہ اہل کے کمرے میں بیٹھی دو گئی دل سے طہارت
 کر رہی تھی جب بس بڑے بڑے شہر کے ساتھ عالیہ کی
 آمد ہوئی۔ اور اور کھل چکے تھے کپڑے کا ہونے لگا۔
 ”تم بھی کی ہو اور۔“ نہیں کم از کم طہاری طرح
 بلازادوں میں اتنا خوار تو نہیں ہونا چاہتا۔ ابھی بھی
 ڈھیلوں کا پھل تین گھم میں آگے اذہب اور سوٹ کی
 تیار ہی صبر سے رہا ہے۔ ”عالیہ نے مسکرتے
 چورے میں شہد کیا۔
 ”تمہیں اس کا افسوس ہے اور میں تو چاہتے
 ہوں تھی کیا تمہیں نہیں ناہر سے ملنے کی۔
 ”یہ دیکھو اور۔“ گیا کھا رہا ہے کتنے تواتر اس
 نہیں لکھ کر یہ سوچ کر غریب لیا کہ ایک نام تو منت
 جانے۔ ”عالیہ نے ایک خوب صورت مسواٹ توں
 اس کی طرف بھلا تو اسے اپنی لڑکی کو اپنے اندر تک
 محسوس کر کے رہ گئی۔ عالیہ کی تیار ہی ہو چکی تھی اس
 لیے اسے قدر نہیں رہی۔ ”دماغی شے نہ ہائے دل
 چاہتا ہے کہ یہ قدر کرے۔“
 سوچتے ہوئے اچانک ہی سرود شہاد کا تہرہ پڑا
 کہ کپڑے سے روٹھ کر اٹھ گیا۔ اس نے بھی تو کتنے
 روٹی سے اپنے خوب صورت سوٹ کا سامنا کرنا تھا۔

”جج اس کے ہاتھ میں رقم تھی کھرا سے کچھ پند
 نہیں اپنی اہل تھا کسی چیز میں خوب صوفی نظر نہیں
 آ رہی تھی۔ علاحدہ جب اہل اس کے لیے شایبہ
 کر گئی تھی تب خوب اونٹا چلائی کہ وہ اپنی پند اور
 مرغی سے خود جا کر شایبہ کر سکی۔ بیشکی طرح
 اس اور بھائی اہل نے اس کے لیے بہت خوب صورت
 جوڑا بنا لیا تھا مگر اس کی وہ اپنی خرید سیکر گیا۔ تاہیں
 کیا ہو گیا کہ اپنی اور پند غلاموں کی تکمیل کے بعد بھی
 اسے ایک سون میں مل لیا تھا۔ ہزار کی روٹھ میں
 اس کا دل کھربانے کا تھا۔
 ”بھیلے اس نے ایک ملوہ کاٹن کا توڑا خرید ا
 اور وہ ابھی کے لیے قدم بھلا کر۔“
 ”ارے اور۔“ اس کا دل اٹھ گیا۔ ”یہ شایبہ۔“ اسے
 شایبہ صلیت اندر داخل ہوئے دیکھ کر وہ کچھ کھڑا ہوا اور
 اور اس کی بے تعلقی پر اسے دیکھ کر رہ گئی۔ چاہنے
 اس شخص کے پاس اتنا ناہر وقت کیے تھا کہ وہ وقت
 بے وقت چلا آتا تھا۔ مسکرتے سے نواہل ہوتے ہوئے
 اس نے سواہ۔ علاحدہ وہ خود بھی اس بات سے بے خبر
 نہ تھی کہ اس نے معمولی کام اپنی اور بھی کیوں لیتا
 تھا۔ ایک سوٹ کے لیے میں میں پکڑ لگا کا تھا۔

”خیر جو شہر لیلہ تائے یہ کیا ہے؟“ اس نے
 قریب پڑے شہر سے ایک کھیت سوٹ میں نکالا۔
 ”ارے کہہ پڑے بہت خوب صورت ہے۔“ اس نے
 سبز رنگ کے کلام کپڑے کے ہاتھ سے چھو کر دیکھا اس
 کی ادا ہی میں شایبہ ہو گئی۔
 ”آپ کی پند کیا؟“
 ”بہت سی اتنا خوب صورت۔“ بے درمیان میں
 کتنے ہوئے اس نے شایبہ کر کے دیکھا کہ اب وہ پھر
 بائدری کا ڈاکر کرے گا۔ سوٹ کے وہ ٹوٹوں پر
 مسکرا رہا ہے تو کتنی تھی۔
 ”اس تو آپ کی نظر میں یہ خوب صورت ہے۔“
 اس نے کپڑے کا کٹا ہاتھ میں لے کر بیٹھے کچھ جتنا
 چلا۔
 ”ارے نہیں بلیرے نہیں۔“ وہ بھیجی کہ سوٹ

سائٹی

کام

اسے یہ یاد دوسے گا سو بے اختیار بار بار اپنی ساری ساری
 اختیار ہی پر سہو خیالہ کی کمری ہوئی مسکراہٹ اسے
 مزید شرمندہ کر گئی۔
 ”جھا تو آپ کو یہ اتنا اچھا لگا ہے، ہمیں یہ آپ دیکھ
 لیں۔“ وہ جیسے احسان کرنے کے موڈ میں تھی۔
 ”میں؟“ اس نے کمری سنجیدگی سے کپڑے کو
 دیکھا، دل میں خوشی کا کوئی ٹکڑا نہیں چمکا تھا۔ جبکہ اس
 کا گریز سید کو چوڑا کیا تھا۔ ایک خوب صورت چڑچڑ
 اسے نوازی جارہی تھی تو اس کی آنکھوں میں سوچ کی
 پرتھو پھیل گئی؟
 ”ہاں آپ لے لیجئے۔ آپ پر تو یہ کمر بستہ
 کرے گا۔“ اس نے شوق کو ہوا دینا چاہی۔
 ”نہیں میں اس کا کیا کر لوں گی؟“ جب لکھا سا بوجھ تھا
 اپنی یہ انجان کیفیت سے بھی مجھ میں نہیں آ رہی
 تھی۔
 ”چوڑا گتہ پر اس کے ہنڈسے بنا کر مفت تقسیم
 کر دیتے، کچھ جب الوٹھی گا اس سے بڑی بڑی مٹا ہوا اور
 کسی طرح نہیں ہو سکتا۔“ وہ جل کر بولا تو ہل میں اس
 کے حواس بھی بدلا رہ گئے۔
 ”اتنی سی سٹیل کرنے کے لیے اتنا طویل انتظار کرنے
 کی کیا ضرورت ہے۔“ کہیں نہ میں یہ سوٹ آپ کی
 طرف سے کسی ضرورت مند کو دے دوں۔“ ہنڈیوں
 کے پارے میں بھر کر کسی بن سوچ نہیں گئے۔“ وہ سنجیدگی
 سے بولی تو سید مسکرا کر رہ گیا۔
 ”اسے کتنے ہیں خوب صورت بنا دیا رہی۔“ وہ جیسے
 خود سے گویا تھا۔ اور اگ کاٹھو آپ کا تھا اس پر واضح ہو گیا
 تھا کہ وہ کیوں اس کی بیخیز بن چاہتے ہوئے بھی چلا آتا تھا
 کیونکہ گریو کو نہیں تو اسے خطلانا تھی۔
 ”اچھا ایسا کریں اپنی دلیل اسے کفٹ سمجھ کر رکھ
 لیں۔“ اپنی اپنی کیفیت کے تحت دوپٹا اس کے پیٹھ میں بولا۔
 ”کفٹ؟“ اس نے حیرت سے کلمہ۔
 ”نہر مجھے تو کسی کفٹ کی ضرورت نہیں ہے۔“
 اسے جیتی چڑھائی کی طلب نہیں تھی۔ اس نے سید کو
 خوب جوش و خروش سے شائبہ کرنے کا پیکار کیا تھا۔

شوق تھا اور نہ جیتی کپڑوں اور زینت جگ کرنے کے
 اسے قلبی شوق نہ تھا۔
 ”کفٹ ضرور آتا تو نہیں جانا جاگتا کفٹ تو اس کفٹ
 ہونگے۔ سو سوں کے جذبات کا کھلا ترہانہ اور اس۔“
 ”صوری۔“ اس کے ہنڈسے نے اور پر کوئی اثر نہیں
 کیا تھا۔
 ”کیا یہ خوب صورت نہیں ہے؟“ اس نے ہنڈیا
 بدلا۔
 ”بہت خوب صورت ہے۔“ وہ اب بھی اپنی بات
 پر قائم تھی۔
 ”تو مجھ پر چڑ کر بولا۔
 ”میں اتنی مجھ دار ہوں تو نہیں مہر تاج ضرور جانا
 ہوں کہ ہر خوب صورت چڑچڑ آپ کی دسترس میں نہیں
 آ سکتی۔ یہ اسی لیے میں نے ترجیح نکالی کہ کوئی خواہش کی
 ہی نہیں اور یہی ہے مجھی کی چڑ کو لینے کا اور ہر اس کے
 حصول کی ترنا کرنا اور حقیقت کو تلف کیا نہیں ہے۔“
 ”لیکن جتنا کرنے سے تو کچھ حاصل ہو گا ہے۔“
 وہ نرم لہجے میں بولا۔
 ”بھئی ملنے لائق شدید خواہش کی ہی نہیں کہہ
 میں بے اختیار ہو جاؤں۔ میں یوں بھی بہت خوش
 ہوں۔“ وہ مسکرائی۔
 سید کو لگا اس کا ظاہر ہی نہیں باطن بھی بہت خوب
 صورت ہے۔ اور اس کے دل کے نمان خانے میں
 کسی ایسے ہی پڑھنے اور حسن کی ترنا تھی وہ لڑکی جو روزانہ
 کئی خوب صورت جڑوئے دستیں، مگر اس نے بھی
 کسی خوب صورت چڑ کو حاصل کرنے کی کوشش
 نہیں کی تھی۔
 ”بہت سوٹ آ رہا ہے تو تم حسن ملتے آ رہے
 والے کپڑوں پر بھی نیت نہ ٹھہرا کر تھیں۔“ اس
 حسرت سے نہ رہتیں۔
 ”لیکن میں نے بھی کسی لہنتہ پہ ننگا لگا نہیں
 ڈالی تھی اور اسے۔“
 ”بہت سوٹ پارہی اس کی گوری تھیں اور
 یہ بول سائی پر گز رہی تھی جیسے اسے لہنتا نہ ہو

ملی بیک جانے تو توندیہ اعتبار ہو ہی جا رہا ہے اور تم آریک جاتی ہو۔" شرح گفتاؤں سے دیکھتے ہوئے

وہ اسے آواز دے کر عمل طور پر کہتا تھا۔

"جی نہیں کسی کوئی بات نہیں۔ مجھے اپنے دل کو قابو میں رکھنا آتا ہے۔"

"اچھا؟ وہی اس کی شرح یا چوٹی ہوئی گائیں جنہیں امر سرنگ نظر انداز کیے ہوئے تھی۔"

"اور جہاں تک اس سوٹ کی بات ہے تو وہ مجھے بہت اچھا لگتا تھا۔ اور کسی اچھی چیز کو توجہ نہ دینا ہے کیا؟"

"بالکل ہے ایسی صورت میں جب کہ وہ چیز آپ کی ہو بھی نہ۔ پھر بھی آپ اسے اپنے حصار میں لے لیں۔ اس پر اختیار حاصل کر لیں یوں کہ کسی کو احساس بھی نہ ہو۔" امر سرنگ نے دیکھتے ہوئے

اس کا جذبہ بڑا ہوا تھا۔ امر سرنگ نے بشکل خود کو مارل رکھا۔

"اچھا تو اگر یہ گتھے ہے تو سواری۔ آگتھ میں اس سے باز رہیں گی۔" وہ اٹھ کر چلنے لگی۔

اور اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ کہنا گھر سے لڑکی کو آواز آئی۔ وہ اندر بڑھ چکی تھی۔

"اللہ ہار رہی ہیں آپ۔" یہ سبھی سب کچھ نظر انداز کرتے ہوئے کہی۔

"تو میں اس آپ کی طرح اپنی پسند پر اکتفا کر رہی تھیں کہ سڑک کے لیے نہ کسی چیزمانہ کرلوں۔" آخری جملہ سیدھی سے کہتے ہوئے وہ آگے بڑھ گیا اور امر اس کے نظروں کے گتھے جنگل میں بھی چھٹی رہی۔

سرنگ کے اظہار اسے بھی مشکل نہ تھے کہ وہ سمجھ پاتی مگر جانے کیل خود سے اعتراف کرنا اسے خوف

میں جھکا رہا تھا۔

"ابھی سوچوں سے گھر واکر اس نے گھر سے کسی کوئی کھول دی تھی۔ یہ اس کی طرف انکار مانا جاتی ہو۔" امر سرنگ نے

مکلف سے فریضی پر اکتفا کرنا پڑے۔ آپ کو تازہ

میں اس سے کہنے لگا۔ ایک ہی گلاب کی پھولی کی مٹاس

ہوئی کہ وہ کوئی سے تھی۔ ان چلنے میں

ہو اور اس کے سرنگ رہنے کوئی چاہتا تھا۔

ان چاند رات تھی۔ لڑکی اسے دیکھتے چہ دونوں سے خاموشی دیکھ کر جریں ہو رہی تھی۔ لڑکی تو وہ اتنا

دلورہا چھائی گی اور اب گل عید کی اور اس کی خاموشی۔

"امر سرنگ کے لیے کچھ خریدنا نہیں ہے۔" شرح ہی

کا دل سے خود بخود ہی نہیں بلکہ کوہ۔ "چاہو اس کے عطریں اور وہ تو جیسے کوئی دیکھتے ہوئے لڑکی نے

گواہ کیا تھا۔

"اللہ اور کچھ نہیں خریدنا ہے۔ کچھ ہے میرے پاس۔" امر سرنگ نے اپنے ہاتھ پر دھرتے دیکھتے تو

لڑکی اس کے گھر سے اپنے چہرے کو دیکھ کر کہہ لگی۔

"یعنی کہ ان کی بیٹی نے وقت کے سمندر سے ہم کے وہ موٹی چن لے تھی جو بہت خوب صورت دیا گیا اور

تھے۔

وہ احساس تھا کہ یہ سہا تو سوچ کر وہ گھٹیں جبکہ

امر سرنگ دیکھ کر دودازہ کھولنے لگی اور دودازہ پھٹنے

جو چوہا اس کے سامنے تھا اسے تو اس نے تعلق پار

دھاؤں میں بٹا گیا تھا۔ پھر امر سرنگ ایک خوف سا آواز

آگیا۔ "تو وہ پشیمان کے ہوسے پر نمودار ہو جانے والی

سرنگ کی تصویر کو ہر بار جھکتی ہوئی اور پھر مزید شرح کو

مضمون سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنے لگی تھی۔

فقہہ اپنی رات کے سامنے میں رکھنے کی دعا مانگتی

اور وہ سب سے ڈھل کے محل چیتا۔

"امر سرنگ کے ایک چہرے کی تصویر میں تھی۔

نے سترتا رہتے ہوئے پھر۔

وہ دودازے کے نظروں کوئی جی سپنڈا کران کے لیے رات چھوڑ دیا۔

"چھ ماہ تو اتنے پیارے جا رہے تھے۔ جیتی پڑے ہی کے ہوتے تھے۔ اس وقت بھی کتنا پیار اور اچھا پڑے ہوئے

تھے۔"

"امر سرنگ! چاہئے ہوا۔" امر سرنگ نے کہا تو وہ بددیوبی

خانہ میں بیٹھ گئی۔

"تین پ چاہئے ہا کہ وہ کرے میں جی تو تین ہی کی بات پر اس رہے تھے۔ سامنے ہی کے سٹے

ہوئے پڑے رہتے تھے۔ ان میں وہ بزم سلک کا سوٹ بھی نظر آیا تھا۔ اتفاق کی بات ہے کہ سوٹ سامنے

ہوئے اس نے لڑکی کو دیکھا نہیں تھا مگر اب سنا ہوا

نظر آیا تھا۔

وہ ڈرے رکھ کر چلنے لگی تو سرنگی بھائی نے

روک لیا۔

"مرسر انہیں بھی ہارے پاس۔" انہوں نے

اسے پیار سے کہا کہ وہ بیٹھ گئی مگر دل کچھ

بے لگتی کام کرنے تھے۔ تو کوئی دیکھ کر سولہ

تو لڑکی جہاں کے گودہ ہاتھ نہیں چلتے ہوئے وہ اپنے

سارے پڑے لے گئیں مگر وہ بزم سلک والا چھوڑ

گئیں اور سامنے اپنی پتلا ہار لڑکی اور بھی گئی ہاتوں

میں اپنی گھٹیں کو اس کی طرف حیران ہی نہیں

جبکہ سرنگ مشکل اپنی نظروں کے حصار میں

کاملا ہوا اور خوب صورت لگ رہا تھا۔

وہ ہر سال لڑکی کے ہاتھ کاملا ہوا ہونے والی اپنی جی اور خوش نہ ہوتی تھی جبکہ لڑکی ہر عید پر سٹے سے شان

دار جو ہوا چڑھا کرتی تھی۔ سنا ہوا تھا کہ اس میں

خوبصورتی کے ساتھ ساتھ لڑکی کی جمت کے بھی ڈانگے لگے

ہوتے تھے اور وہ جیتی کج خوب صورت لگ رہی

ہے۔ کوشش ہی اپنی خوب صورت لگتی تھی اس کو اپنی

سوق پر شرمندگی ہونے لگی۔ اس نے جلدی جلدی

واپس میں کچھ لگایا اور لڑکی کے پاس لگی لڑکی کے

گتھے میں بائیں ہاتھ لگا کر ہموال بھی گئی۔

"بھئی پیاری لڑکی! اس نے ان کے گل پر چٹ

سے بار لگایا۔

لڑکی سترانے لگیں۔ وہ کافی دنوں سے اس میں

تبدیلی محسوس کر رہی تھی اور اس وقت بھی کہتے

کے سامنے کوزے لپٹا ہاتھ پڑے ہوئے اسے دیکھ چکی

تھی۔ یہاں تھی آخر کچھ گھٹیں کہ ان کی بیٹی کوئی

ٹوک کر گھانٹے بغیر حیران اور ہموار رہتے پھیل پڑی

ہے۔

انہوں نے اسے بہت ہی دعا میں سے ڈالیں اور

وہ بزم سلک کا سوٹ پہناتے ہوئے گئی۔ "بہ یہ بہن

لو صبر اور اس کی بھائی کے آنے والی ہیں۔"

اس نے حیران سے لڑکی کو دیکھا تو وہ

گھٹیں۔

"گل سرنگ بھائی سرنگ کے لیے حسین ہاتھ لگی

تھی۔" اس نے ہل کر دی۔ تم سے اس لیے نہیں

پوچھا کہ تم میری بہت فریادیں ہو رہی ہو اور پھر مجھے

خوبصورتی کا قابل معلوم تھا۔"

اس نے انہیں بند کر کے اس خوشی کو اپنے اندر

تک اندر لپٹا ہاتھ لگا رہا تھا کہ اس کی اصل

عذاب ہوتی ہے بہت جلدی بہت خوب صورت اور

بے حد پیار ہے۔

☆

☆

☆

☆

☆

☆

☆

☆

☆

☆

خوشی اور سرستی کی بھی دھوکہ اور تھمائی کی بھی ہر عامل انسان کی زندگی ان ہی گمانوں سے ہماری ہوتی ہے۔ کچھ ایسی ہی معمولے ہرے قصوں کو زندگی کا عنوان بناتے ہیں اور یہ کھتے۔

یوسف کمال کے لیے زندگی رک رک کر چلنے کا نام بھی نہیں رہی تھی۔
”جو بچھڑے جھٹنے کے لیے رکاوٹ پر کاہنے بنے میزبانی سے گزرا تو تھکا ہوا داخل ہوا تھا۔“
ان کی کامیابی کی کا فلسفہ یہی تھا اور اس پر انہیں عیا طور پر فخر بھی۔ مگر حق اپنے ہارے میں یہ خوشی نہیں پوری طرح چھوڑی ہوئی تھی۔
اپنی تیز رفتاری میں یہ خود کہیں سے کہیں ضرور ٹل آتے تھے مگر بل بوتے پر کچھ نہیں دور ایک سستی تھکلیت و موڑ پر اب بھی ٹھہرا ہوا تھا۔

ایک گرمی ماس لینے ہوئے یوسف کمال نے گرمی کی پشت سے سر دکھایا۔
اور ستاروں پر آسمان مسکرا رہا تھا۔
گرمی ہوتی راتوں میں تاجید نظر ہو رہا تھا۔

ایک مدت بعد سبھی کو تھوڑا سا سماج میں آگے لے جانے میں آسمان پر تارے پھٹے بھی تھے یا نہیں بھی دیکھنے کی فرصت ہی نہیں ملی تھی۔
وہ کھٹے کھٹے سے انداز میں یوں ہی آسمان کو کھٹے گئے تھے ہی ایک دم ہی ہنسی ٹھٹھاؤں میں کوٹھی۔

ستاروں کے سچ سے جھانکنا ہوا تو ہی مسکرا ناہوا چو۔
اور پھر اس کے عقب سے نظر آنا ایک اور چو تھری رگت ہر آواز ہل ڈوبی آگھیں۔
”کون تھوڑا؟“

یوسف کمال نے اپنے اعصاب کو زبردست محسوس کیے ٹھکاہٹ کو کھایا کھلاج!



داٹ کام

ہونا ہے مگر مندی سے بڑھ کر یعنی شاکر مای کو دیکھا۔
ابھی ابھی وہ انہیں منٹے کے ایک پرائیویٹ کھیت میں دیکھا کر لائی تھی۔ ڈاکٹر نے وہاں سے دے کر تمام کرمانے کی ہدایت کی تھی مگر وہاں آگے تک گیا کل کی آمد ہو چکی تھی۔
”ابھی کاپالی پی ہڑی مشکل سے کھول ہوا ہے تو! سوچا نہیں کی تو! آجما ہے“ آپ لوگ دو سرے کمرے میں بیٹھ

جانا کیے۔
”وہ شخص بتاتا ہی کہہ سکی مگر تو پاگل اور خود شاکر مای ہوا تو ہی کو بے اختیار ہوا تھا۔
”۴۳ دورے صرف ابھی کی محبت میں ہی آئی ہوں تو کوشش کارا میری خرچ کر کے بتا ہے مگر تم میں سے کوئی ہی اس طرح خیال نہیں رکھ سکتا جیسا کہ میں تم لوگ تو نہیں یوں ہی کیے کمرے میں رکھ کر اور بھی بنا ڈال دو گے

”میک کہہ رہی ہے گل! ان ڈاکٹروں کے کہنے پر پہلے تو گل کے مرنے آن ہی مرنا نہیں گے۔ آئی ہے ہولے کا نہیں تو تم تک کہے ہو گے۔“

گزری رات کی ساری تھکلیت سے تھکا کر وہ کھانسی کی آواز میں ہلنے کے لیے تیار تھیں۔
جہاں سے جہاں سے انہوں کو کھانسی تھلی۔

جو اس وقت تھے ہوئے اصل کا حصہ تھی تو ہمہ قدم قریب آئی ہوگی۔ وہ اس طرح گاڑی کو دیکھ کر ہونے کے تھاکر جو اس کی نظر پڑنے کا امکان کم تھا اور دیکھ کر جس طرح وہ بدصافی کے عالم میں چلتی تھی برائی عادت تھی۔

معاذ نے دور سے ہی اس کو دھوپ سے بچتے ہوئے چہرہ اور دونوں سے لپٹی حکن کو دیکھا تھا۔ اس کو نظر آئے۔ کسی۔

تھک چکی تھی یا سو سو گئی تھی اور ہڈیوں کا جو اس کے لیے ہاتھ پیرا داشت ہوا تھا۔ معاذ نے یہ سنا دیکھی گاڑی کا آگن آف کیا تھا۔ اس لحاظ سے یہ سیکور ساحل میں چلنے لگا کہ وہ صرف اس کی بے بسی کا تاثر دیکھنے کا حصہ تھا۔ بہت وہ خود اپنی نظر میں اس ہی طرح دیکھے تھے جس میں گرا تھا۔ اور پوچھے پانگل سے کسی کوئی کلمہ۔ وہ سامنے نظر آ رہی تھی مگر معاذ کے لیے اس کی طرف نظر نہ بھی حمل ہوا۔

سارے زمانے کی نظر یہ پلانے کے بعد بھی تو اس سے بڑا ہے جسے اور کون ہے علاوہ ایک بار بھی نہ اس کی بھوری چالنے کی کو شش زمانے سے معاذ کی بے رحمی سے پناہ لے کر بچو۔

پانی ہی تو صرف خدا اور تنگی۔ وہ اس کی طرف دیکھنے سے خود کو بڑھ میں رکھ رہا۔

جیسا اب اسکول کے گیٹ کے قریب آ چکی تھی گاڑیوں کو موٹر سائیکلوں کے گھم سے لگتے ہوئے وہ اپنے ہاتھ میں تھامی سب سے جیسے اس وقت سے سنبھالنے کی کو شش کر رہی تھی سبھی وہ کسی بچے سے کھڑی تھی۔

معاذ نے سنا دیکھی ہی گاڑی سے اترا تھا۔ مگر وہ سنبھل چکی تھی اور اتر کر دیکھے بغیر اسکول کے گیٹ کی طرف بڑھتے ہوئے شاید اسے کوئی تعریف محسوس ہوئی تھی۔

معاذ نے دیکھا تو بڑے ناچنے غلاب کو دیکھا تھا۔ معاذ نے دیکھا تھا۔

”جیسا سنی تکلیف؟“ وہ تیزی سے آگے بڑھا مگر وہ بڑے آہستہ گیٹ کے دو سرے طرف تھا اب وہ بھی تھی۔

اور اس کے بعد کیا پانی اور جان ہے؟ کسی بھی منظر میں یا خود اس کی اپنی زندگی میں۔ وہ آگے سے دیکھ کر گاڑی میں آ بیٹھا۔

اس میں اس کا حال معلوم کرنا کچھ بڑھ رہا تھا۔ معاذ نے اپنی گاڑی آگے بڑھائی۔ اس روز کیا کئی کے مگر کہہ رہے تھے والی پھولی سی بات سے علاوہ کچھ کئی کچھ نہیں تھا۔

خود بخود لگنے سے ہانک کر گھڑا کر رہی تھی۔ ”شاید مجھے ایک بار پھر دیکھا کو دیکھنے کے لیے میں نہیں آنا چاہیے تھا۔“ معاذ نے اپنی آنکھوں کو میا تو آہا محسوس کیا۔

”آری میں ہی اس وقت۔“ اس نے ذرا روک کر ان کی تسلی کر لی اور گھر میں چلی گئی۔

”پلے اپنی ان کی بات سن لو پھر تسلی سے آنا۔“ وہ ایسی تھی کہ اس کو معاذ قریب زری گئی اس کے کپڑوں پر اسٹی کر رہی تھی۔

”میں لڑکی لیکن پہلے آج سے ہے۔“ اس نے ان کے قریب بیٹھے ہوئے محبت سے ان کو ہاتھ تھاما۔

”میری کاپیات وہی ہے۔“ اس نے اس کی ہاتھ تھام کر کہا۔ ”وہی ہے ایک لٹری میسج ہے۔“

اسٹی کر رہی تھی ذری کی ساری توجہ اس کی طرف ہوئی۔

”پانگل غمناک ہو گیا ہے۔“ اس نے لڑکی کی بات توڑ دیکھے تھے کسی سے نہیں کرنا تھا اب تو پانگل ہی الگ تھک رہنے لگا ہے۔ کسی کو تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاید ہم سب سے خاصا ہے اور شاید اپنے کپ سے کسی۔“

ایک بار پھر معاذ کے ہاٹے میں ان کی رائے کو صاف درست تھی۔

”یہ سب نے تعریف کا ہاٹے سے ان کی طرف دیکھا۔“

”معاذ کو کپ سے اور اب سے زیادہ کوئی نہیں جانتا اور ابی کے ہاٹے میں بھی سب سے پہلے آپ نے ہی معاذ کی زندگی کا انوار لگا دیا تھا۔“ اس وقت وہ سنا نظر آ رہا تھا۔ ”آج کا۔“

اسٹی کر رہی تھی اس کے دل میں ایک بڑی ہی بے ساختہ قسم کی خوش تھی پانگل۔

”اگر نظر آ رہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے تو پھر وہ تو کپ سے معاذ کے آگے سخت ترین نظر آ رہا ہے۔ تو پھر کیا وہ ہے؟“ ایک شرمیلی سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر آئی۔

”وہی اور یہ۔“ وہ لبوں کا حیا میں اس کی طرف تھکا۔

”ظہار اور شکار نے سب سے برا کیا میرے بچے کے ساتھ۔“ کسی حیا میں کواں گی لیکن اب تو اس میں کچھ کہنے ہوئے خوف آتا ہے۔ ”مخالفیاں سے نہیں ہوتیں لیکن چلتے۔“

”انہوں نے ذرا روک کر اسے استغفار کیا۔“ اللہ پر ایک کوہری گویا سے بچائے کسی کسی وقت تو دل چاہتا ہے کہ ان کی تسلی کے لیے نہ ہوں۔“ اس کے ہونے کو اس کو کئی گراں عرش ”پہلی بے عزتی کو اسے لی بہت تھی ہے۔“ انہوں نے اسے تسلی سے بہت عمل کیا۔

کے ساتھ لے کر چلے گا۔ سکون اور برستی کو روکا۔ دہلی کو چھوڑا۔ انھیں اس کے چرنے کے معلوم نہیں کہ یہ کسی سستی ہی کی کمی یا ڈپٹی کے کسی محسوس نہیں کیا تھا۔ پھر بھی انھیں اس کے چرنے پر رکتی رہی تھی۔ نوش کی نئی سکون قلب کی بات تھی۔ مگر سب ڈرنا کے خلف حیات سے نہیں بے کی باتیں تھیں۔

وہ برتن کے رونا پس پٹنے کی توڑ تاج کو بھی جیسے ہوش مایا۔
 "مخفی رہے یہ برتن بڑے ہیں یہاں، ہمیں اب پوش کیا اٹھانے کا پڑھا ہی کی بھی ایتنا ہوتی ہے ہر اس کلمہ کا تو نکالنا پھر کلامی "مخفی" مختصرات غفور پھر مخصوص لہجہ۔
 انہیں پتا بھی نہیں چلا کہ ان کے چرنے کا پورا اثر اور بھی کراؤا ہے۔ اسی ہی جس احساس سستی نے سر

اٹھایا تھا۔ وہ جھٹکتے رہے یہاں تھا۔
 "آجیہ خیال رکھو گی حکیم صاحب! مہذرت جانتی ہوں۔" وہ عورت مذہب حق کی باتیں چھانکتے جس طرح وہ مہذرت گروی تھی پھر ہے پر ان کی اشرفی اس کی معصومیت کو اور بھی بڑھاتی تھی۔ ڈرنا کا فخر اور بھی بڑھنے لگا۔

"تو اس نہیں ملتا ہے مجھے؟" ہاں ہاں ہے کام اور سنا! صاحب کے گیت آتے ہیں یہ نہیں؟"
 "تو گیت نہیں پڑا، گھومنا دیکھتے ہیں۔"
 "تو گیت پڑا اور کلام کی اور گھومنا دیکھتے ہیں؟" کیا سچی کی جھانکتے تھے۔
 ڈرنا کی سخت مزاجی کے آگے کوزے بنا اٹھے انھوں نے کبھی عمل اور تھا تو وہ عورت بھی چپ چاپ سر جھکا کر ان کی دی گئی باتیں سننے لگی۔ اور پھر ان کا اشارہ ملنے ہی فوراً باہر نکل گئی۔ ڈرنا نے بے زاری سے سر کھینچ لیا۔

"کیا ہو گیا ہے جو میں خود کو ایک معمولی سی ملازمہ کے ساتھ کہہ کر گئی ہوں میں تو شکر کے سب سے اپنی کلاس میں سرکل میں بہت نمایاں مقام پر ہوں اور جس کے حسن و جمال کے ایک دوست سے چرنے ہیں اس سے یہ معمولی عورت احساس سستی میں جھکا کر سکتی ہے۔ بہت۔" ان کی غور پھر تینہ اپنے آپ کو کہتے ہوئے وہ کمرے نکل آئیں۔

دستی و عریض شان دار کمرے کو بیٹھ اور بیٹھوں سے وہ کسی ملکہ کی شان سے کرنہ ہوئی ڈرنا کی جس آپس میں بد قسمی طرف سے نکل چلا گیا۔

"تم نہیں جانتی ہو کیا؟" وہ ان کی خصوصی تیار کی کہ کچھ لگا تھا۔
 "میں تو جب گھر میں ہی مہمان ہوں تو پھر نہیں جیسے باہر جا سکتی ہوں۔ مہمان آگے ہیں، وہ اپنے اہل کو درست کرتے ہوئے پھر چوری تھی۔ میں تھی، نیکل کے چرنے پر، جو کچھ گواہت کی تھی۔"

"تم کیا کوئی ایسی تلو رو ہوئی ہو گی؟" وہ سب تمہارے گیت کے لوگ نہیں، ڈرنا نے بڑے دوڑ لگائی تھی کسی طرف سے تو کوئی یہاں سب ملازمہ دیکھ نہیں گئے۔" وہ ڈرنا کو دکھ دیکھ کر طرف بیٹھ گئی تھیں، تنگ کسی کمرے میں۔

"کون سا مطلب ہے تمہارا؟" اپنے گھر کی کسی بد قسمت میں میں خود شہل تہوں؟ اور جبکہ تمہارے دوست اپنی بیویوں کو بھی لے کر آئے ہیں۔"

"کبھی نہیں، کمال لفظ ہے، دوستوں سے زیادہ تری ایسی شادی نہیں ہوتی ہے۔" اس کے لیے میں آنا بہت نمایاں کی۔
 سزا ہوا، میں اور تم بھی تو پہلے ہی صرف دوست تھے، پاتے فٹنگ سٹائش ایک ساتھ جاتے تھے۔

ڈرنا کی کامیاب خوش گوار ہونا چاہا تھا، نیکل جیسے خوش شکل اور اسارت غصہ کی بڑی ہونا اس کے اہلو کو خود بخود سپرد شدتا تھا۔

"مور لوگ یہاں اس گھر میں جب آتے ہیں تو سب سے زیادہ وہ مجھ سے ملنے کے خواہش مند ہوتے ہیں، میں تو خوش ہونا چاہے کہ اس کو راج بھی شکر، شکر، شکر اور عورت کے شوہر ہو۔" وہ نیکل کے قریب ہوئی۔

سرت مشکل سے وہ غور پھر کر کہہ سکی تھی، اس کی ہفت تو بلی چاہتا کہ اس عورت کی ساری خوش گامتیں کو حقیقت کا آئینہ دکھائے، مگر اس کے بیرون ہوس اس کے اپنے کوئی چاہنے چاہتے تھے۔
 سامنے ڈرنا کو دکھ دیکھ کر وہ اٹھا، اور وہ جانتا تھا کہ اس کے دوستوں میں کوئی بھی اتنا مذہب نہیں ہے کہ ابرو اور سر جھانکتے رہے پھر کرے۔

"تو کب مجھے ہیں ڈرنا خیال کرو، ڈرنا۔" اسے خود سے الگ کرتے ہوئے وہ صرف اتنی کہہ سکا۔
 "تو چلو پھر آ،" اس کا ہاتھ قائم کر کے بڑھ گئیں۔ سامنے ڈرنا کی ہوا پر کے متعلق فریم والے بڑے سے پیشہ میں نیکل نے خود کو ان کے ساتھ پیشہ سے زیادہ جھانکتے بغیر محسوس کیا۔
 بہت زیادہ ان میں مزاج اس عورت کے ساتھ تھی کہ اس کے لیے ناگوار ہونا چاہتا تھا۔

"مجھ کو کچھ بھی حاصل کرنا ہے جلد کر اور میں پہنہ زندگی۔" اس نے دل ہی دل میں کہا، وہ اپنا ہاتھ کو ترتیب دیا۔

اندر اپنے ان سارے دوستوں کی مذاق اڑاتی انہوں کا سامنا کرنے کا خیال ہی اس کے قدم پر حمل کر رہا تھا جو ذرا ہی اور اتفاقی طور پر خود اس کے معیار تھے۔

"کیا سوچ رہے ہو؟" ڈرنا کو دکھ دوم سے محفل وہ دم پیچے رک کر ڈرنا تاج نے دھنسا پو چولا۔
 "جو کچھ ہو نہیں،" وہ گڑبیا۔

ڈرنا کی نگاہوں کے چرنے پر تھی جی، اور جب وہ اس طرح بکھتی تھی تو ان کی نگاہ سامنے والے کو کہیں اپنے اندر اتنی کوئی محسوس ہوتی تھی۔ نیکل کو ان کی نگاہوں کا عجیبہ تھا اور ان کی طاقت کا بھی۔ سرت کچھ اٹھوا سکتی تھی۔

"سنا،" وہ جواب دینے کے بجائے اندر داخل ہوا۔
 ساری مذاق اڑاتی انہیں ایک ساتھ ہی ان کی طرف اٹھیں۔ نیکل نے جینسز کر لگا کر چرائی تھی۔



"مرا نکل نے آفر کا تمہیں معاف کر دیا۔" سارا کے لیے میں بڑی اس گرا سونگ تھا۔
 "مگر وہ کیا نہیں کر رہا ہے تو بڑا بڑا رہتا ہے، مل رہا ہے ان سے بہت محبت کرتی ہوں، سارا نہیں نے پہلی بار ان کے کسی گھر کی نظارہ کر لی، اسے بیویوں کو توجیہ ہوتی ہے کہ اتنی صحت کلام سے آگئی تھی۔" انہیں بات کے انداز میں اس کے چرنے پر شکر کی سکراب تھا۔

سارا نے بہت محبت سے اسے دیکھا۔ ان کو ان کا اتنا مصروف پھر تھا کہ کس کو کوئی بات وہی نہیں پائی تھی۔
 باقی سارا کے گھر کا اور ایسا کھانا پھر کچھ کھاگ کہ اور پھر وہاں سے ایہ پڑوس۔

جہاز میں سوار ہونے سے پہلے کہ کچھ گات میں خود ہی ہی ذمیت بھی تب سٹی نے اسے مختصر اعلیٰ ستار کی پٹی چرائی، وہ سوتے کا فخر ساتھ ساتھ ساتھ جہاز کا بار بار وہ خود ہی کر رہا تھا۔

گھوڑی تھلائی کے بعد کی بار بار آج اور اسے ساتھ کھانے پر نہیں جھگے گا کہ وہاں ہی.....

تپ ہی میں سمجھ گیا تھا کہ کسی بھی طرح میں گھر وہ اب مجھے صحت کر سکتی ہیں، انہوں نے مجھے بتا دیا ہے یہی مطلب ہے مجھے بلا سنا گا۔
یعنی تڑپ سے مسکرا دی۔

مجھ کا سانس پر چڑھا ہوا اور اجواں دونوں کو مسکرائی ہوئی نظروں سے دیکھے گیا۔
اس وقت وہ لوگ کراچی روانہ ہو رہے تھے۔

’جی ہاں رونا تسمار لے لے بہت آسان نہیں ہو گا۔ زور ناچ بچہ کے بارے میں میں میں جیسے بتا چکا ہوں سچا انہوں نے ان تک سمجھتے کہوں میں اس کو جسے کیا کریں گی، لیکن جیسے ان سے مخالف ہونے کی ضرورت نہیں بلکہ کسی سے گھبرانے کی ضرورت نہیں وہ میرا گھر ہے اور اب تسمار اس کے ساتھ بیٹھا ہوا سلا مار رو میرے دھیرے سے سمجھا رہا تھا۔

اس ہی کی پاکستان حیات عمل نہ کسی بڑی طور پر، لیکن سچی اور اس درد مری کمانی کے چند باب بھی سلا مار کے مقام کو اور اونچا کرتے تھے وہ اس سے کتنا باقی سچی کہ اسے اب کچھ فرق میں پڑا کہ آس پاس کی دنیا اور لوگ کیسے ہیں، کیونکہ اس کی ساری دنیا اب صرف اور صرف خود سلا مار ہے۔
گھر کھڑا یہ جگہ، لیکن اتنی ہی خالیات کے اظہار کے لیے ٹھیک نہیں تھی۔ سچی نے ایک جھنسی ہوئی نظر لوگوں سے گھرے نیشنل پر ڈالی۔ کراچی کے لیے گھاسٹا ڈاکوس ہو رہی تھی۔



کمانا لہذا تھا اور رات ہی کہ کمانے والے مستقل کھنڈی رہے۔
اور تک پار پار نہیں بھری جاتی رہیں اور جس پر تہذیبی کے ساتھ کھلیا گیا زور ناچ کے لیے قلعی ناقتیل بدداشت ثابت ہو رہا تھا۔ سب کے حصار کے باہر وہی وہ کمانے میں شامل نہ ہو سکیں۔
میں رات کو کھانا نہیں کھاتی ہوں، کب لوگ خیال مت کریں۔“ شخص تخیل کی خاطر وہ من سب کو کوارا کر رہی تھی، جو کہیں گھنڈے پینے کے بھی قابل نہیں تھے ان کے نزدیک۔
’’ٹھیک کرتی ہیں آپ“ اسچ پڑھنے کے ساتھ اس طرح کی باتوں ضروری ہو جاتی ہے، کئی پر اہم ہیں سے ہی ای کے ساتھ تھی۔“ میں میں سے کسی کے ساتھ کئی ایک پختہ تھی ان کی لے بٹا ہر پٹی ہو رہی سے کمانا۔
دل پٹی ہی کی مسکرائیں ایک ساتھ ابھرے۔

زور ناچ کی زندگی میں اس طرح کے توہین آمیز کلمات کی گھانٹنی نہ ہونے کے باہر تھی۔
’’مجھے کوئی تیار نہیں ہے، گور نہ ہی میں تسماری ای کی ہم عمر ہوں،“ جیسے۔“ زور ناچ کی آواز اونچی تھی اور لہو اٹھایا کہ چند لمحوں کے لیے تو سب ہی خاموش ہو گئے تھے۔ تخیل کو زور ناچ سے اس پر وجہ بدانتہائی کی ہرگز نہیں تھی ابھی تک وہ صرف اپنے دوستوں کے سامنے زور ناچ کی وجہ سے شرمندہ تھا، لیکن اب ٹھیک ٹھاک تخیل ہوا تھا۔

’’اس میں شے کی کیا بات ہے، زور ناچ؟ وہ ستوں میں اس طرح کالی پیر میں ہوتا اور خاص طور پر جب وہ آپ کے گھر آئے ہوں۔“ نفوذ پہ پہنچتی بہت ہی نگاہوں کے جواب میں اسے زور ناچ کو تو کھانی پڑا۔ وہ بھی آئے والے وقت کا انرا ذمہ کے بغیر۔

’’میں نے کہ میں کوئی نہ ہو، کرتا ہے اصول منت لاکر کو تخیل، زور ناچ نے بے شکل طور پر تالیف کیا اور اب جب یہ سب کھا کھا پلے ہیں تو ان کو کھت کر کھت کر دیر ہی ساری ہے، ہوں میں نے بدداشت کمانی کے

سچی

کام

کروا ہے۔ یہ سہ سے اندازہ نہایت کمزور کہ کسی کی بھی ضرورت تھی البتہ ڈارنگھ دم سے باہر مل گئی۔
 پیچھے سارا ماحول خستہ و برباد ہوا تھا۔
 "تو بڑھیا تو بڑی بد مزاج ہے یا رازی بہت ہے تیری ہوتو اسے جھیل رہا ہے۔" جو اس کا سب سے قریب
 دوست تھا اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر طے کر رہی انداز میں فرمایا۔
 کمرے کی خاموشی میں اسے توڑی اور پھر فرمایا جیسے وہ سہی ہوئی میں تھے۔
 چلو ہمیں ہمیت ہوئی یا نہیں! سب بے عزتی کروا کر نکلے ہیں میں نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ اگر یہ ہو کر ہمیت
 رکھو کسی کی کشت و خون ہم کو نہیں سکون سے ہی سب ہوا جائے گا۔ بات کرتے ہوئے اس کی نگاہیں پٹانے کے اس
 سارے اہتمام پر تھی جس کی ابھی صرف شروعات ہوئی تھی۔
 "تو ابھی میں چاہتا ہوں تھا سارے ناکہ کو پتہ ہے کہ کون کون سے کیم کی بد مزاجی کا عالم ہے" ایک ساتھ سہی بولے
 ہوئے لگنا شروع ہوئے۔

کلاس پر دہلا کر آیا ہے تھے پھر ہر اور اپنے کو کھرا کر لیا اور۔۔۔ وہ وطن کے بل چلا گیا۔
 صورت حال سنگین تھی اور کسی کی صورت بھی زرد مٹی کی شکل کیڑے میں سے نکلتا تھا۔ لیکن مشکل یہ تھا وہ
 اسے بولنے کا موقع بھی نہیں دے رہی تھیں۔
 "وہ لوگ کی کیا کیا۔۔۔ لڑکھالی تھے مگر کاملتہ سے رہی تھیں مطلق اڑا رہی تھیں میرا اور تم میرا تاشاؤ کہہ رہے
 تھے؟" کاش میں اس کے منہ پر چھوڑتا اور اس کے منہ سے کھرتے نکلتی پتا نہیں کیوں کہ کمرے سے باہر نکل آئی۔
 ملازمین کو کہیں کوئی کام نہیں دی۔ صبح کے لیے میں بچتے بچتے ہوا تھا۔
 اور نکل جانا تھا کہ جو کچھ وہاں رہی ہے اس کے لئے وہاں کوئی بڑی بیات نہیں تھی ان کے لیے سو شکر تھا کہ یہ بخار
 خرابی کے دن میں خرابی سے آیا اور نہ پھر اور بھی مختلف ہوا سہا تھا۔
 "اس پارہ صاف کہ روزی نہیں آج وہ ان لوگوں کی شکل بھی نہیں دیکھوں گا یقیناً کہ میرا۔"
 نیکل کے لیے اس بچی ہوئی صورت کو کواہ میں کرنا مشکل ہوا جا رہا تھا۔



نیکل یوں ہی چور سا بیان سب کے کچھ کھڑا رہا۔ وہ سب کوئی عزت دار لوگ نہیں تھے پھر بھی ان سب کے
 سامنے نیکل نے خود کو بہت عزت دار ثابت کیا ہوا تھا سب بے عزتی میں ان کی نہیں اس کی تھی۔
 "تو اصل دلچھ کرمت ظنوں سے ہوا ہے نیکل یا راجان پھلا اس بد مزاج بڑھیا سے کچھ دیر پہلے میں دے کی
 یہ تجھے یوں ہی زندگی خراب مت کرانی تھی۔ کمانے کے تو ہزار اور بھی راستے ہیں ہم کوئی تو کمانا ہے ہیں۔" وہ
 ہی جو سب سے قریب تھا سب سے آخر میں کمرے سے نکل۔
 وہ دوسرے کے ساتھ وہاں گیا شوز اور ٹیوٹلر تک پہنچا۔
 سچے سچے شان دار رہا میں کیونکہ کمرے میں لے جایک گئی ماسے کے کر خود کو کبیرہ لڑنے کی بھر پور کوشش
 کی۔
 جو ہونا تھا سو ہوا۔

جناب ٹریفک سے باہر آتے ہوئے گھٹنے سے پھلی ہار کراچی میں قدم کھکا تھا۔ راجو قدم بھگا کر سارا کے قریب
 آیا۔
 "مگر تے گاڑی دیکھو لیتے سارا رہنا کی کیا ہے پھلی ہار میں اپنے گھر جا رہی ہیں وہ بھی نہیں میں۔"
 "تو پھر۔۔۔ سارا نے بے تاثر سے انداز میں اس کی طرف دیکھا۔ "ہاں اور کوا کھیسے وہ اس کی بات سمجھا نہیں تھا۔
 "تو چھو نہیں گئے گا تب کہ اس ماشا ماندہ گاڑیوں کی کیا ہے۔"
 "تو یہ ہے تو نہیں! میں ان انسانوں کی ہوتی ہے اور مجھے تو دیکھنے بھی نہیں ہی اس آئی ہے یہ ملری مگر ایک عیسی
 والے کا ہی شکر گزار ہوں گا جس نے وقت بچھے کچھ صحیح طریقہ پر چھوڑا ہے۔ انہیں چھوڑ۔"
 "جرا یہ وہ عیسا۔۔۔ صرف سکرانی ہی تھی سو اس وقت بھی۔"
 "تو تو ہے۔" راجو جگے سے ہنس رہا۔ "وہ ان کی بڑے ملال کا تھا اور مجھے سخت خوشی ہے کہ میں اس دن کا حصہ
 بنا رہا۔ آپ کی فرخنی میں شریک ہوا۔" کہتے ہوئے وہ عیسی والے کے لیے آگے چلا گیا۔
 سارا نے بھٹی کی طرف دیکھا۔
 اس کی نظر اسی طرف سے تھی۔
 پتا نہیں تھی زندگی کیا سوچھی۔

زندگی سے حساب رہا کرنے کے لیے سمجھ داری اور جھکی کی ضرورت تھی۔ جذباتی ہو کر کیے کرانے پہنچی
 پھر بھٹنے کی ہرگز بھی ضرورت نہیں۔ آرام طے اور ٹیوٹلر پر تھی تو نونوں ہی جبر سے سرک پر آجائے سے طرف نہ
 کرتی تھیں۔
 "ملا ہے سب دیکھو چھوڑو۔" اس نے خود سے کہا تھا اور چلا ہی نکلنے کی کیفیت بھی محسوس کی تھی۔ سب
 بلکہ سب کچھ تقریباً اس کے ہاتھ میں بھی آچکا تھا یوں ہی کیسے چھوڑا جا سکتا تھا۔ گئے پھینکے ہی کی اور نہ
 پڑیوں کی۔
 "چلو زندگی جگمگ کچھ عرصہ اور تمہاری چالیسی کیے لیتے ہیں۔" ملاؤج تک جاتے ہوئے وہ سچ نکل ہی دل
 میں مسکرا رہا تھا۔
 اندر ملاؤج میں زندگی دور سامنے ٹھہری تھی سے اپت کر رہی تھیں۔
 نیکل جب تک ان کی ساس پہنچا تو فریاد کر رہی تھیں۔
 کس کا فون تھا؟ اس نے اس طرف تامل انداز میں سوال کیا جیسے ابھی تمہارے پہلے کچھ نہ ہوا تھا۔
 مگر زندگی ابھی بھی تھی خاص خصوصیتوں پر جو سب۔

"تو شہر بڑا ہے تمہاری ماہر سے بھی زیادہ ہوگی تو خود ہی اندازہ ہوا ہے کہ" وہ یہی ہی سرسری سے
 انداز میں بھروسہ کرتے ہوئے اس کا ہاتھ تھام کر سامنے ٹھہری تھی کی طرف بڑھ گیا۔
 وہ شہینوں سے چمکا دیکھ کر پورٹ تو کھولنے سے پر تھا، بھر مکی والے بھر کے لیے کواہوں ہوئی۔
 مجھ کو اپنی نگاہیں تبدیل کرنا اور بھی بہت سے دور سے۔
 "تو سنا! یہ کبھی میں بیٹھے سے پہلے اس نے سارا کو کوجہ کیا۔ وہ ایک عیسی میں رکھ رہا تھا۔ چوک اس کی
 طرف کھینچتے؟"
 "مجھے بتا دیجئے کہ اسے تعارف میں مجھے لایا گیا کیونکہ ابھی کا حال وہاں ہے یا نہیں؟" اسے گاڑی میں بیٹھنے سے
 پہلے وہ ضرور کہا بات کر لیں۔
 سارا نے کچھ کھنکھن کر کے بولے۔

(باقی آئندہ ماہانہ ماشا ماندہ)

خون کا رنگ

ارسلان ایس بار تو میں نے سوچ لیا ہے، چاہے کچھ ہو جائے اگلے سال ہم بھی قریبی کریں گے۔
 سداہ ایسی ہی تھی جھلی جھلی کے پیرل سے عید ملن پانچواں میں گئے کلب، یہی تو در سداہ کی پابندگی کا رکنی تھی اور اب اسے سماں کا شکر کھاری تھی۔
 ”اوسے تیرم صاحب، اس قدر مسکاتی ہیں، مجھ جیسے جھولو دار تری کے لئے قریبی کرنا ایسا ہی ناممکن ہے“
 جیسے سورن کا شکر سے لگانا اور دن کا شکر ملنے کے ڈرا سے نہ دیکھنا اور لوہا کا اور ہو جانا۔ ”ارسلان نے پیش کی طرح بات کو چنگیوں میں ملائے کی کوشش کی۔“

”مجھے کچھ نہیں پتا عید سے پہلے ان کی گاڑی اور کبے کی فیشن پر لے اور عید پر کی جائے والی عورتوں اور طنزوں نفسوں سے میں اب تنگ آنچکی ہوں۔ میں نے آپ سے بھی کوئی بے چارہ فائنل میں کی مرگاہ تو اگلے سال مجھے بھی ”کبکے“ والی کمانڈا ہے۔“ سداہ نے ہراسی ہوتے ہوئے ضد کی۔
 ”اوسے تیرم ایلیت کو سمجھو قریبی صاحب نسل پر فرض ہے۔“ اور نہ تو تمہارے پاس سونا چاندی ہے نہ عید سے پہلے ہی تیرم نگاہی کی سداہ نمازش کے لئے قریبی کے اصل فلسفے کو کھین نظر ابرو اڑ کر ہیں؟“
 اس نے رمان سے سداہ کو جھمکنے کی کوشش کی مگر اس دفعہ سداہ نے اور ہی غصے سے تکی تھی۔
 اس نے پلٹ کر اکر لیا تھا کہ ہر ممکن محبت کر کے ان اور

خود ارسلان کو قریبی کا پاور خریدنے کے لئے پیسے جمع کر سکے گی۔
 اور پھر اس نے ارسلان سے ایک مٹی بکس منگایا اور سب سے پہلے نیکے سے آئے والی وہ خرچہ جی اس میں ڈالی جو لال نے اسے عید پر بھیجی تھی ورنہ اس سے پہلے وہ بے پیسے کھڑے تھا اپنی ذات پر خرچ کرتی تھی۔

ارسلان کے تین بڑے بھائی اور دو بیٹھی نہیں تھیں۔ ارسلان سب سے چھوٹا تھا۔ لیکن وہ لال پاپائی اولاد میں کچھن تھا۔
 پڑھے پانچ بھائی کی تعلیم اور تربیت اور شادی بیاہ کے چکر میں لاپا اور لال کی عمر اور پتہ۔ دونوں خرچ ہو گئے۔ ابا ابا صاحب اللہ کو پیار سے ہوتے تو ارسلان اس وقت آخروں میں تھے جہاں میں پڑھتا تھا۔ کبھی بھائی بھوں نے لاپا کے بچے گھر میں لئے کر لے۔ ارسلان کے ہاڑے میں سب کا قیام تھا کہ وہ ایسی چھوٹا تھا اور پھر اسے سب سے ہی پانا تھا۔
 اور ارسلان کبھی ایک بھائی کے دور پر بھی دوسری بھانجی کے دور واز سے پر اور کبھی باہر دوستوں کی چھچھل پر۔

وقت گزر گیا کہ وہ ارسلان میں اصابتا اس نے خود میں بھارت اور سن سے لاپا بھائی کے محل کیا

اور قسمت سے اسے ایک چنگ میں اچھی نوکری مل گئی اور وہ کچھ مہنگی آکھوں کا کاروبار کیا۔
 بڑی جادو بھائی سے بھرا وہ وہ کلاس لے سہانے کھڑی رتیں تاکہ وہ کسی طرح آرام ہو جائے اور ان کی اس بین سے شادی خانہ آبادی کر لے جس کے مست سداہ میں تھیں جس میں تھے کھڑے بھی پڑا پانا تھا۔ خرچ سداہ کا خلی گلاس پھی بھانجی کو تھا اور جھلی بھانجی کی طرف جانا تھا۔
 جھلی بھانجی دیکھی تھی کہ گرم گرم برائے بچہ اس کی بیٹی میں رہتی جانتی ان کی کھلی کھلی بھانجی تو میں بھی مگر وہ اس سڑن سے کی تھی اس میں کہ بھانجی لال برابر ہوتی ہے تب جب دن رات کو اچھی نوکری لگ جائے۔

جھلی بھانجی سب سے زیادہ پلاک تھیں۔ انہیں تو کچھ خوف خدا میں تھا وہ اپنے پلاک بھروں کے لئے اس سے دس گنا پیسے کا کارڈ کروانے کے پلاک میں تھیں جنہیں سڑنٹے والوں کے سامنے جیسے بھانجی کر سونے کی تاقی پر پیش ہو چکی تھی کہ آج کل وہ ایک کو کھک جھلی پر سڑنٹا کر رہی تھی۔
 اور وہ دونوں آپا تھیں۔ تو وہ بھی کم نہیں تھیں۔ انہوں نے ارسلان کو بھائی ہونے کا فرض یاد دلایا کہ کس طرح لال کے سرنے کے بعد وہ سڑنٹا ہوا لے پونچھے آئی تھی۔ وہ چاہتی تھیں کہ ان کی سڑنٹا اور بھانجی صاحب دونوں میں سے کسی۔ ایک سے شادی کر لے تاکہ سڑنٹا کی طرف سے ہونے والے ڈر نہ ملوں جس کچھ کی آنکھ۔



تحریر مسلماناب بڑا بوجہ تھا۔ اس نے لے لے اپنی کا ٹیو مسدود کا انتخاب کیا جو اسے مستند کرے۔

وہ جوش و خروش تھا اور کچھ وار لڑی کسی بھڑائی اور ہمیشہ ناک بھوں جو جاتی مسدود کیا تو اسے مگر تیرے ہی ان اعلان کر دیا کہ اس مسلمان اپنی جتنی کہند واری خود اعلان ہے ہم نے اب تک سے ہٹ کر دیا۔

اور اول اس مسلمان مسدود کے ساتھ ایک کرانے کے مکتب میں رہنے لگا۔ گئے سال ان کے یہاں شراعتا کی رحمت بنا کر آئی۔ افراد میں اضافہ ہوا تو غریب میں بھی اضافہ ہو گیا۔ مکان کا کرایہ ملو وغیرہ مگر ہمیں یہ دونوں اپنی زندگی سے مطمئن اور مسرور تھے مگر یہاں ان کی یہ سکون زندگی میں ایک بوسا پھرا کرنا جس کی وجہ سے پیدا ہوئے۔ انہوں نے ان واقعات کو کم از کم مسدود کو دیکھتے ہی جین رہا تھا۔

وہ مسدود بیٹے بھائیوں کے سب کا پانچواں ہونے لگے۔ انہوں سے کر گئے تھے۔ دو کچا پانچ اور کارواں تھا ایک ایسے گریڈ کا افسر تھا۔ ابا کا کئی کم رچ کر اپنے اپنے حصے کی رقم سے سب نے اپنے اپنے خیرے لیے کیا۔ مکان کی تعمیر کئی مسٹانہ تھا جس لیے جلد ہی سب ہر سال عید قربان پر تین ہزار میں کے بل و حرم و عمامہ سے قربانی کی پائی۔ قربانی سے قبل جانوروں کی کیت واک ہوتی تو وہ خیر اور خیر تھیں تو بڑ بڑھا کر بیان کیا جاتا۔ وہ کھلے ہوئے ہی ہوتی ہیں وہ جین کی جائیں۔ مسدود سے بددینی تو کس کو جاتی۔ یہ تھا کہ ان کی کھانسی اس کے بل میں بھی قربانی کرنے کی خواہش تھی جو درخست تھی۔



”یہ کیا بھی نہیں نے جس میں کے لیے چار سوٹ کے پیسے دیے تھے اور تم ایک ہی سوٹ لیا۔“ اس مسلمان نے اس سے پوچھا اور مسدود کے

مطلب اپنی شائستگی دکھانی تھی۔ ”بل جان تو ہوں گے پیسے سے تو پانی بڑے میں ڈال دے گا پھر پچھلے سال کے عین جوڑے رکھے ہیں“ وہی پان لوہی کی مری کر پائے تھیں جو سکون لگا۔ ”سارے پڑے میں مکمل“۔ اعلان سے جواب دیا اور کھانے پر ہوتی خانے لائٹ جلنے کی وجہ سے سوئے ہوا اس مسلمان اللہ کر پروردہ میں چھی جا پائی پر اگر کٹ گیا۔ تخت پر مسدود بیٹے اپنے مسلمان مٹھیں پر بھی لٹھ چائے کیا بیٹے میں اپنی طرف تھی کہ اسے اس مسلمان کے آنے کا سانس بھی نہیں ہوا۔

”بیکر صاحب! آپ اور سولی سالی؟ یہ انتہاب کب ہے؟“ اس مسلمان نے قدرے بے چارہ ہو کر پوچھا۔ ”شراہ کی فراک کی رہی ہوں۔ کل ساتھ ولی بھائی اپنی بیٹی کے لیے ریڈی کی فراک لائی تھی وہ زیادہ تر میں نے نوٹ کر لیا تھا۔ یہ ہی اپنی شراہی کے لیے کی رہی ہوں۔“ اس نے بھی جانتے ہوئے جواب دیا۔

”بیکر کس بھی کچھ دن کے تو میں نے جس شراہ کی شائنگ کے لیے پیسے دیے تھے اور کافی سارے وسیلے تھے، اگر تم زیادہ پیسے کپڑے خرید سکتے یا وہ سے پچھلے سال تم نے چھٹی بھائی کی مری کی ہارڈ فراک کو اس قدر حیرت سے دیکھا تھا اور مگر ہمیں تو بولا پر گھر کے لئے کپڑے اتنے ہی نہیں لگتے۔“ مسدود نے جواب دیا اور شراہ کو پوچھا۔ ”اس مسلمان نے کہا، میں اپنی بیٹی کے ساتھی اچھی فراک کیوں لی کہ وہ کسی طرح مری کی ہوتی نہیں گئی۔“ اس نے بی بی تو ہے۔“ اس سے اسے کیا ہائی کہ وہ سارے پیسے تو قبائل بے میں جاتے ہیں۔

وہ کسی ہی کی طرف جاتی تو شراہ کو اپنے بل و خیرتی میں لے گئے اور اپنی اس نے اس مسلمان کو تالے تھے اور لاوا لہائی بھی بھولی کسی سے پوری امید تھی کہ اس وقت عید قربان پر شراہ ان کی سب سے اچھی حالت

اس کے کمر پر ہی تھی۔



”یار! ابھی ماس کی ہوئی وال؟“ اس مسلمان اس سے لڑنا تھا اور وضو پڑھ کر بیٹھی ہو کر شراہ پر بیٹھتا ہے۔ ”انتظار اس کے جسے سے نکلا۔“ آج بیٹھے کائن تھا اور اس دن مسدود گوشت کی کوئی اچھی چیز کھاتی تھی۔

”اس مسلمان! آپ کو نہیں پتا ہے کل مرغی میں بھاری آری ہے۔ گھر کو نہیں نے خبر نہ کر کے لیے سنبھل کر روک لے ہیں اور کہتے ہیں گوشت کچھ کل آپ کو ماری کی وجہ سے منع ہے اور ہر وال کے ساتھ سلاخ چھو کر ہونے لانا ہوتی ہیں۔“ وہ جانتا تھا مسدود اپنی ان خصوصیات کو نہیں کے پیچھے قربانی ڈیلے اپنی کھاتی ہے۔

”ج تو یہ ہے کہ قربانی صاحب نے فرض سے مگر اس مسلمان کی بھائیوں اور بہنوں کو لوگ نورانیں کاہ بازار گرم کرتے ہیں کہ مسدود بھی سارے اور بیٹھ دار لڑکیوں میں قربانی کو زندگی موت کا مسئلہ بنا لیتے ہیں تاکہ وہ بھی اپنے خاندان کو بل میں شامل کر سکیں۔“



”اس مسلمان! اچھا! غلطی تو یہ ہے کہ آپ آج کل میں نہیں سے پچھی کریں، تاکہ کراچی جا کر قربانی کے لیے بڑا لائی جا سکتے اور جگتے ہوتے جا میں ہے اور ہر قربانی کے جانوری خود خدمت کر کے لوٹ بھی گیا جانتے تو اچھا ہے۔“ اس مسلمان کو جواب سے کل اس مسلمان کو پوچھا۔

”بل بل کل کی کل دیکھی جانے کی ایسی تو سونے“ اس نے گری سے بے حال ہوتے ہوئے کوٹ بدلے۔

اس مسلمان نے وہ بھی چند کی دکانی میں سیر کرنے ہی کا تھا کہ مسدود نے ہر کوائفی۔ ”ہر بل لگتا ہے۔“ اور اس سے ہاتھ پرنگی دیکھا اور اس نے انھیں سیدھا دیکھا اور اس نے ہاتھ نہ لگائے۔

بھائی کھوں کے لیے وہ سب اور کھو اور شراہ تھے وہی اور نسل بھی لگا، وہ کرا لیا شراہ ہوتا ہے کہ کھلی بھائی کی کانے بھی شراہ جانتے۔ وہ اپنی ترخہ شراہ کو پانی کی۔

”تورہ بھی یاد کہ کرا لگا کہ وہ مجھ سے ہوا دیکھو؟“ اس مسلمان نے میرے سے بے حال ہوتے ہوئے گل کر پوچھا۔ ”تو تو وہ خیر کھانا کھاتا ہوا ہے جیسے کرا میں شراہ کے لیے وہ لگا ہونے جا رہا ہوں۔“



آج اس مسلمان نے اس سے تو اچھی پچھی کر لی۔ آج اس نے مسدود کی وہ خواہش پوری کر لی تھی جس کی تکمیل کے لیے اس نے پورا سا بل بٹل ہڈا کر بھی خاص اور فریق کی کھاری تو ہم تو کھڑی اس مسلمان نے بھی جو ذریعہ تھی کہ سب کی تیشی ہو تو شال کرنا چاہئے چھ مہینے سے اس کی کھولیں ہو تو اس اضافہ ہوا تھا جو وہ چاہتے ہیں لڑا کر باقی۔

”اس میں کچھ اپنا قربانی ڈیلے اس آج ہم آپ کے لیے کب کے خواہش کا کھانا ہے ہی آتے ہیں۔ وہ لٹائی کی ٹاٹ ڈھکی کرتے ہوئے کہ میں بل و خیر ہوا۔ وہ لڑا لگا، وہ لڑا تھا مسدود پر آگے میں وہی جا پائی پر پچھی میں ساتھی قربانی ڈیلے رکھتا تھا۔“

اس مسلمان نے قریب جا کر کہا اس کا مسکن کلا تھا اور خالی تھا اس کا بل و خیر سے وہ ایک سال کے بل میں پوسا خیر پوری کا ہی کیا۔ اس نے مسدود کے پاس بیٹھے ہوئے اسے لکھوں سے قلم کر م کر کے پانچ سے میں روایت کیا۔ اسے بہت گھبرائی ہوئی تھی۔

”ارے آپ اس قدر پریشان کیوں ہو رہے ہیں۔ کپ نہ ہوا تو مگر آئیے پھر میں سب کچھ تکمیل سے اتا ہوں۔“

اس کے چہرے پر اطمینان کے رنگ دیکھ کر وہ متذہب ہوا وہ جلد ہی سے منہ دھو کر لیا اور اس کا پانچ تو مگر کپ اس سے بخلا گیا۔ وہ جلد از جلد قربانی ڈیلے

”ہم تمام بیٹھو میں ان شیطانوں کو کھینچنے سے کہہ
 ولولہ لڑیں۔“ انہوں نے اپنے دونوں بیٹوں کے ہاتھ قحطے
 ہوئے کہا قحطہ اس کے اہت میں سرکھتے ہوئے
 انہیں چالنے دیکھا اور پھر میرے درمیان پختی چٹا پڑ
 گیا۔“
 سورج غروب ہوئے گو قحطہ اور اس کی باہری شاخیں
 درختوں کے زرد پتوں پر پڑتی ان کی زردی کو چھوڑا رہی
 تھیں۔ اس کے دیکھتے ہی دیکھتے ہوا کے ایک جھونکے
 نے شاخوں کو پلایا قحطہ اور چند زرد لڑتے لڑتے چلے
 زشتا پر آگئے تھے۔ سامنے سے کہا کہ آگے چلے
 ملنے پہاڑوں، کھ قحطہ اور آگے پڑھ کر کہا۔
 راتر نہ مل کی دیکھ لوں سے پہلی اداوی کو کچھ اور
 گراہو اور محسوس کیا قحطہ۔
 چند لمبے گل شاخوں پر لہراتے اور اب ایک کے
 بعد دوسرے غصے کی باتوں سے دہم سے چلتے چوں
 کو دیکھ کر اسے اپنے وجود میں لذت کی ایک لہری
 دوڑتی محسوس ہو رہی تھی۔
 ایسی حساس تودہ تھی جی میں تھی۔ پھر اسے
 کیا ہوا تھا۔
 یہ تبدیلی اس میں شب کئی تھی کہ بتا میں چلا
 تھا۔ لیکن یہ کئی تھی یہ وہ پہلی باہتی تھی۔
 ”اگر!“
 رشا جو کہ بے خاموش کھڑی اس کے چہرے پر
 کچھ کھوج رہی تھی میرے چہرے سے کہے ہوئی تھی
 اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیکھا قحطہ میں سے
 کئی پناہ پائی ہوں۔
 اس نے چونک کر انہیں دیکھا پھر خود کو سنبھالتے
 ہوئے ہوئے سرکھائی۔
 ”راشہ! کیا تو یاد ہے ساتھ خوش تھی وہ؟“
 ”جیسے“ انہوں نے گہری سے پوچھا تھا۔
 ”ہاں! آپ کو پہلے کون کون سے ہم سہارے
 ہیں۔ میں زیادہ کے ساتھ قحطہ میں! آخر آپ کو

یہیں کھیں میں! آگیا۔“
 کہنے کے کھولنے میں کوناس نے توفیق پلندی سے
 پچھایا تھا۔
 ”میں راتر۔“ انہی میں سرکھاتے ہوئے وہ اس
 ہو گئی تھی۔
 ”توفیق! کاش میں میں زیادہ بات ہی سے دیکھا ہوتا
 ہے۔ یہ تو خود ہی نظر آئی ہے چہرے پر! آگے میں
 چوں میں۔“
 ”آپ ہر گھر کو مل سے نکال دیں آئی۔ میں زیادہ
 کے ساتھ ہے ہر خوش ہوں اور میرا کہیں نہ ہوں وہ
 مجھ سے بے حد محبت کرنا ہے۔“
 ”محبت تو صعب ہے جی! تم نہیں کرنا تھا تو کیا تم
 اس کے ساتھ خوش تھی؟“
 ”ہاں! پلیز۔“ بے اختیار اس کی آنکھوں میں نمی
 جھلکائی تھی۔ تھے ان سے پہلے کے کہ اس نے
 پرخ موڑ لیا قحطہ اور پھر چونک کر سامنے دیکھنے لگی
 تھی۔
 ”مجھے کی وجہ چند قدم کے فاصلے پر کھڑی پھول سے
 کچھ دور تھی جی میں کاپڑوں سے حد پناہ پناہ ساتھ لیکن
 کہیں دیکھا تھا فوراً! میں! میں! آگیا تھا۔“
 ”آپ راتر ہیں! آپ نے شاید مجھے پچھایا نہیں
 میں اور میں ہوں تو میں حیدر میرا ہوں۔“
 ”آپ لوگ ہماری شہری پر آئے تھے۔ آپ نے
 مجھے بوساڑی کھٹی کی تھی جو مجھ سے بے حد پند آئی
 تھی۔“
 راتر نے اسے پہچان لیا قحطہ اور اسے یہ یقین
 دلانے کے لیے کہ اس نے اسے پہچان لیا ہے اس نے
 یہ تصدیق جواب دیا قحطہ اور کہہ دیتی سے اس سے ملنے
 کی تھی۔
 ”آپ ٹھیک تو ہیں میں نے تو آپ کو کمپ کو پہچانا
 ہی نہیں! بہت کم زور دہری ہیں! میں کھیل کھین
 ہیں! فاصلہ اس کو بھلا ہے۔ یہ تو انہیں قحطہ اور کھائی
 کے لیے قحطہ تھیں۔“ آپ کو پہلے سے بھی خوب

صورت کر لیا ہو کہ تم آج! نے تکلفی سے کہتے
 کہتے وہ یکدم جبکہ کراٹھوں ہوئی تھی۔
 راتر نے چہرہ نکالنے سے رشا کئی کو رکھا وہ
 بنو راتر نے دیکھ رہی تھی۔
 ”آپ کو کب سے چاکر زیادہ مجھ سے بے قحطہ محبت
 کرتے ہیں۔“ بھٹکل ڈھوکا پھوڑتے ہوئے اس نے
 سرکھ کر پچھل۔
 ”کہنے جا چاہا۔“ ابھی کمل کرتی ہیں راتر ہی
 محبت کا بھی بھلا پنا چاہتا ہے۔ یہ تو ان کی ہر اور
 میں نظر آتی ہے! پائل خوش کی طرف۔“
 ”پائل! کچھ کہہ رہی ہیں آپ۔“
 انہوں نے ایک قدم پیچھے کھڑی رشا آئی تھے برابر
 آتے ہوئے کہا قحطہ۔ انہوں نے سولہ دیکھا انہوں سے ان
 کی جانب دیکھا قحطہ اور وہ سرکھاتے ہوئے اپنا تعارف
 کروانے لگی تھی۔
 راتر نے سکون کی سانس لی تھی کہ ان دونوں کی
 توجہ اس سے آئی۔
 ”تھی اور میں نے کہا پائل کی کہہ سکتی تھی۔
 ”مجھ کو کئی میں جانتی ہوں! ایک منٹ کا کلمہ کر
 کئی جی حیدر کو۔“ رشا آئی سے ہاتھ ملاتی وہ جلدی
 جلدی کہہ رہی تھی۔
 ”محمود راتر! آپ اپنا خیال رکھیں! ہمارے لیے کی
 طرح کئی کئی نظر آئیں۔“ بتا سے شادی والے دن
 آپ کو کچھ کہیں سے حیدر سے کہا تھا۔“
 وہ ایک لمحے کے لیے خاموش ہوئی۔ راتر نے
 سولہ دیکھا ان سے اسے دیکھا۔
 ”آپ اپنی قرب صورت کس دہری تھی کہ میں
 دلنے سے انتظار کرتا تھا۔ لڑکی! اس وقت سے حیدر سے
 دیکھ کر کوئی تھی پائل کو پہلے آپ سے دوست ہے
 چاہے اس کا قصور۔“ انہوں نے کنا کوا بھلا چاہتی تھی
 اور کہہ پوچھتی تھی اور اب کچھ دانتوں سے لہانے
 پچھتا رہی تھی۔
 ”آپ کی دن آج! حیدر بھائی کے ساتھ۔“

اسے بار بار کہہ کر راتر نے جلدی سے کہا تھا۔
 ”مخبر۔“ بھٹکل سے مجھ میں کئی ہر تیز تیز ہونے
 سے آگے بڑھ گیا۔
 ”تمہیں کس قدر تیز ہوتے ہیں! کچھ لوگ لنگھے
 جیسے تیز کام کو گت کر رہے ہوں۔“ رشا آئی کے سوال و
 جواب سے بچنے کے لیے اس نے جلدی سے بہت
 شرم لگی۔
 ”مجھے اس وقت تم کہہ رہی ہو۔“ رشا آئی نے۔
 بے حد بھٹکی سے کھلا وہ نہیں دیکھ کر کئی تھی۔
 کس قدر خیال میں قحطہ کی ان کے ہی سے جتنی
 نگاہوں میں رشا کے گل کا ایک قدم پیچھے کی سے طبی
 میں بچتا اپنا قحطہ انہوں نے بتایا اور اس کے کندھے
 پراپنا چھوڑتے ہوئے اسے ساتھ لگایا۔
 ”دونوں ہمیں خاموش تھیں! لیکن دونوں ایک
 دوسرے کی بھٹکت کو سمجھ رہی تھیں۔“
 ”جی! دونوں کے درمیان خاص خاموشی کی اس
 دہر چاہو اور اس کی تیز توانیے کارنامہ کر دیا تھا۔
 رشا آئی تھی سے انہیں! اس نے کئی سانس
 لیتے ہوئے سرکھائی بھٹکت سے لگایا اور انہیں موندلی
 تھی۔
 ”سچہ! اپنی زندگی پر غور کر رہی تھی۔
 اس کی زندگی جو ایک پہلی تھی یا خود اس نے اسے
 پہلی بنایا تھا۔ مسافہ و شفاف! اعلیٰ! انہوں پر چلتے چلتے
 جانے کیسے وہ اور ایک تھی تھی۔ کیسے ان جہنہ اور
 خاندان رشتوں پر آگئی تھی۔ جہاں ہر طرف بس بھول
 سہارا تھی۔ اور وہ پہلی تھی کی طرف ان بھول بھولوں
 میں بھٹکتی تھی۔
 وہ حسین خوب جو اس نے بڑے شوق سے پاکوں
 پر سہانے سے رہی ہو رہی ہوں کی راہوں میں بھٹکتے
 تھے اور ٹوٹے قحطہ کی ان کی کھینوں پر چٹانے کس قدر
 دشوار تھا۔ وہ جان بچانے تھی لیکن اسے چھاننا تھا! یہ کچھ
 رہا ہی کراستہ کو بچتی تھی۔“

کھلے چہرے کے ساتھ "بے حد شایاں و فرماں سے انور" میں اس کے آتش میں مشتاد سے تیار تھا اور حیدر جیت سے نہ کوہلے سے دیکھ رہا تھا۔ "تیس اب لیا نہیں کرنا چاہیے خزانہ"۔ "کئی لوگوں کے وقت کے بعد اس نے خاصی باگاری سے کہا تھا۔

"کیا اب کیا ہوا ہے؟"
 "سید" کی طرف سے "سے جیسے پرواہی تو اس سے کیا فرق پڑا ہے۔" سے جیسے پرواہی میں تھی۔

"تو کئی نہیں ہیں؟" ایک شہری شہ عورت سے محبت کا اظہار کر کے مات سے غلام رہے ہو اس کا گھر بڑا کر کے ہی خوش کر رہے ہو۔"
 "میں تو بس یہ جانتا ہوں کہ میری محبت سے اور میں اسے ہر حال میں پانچا پانچا ہوں۔"

"اب یہ ممکن نہیں ہے انوار! نرائے نو انور اسٹینڈ! حیدر زنجی ہوا تھا۔"
 "مگر کئی نہیں ہے میرا سے بڑی ذکر دکاہوں اور مجھے یقین ہے کہ مجھے چند دن لگیں گے اسے منانے میں۔" اس نے تیز کی پشت سے سر نکالے ہوئے اسے مزے سے کہا تھا حیدر اسے دیکھا نہ کیا تھا۔

"تم بہت غلام کر رہے ہو زناہ۔" یہ جانتے ہوئے بھی کہ اسے جھانے کا کوئی فائدہ نہیں تھا وہ کے بنا میں وہ کا تھا۔

"محبت میں کچھ بھی غلام نہیں ہونا میرے دوست۔"

"غلام غلامی رہتا ہے محبت میں ہوا لغت میں۔"
 حیدر نے سختی سے کہا تھا۔
 "کیسے دوست ہو تم میری خوشی میں خوش ہونے کے بجائے اسے لمبا سٹ کرنا چاہتے ہو۔" ہراسی نے کہا ہوا وہ اپنا قہار اور لڑائی باز میں ضابطہ لکنا تیز تیز توڑ مٹلے سے کھس سے نکل گیا تھا۔
 اگلے دن اس کے کسی بلھے سے حیدر اسلام آباد

چلا گیا تھا۔ وہیں کیا تو چکا تھا کہ دائرہ سے واقعہ رس لے لی تھی اور جلد ہی وہ وہاں شادی کرنے والے تھے۔
 حیدر کھلے سے مدد ہوا تھا وہ سوچ ہی نہیں سکتا تھا کہ وہ اس کی قدر کو ضرور دیکھ کر الگ ہو گا۔
 اس نے اسٹینڈ پہلے کے ساتھ ان کی شادی میں شرکت کی تھی۔

"اس دن وہ دونوں بے حد خوب صورت لگ رہے تھے اور خوش تو ہوں تھے جیسے انہیں بخت الیم کی دولت مل لی ہو۔"

شرافت اور کردار کو بے حد اہمیت دینے والا حیدر کو ان دونوں کا عمل قطعاً پسند نہیں آیا تھا۔ اس طور پر دائرہ کے گوارا کے لیے پرتو اسے بے حد خسر گیا تھا۔ لیکن اس کے بعد ان دونوں کو اس قدر خوش دیکھ کر اس نے ان کی خوشیوں کے عیش قائم رہنے کی دعا کی تھی۔

اس کے بعد اس کی زیاد سے ملاقات میں ہوئی تھی۔ کیونکہ کبھی کی طرف سے وہ بھی چلا گیا تھا۔ شروع میں چننا کیسہ ہر فن کا اس کا بہترین ملا۔ پھر مسموئیات میں وہ بھی بھول بھال گیا۔ لیکن کارڈی سکل پر اسے دیکھ کر حیدر کا دل چاہتا تھا اور اس سے ملنے وہ اس سے پہلے ہی بہت اہم ہونا چکا تھا۔

اس لیے اور اہل دل چاہتا۔
 "مجھے خاموشی کا وہاں خود اسے مرانے میں ملے گئے ہیں آپ۔"
 "تو میں بڑا سخی کا نظا ہوا کرتی تھی مجھے خاموشی ہی تھی۔" سزاؤں اور خاموشی رہا اس کے جس میں نہیں تھا۔
 "انوار کے بارے میں سوچ رہا تھا۔"

"تو کچھ خاص نہیں۔"
 "میرا خیال ہے کئی عرصے سے آپ کی بات نہ تھی میں نے۔"
 "اب دلانی کئی عرصے سے کمال رہا ہے میں نے کیا

خیال ہے کسی دن ان کی طرف چلے جا کر دیکھ کر نہ ہا تھیں۔"

"تو میں نے فوراً ہی جواب دیا تھا۔
 "میں نے کہا تو وہ نے بھی خوشیوں میں اور دائرہ کو دیکھ کر اس کی زندگی کے بارے میں پچھنے کا جتنس بھی باجگ افر تھا۔
 "نکل۔" حیدر نے جیسے کچھ سوجا تھا۔ "ہوں" لکھا۔

"تو پھر یہی فن کر لیں۔"
 "تو میں نے جلدی سے کہا تھا پھر خطاب دانوں سے دبانے ہوئے حیدر کو دیکھا تھا۔ لیکن وہ اس کی جانب متوجہ نہیں تھا۔

"میں نے اپنا سما کی نمبر تو شاید پہنچ کر لیا ہے مگر جا کر دیکھا تو بالینڈ ان فن کوں لگا۔ بلکہ تم خود ہی اس کی سزے بہت کر لیتا۔"

میرا خیال ہے حیدر اپنے فن کرنے کے بجائے ہم کل ہی فخر کریں کہ ہم لوہر قریب ہی کسی کی طرف گئے ہوئے ہیں تو۔"

"میرے کچھ بھی نہیں چاہے کر لینا اب کچھ وہ خاموش رہا لیکن اب مجھے ایک شہری فن کرنا ہے۔"
 حیدر نے کہا اور فن کرنے لگا۔
 "تو میں کل پہننے والے کپڑوں کے بارے میں سوچنے لگی۔"

"اب دلانی وہیں چلیں زیاد گھر آئے اور میں نہ ہوں تو اسے اپنا نہیں لکھ۔" مطلب یہ ایک بات تھی کہ اگلیں وہ عرصے میں انوار کو دیکھ رہی تھی۔
 رشتانے کیسے مگر ہی لگا ہوں سے اسے دیکھ لے رہا تھا۔
 ایک ایک بات میں اپنی مرضی چلاتی تھی۔ چلتی آیا مرتزب سے ہرودی ڈرا کر کے ساتھ جملہ مل چاہتا جانی جب مل چاہتا وہ اس آئے۔ نہ کہ اپنی زندگی کوئی دیکھ کر ہر چیز ہر حال میں مل آئے۔ اور کئی کئی محبت کا تھا۔ مطلب اس سے ہی محبت کی

خاطروں کے سلسلے سے ہزار پہننے اور لے کر اسے آواز کرنا تھا۔
 "میں یہ یاد تھا جب انہوں نے اس سے کہا تھا۔
 "موصعب است ڈائیس وہ لے کے کچھ عرصہ بیٹھا رہے وہ ان کی طرف میں گھر کا گھونٹ بھر کر پائل خاموش ہوا۔
 "مجھے یقین ہے اسے بہت جلد اپنی بددلی کا احساس ہوا۔
 "ابا کچھ نہیں ہوا کا تھا۔ اس نے لو اس نگاہوں سے انہوں دیکھتے ہوئے کئی نہیں مر گیا تھا۔
 "میں نے کبھی محبت کرتے ہوں وہ کب سے محبت نہ کرے تو آپ کی نہ کسی طرف برداشت کرتے ہیں لیکن وہ آپ سے نفرت کرے یہ برداشت نہیں ہو۔ میں اس دائرہ کو ڈائیس کر رہا ہوں لیکن میں جانتا ہوں کہ میں نے ایمان کیا تو وہ مجھ سے نفرت کرنے لگے۔"
 وہ اس کی بات کو جھٹلا سکی تھی کیونکہ باقی تھیں کہ ٹھیک کر رہا تھا۔
 "کس کا فن ہے انوار؟"
 اس کے سما کی مسلسل جتنی نظر اور اس کے گھر کرن کو گھورنے پر رشتانے بچہ کر پھر چکا تھا۔
 "انوار کا ہے آپ کی؟"
 "تو سونڈ۔" خیرالی سے اسے دیکھتے ہوئے انہوں نے کہا تھا۔
 "تج" دھبے سے کہتے ہوئے اس نے گویا میں پراسیا کل افرانیا تھا۔
 "اسلام ملنگ۔" یہ سوچ کر کہ وہ گھر پہنچ چکا ہوا گوار اب چارو اب تاب کھانے ہوئے فن کر رہا ہوا کہ اس نے اور سزاؤں سے سلام کیا تھا۔
 "تو یقیناً سلام راتہ میری جان میں جانتا ہوں کہ تم مجھ سے بہت خوش ہو۔" نہیں ہونا ہی چاہیے میں اپنے ہی بیٹے پر کس قدر شرمندہ ہوں اس لیے اسے نہیں سکتا تھا میں نے ایک دم کیا ہوا جانا ہے۔ سوری میری جان میں بہت شرمندہ ہوں۔ صاف کرو پینز۔"

وہ ہی جنہیں اور چاہتوں سے گدھا دل لہیر جو اس کی دھڑکنوں میں اچھل چکا تھا۔ اس کی سماعت سے گرا جا تھا اور وہ جسے رک رک میں پھینکا جاتا تھا۔

”رائہ میری جان پہنچا، یوں نہ ہو۔ وہ بے قراری سے کہہ رہا تھا۔
”صوف کہہ دیا، اتنے مجھ سے۔“
”ہوں۔“ پستی کو از میں کہتے ہوئے اس نے فون بزد کر لیا تھا۔ لیکن اگلے ہی منٹ تل چرنگی تھی۔ رشیا کلمے کے سوا کچھ نہیں کہنے کے لیے اس نے فون ڈالا۔ اگلے ہی منٹ تھی۔

”صوف کہہ دو، جان بوجھ سے ایک کام لوگ نہیں ہوا۔ لیکن سب شک ہے، میں تو رازت کلاں کا متاثر ہوا ہوتا چکا تھا، ہاں ہر گھاس کے گو کے کلاں۔“
”بے حد غلطیوں کیے ہیں تھے ہوئے اس نے فون بند کر لیا تھا اور وہ بھی پوری ہی موبائل کی زبان کان سے لگائے کچھ مگر بھی نہیں کہتی تھی۔

پھر رشیا اپنی کاشیاں آتے ہی چونک کر ان میں دیکھا تھا اور ان میں خورج نکلتا سیکھ کر کھل سے انہوں میں مسکرائی تھی۔ رشیا اپنی آنے کے ہی سانس لینے ہوئے مگر من موئی اور غامضی سے ذرا اتر کر کہنے لگی تھی۔ پھر بار بار راستہ دوڑوں کے درمیان گولتی تھی۔ وہ بھی کسی سدا دلانہ پانی پانی سوجان میں کھولی ہوئی تھی۔



”آپ اتنی خوب صورت رہی تھیں کہ میں نے بے اختیار کہا تھا، یہ لڑکی اتنی خوب صورت ہے کہ اسے دیکھ کر کوئی بھی پاگل ہو جلتے، آپ کے دوست بے جا رہے، کیا تصور۔“
”مگر بے شک میں تو آواز اس کے مت قریب سے لہری تھی۔“

اس نے ہنسنے لگا اور آہستہ کھولی تھی۔
”کوئی شک ہے؟“ اس نے غلامش بار بار دہرائے ہوئے اس کی نگاہیں سنبھل کر ہنسی پائی تصویر پر جا کھنسی

تھیں۔
”کے غلغلے میں خفا کھا ہوں سے وہ تصور کو دیکھتی رہی تھی اور پھر کڑی نگاہیں اٹھاتا تھا۔
”سرخ ساوشی میں اس کا سن جیسے پھر پڑا تھا اور اس کے ساتھ کھڑا لڑا ہوا شاہرہ ایک دو سر کے ساتھ کھڑے، وہ ہانڈ سونگ کو شہر پہنچے۔“

یاد تھا کہ شادی کے دن میں وہ دن میں کسی کی بار میں تصور کو دیکھتی تھی اور اس کے پیچھے دیکھتی رہتی تھی۔ وہ دنوں ایک سرسبز پہاڑوں کے گڑھے میں اس قدر کھل اور خوب صورت لگ رہے تھے کہ خوشی سے اس کا دل بھر جاتا تھا۔ بے اختیار اپنے نصیب پر رنگ آتا تھا کہ خوشی جیسے تبت پر کھنسی کوئی خیر تھی کہ وہ دن میں اپنا اندازہ قرار نہیں رکھ پائی تھی۔

”تو کیا واقعی لڑا کو صرف میرے حسن نے پاگل کر لیا تھا۔ اسے مجھ سے محبت نہیں تھی میں اس حسن کو حاصل کرنے کی طلب تھی۔“

اس نے آنکھ سے فرم رہا پس رکھے ہوئے آٹھائی آدھری سے خود سے پوچھتا تھا۔ یوں جیسے وہ بے گناہ بات کو میں جانتی تھی۔ ملائکہ وہ شادی کے چھ ماہوں میں ہی اس حقیقت کا جان لی گئی اور حقیقت تو یہ بھی کہ اسے یہی زیادہ سے محبت نہیں تھی بلکہ یہی غلطی تصور نہیں ہوئی تھی۔ گوراس کی زندگی کی ہر خوشی کو بھی اپنے ساتھ لے لی تھی۔
وہ جو محبت کو ایک ناخوشی چھو بھی کسی ناب

اسے ادراک ہوا تھا کہ محبت بھی ہوا پائی اور خوراک کی طرح زندگی کا ایک اہم ضرورت تھی۔
”لب لبے پتا چاہتا تھا کہ ایک ایسے شخص کے ساتھ زندگی گزارنا جو آپ سے محبت کرنا ہو۔ نہ آپ اس سے محبت کرتے ہو، نہ اپنا کاشکل ترین کام تھا اور وہ آج کل اسی شکل سے وہاں تھی۔“

”صوف کو چھوڑتے ہوئے اس نے ایک لمحہ سوچنے کی بھی اوجھت گوارا نہیں کی تھی لیکن لڑا کو چھوڑنے کے بارے میں وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی

کیونکہ اسے اپنی دنیا میں رہنا تھا جو پہلے ہی اسے معاف کرنے کی تیار نہیں تھی۔
”کاش لڑا اس کی زندگی میں نہ آتا۔ کاش وہ مصعب کو نہ چھوڑتا۔ وہ اس سے کس قدر محبت کرتا تھا۔ سب کچھ جاننے کے بعد بھی اس نے کیے ٹوٹے ہوئے میں کہا تھا۔“

”میں جس سے بے حد محبت کر رہا ہوں، رائہ۔“
”لیکن مجھے آپ کی محبت کی ضرورت نہیں تو میں بس یہ چاہتی ہوں کہ میرا شوہر جیسے ساتھ کھڑا ہو تو شوہر کی لڑکھن۔“
”مجھے سخت اور نجات مجھ سے ہے میں اس نے کہا تھا۔ عقی نہایت سے اس کی پڑھائی ہو گئی تھی۔
”مصعب جیسے ایسے انسان کے ساتھ ایسا ت کو راز کرنا، تم سے محبت کرنا ہے۔“ رشیا اپنی نے کہا تھا۔

”میں اس قتل ہوں کہ مجھ سے محبت کی جائے“
”مصعب کی جگہ پر کوئی اور شخص بھی ہوتا تو مجھ سے اتنی ہی محبت کرتا۔“

پھر جو تھا اسے اپنے حسن پر اور اس حسن نے اسے بڑا کر لیا تھا۔
”مجھے گئے لڑا نہیں وہ لہری کی کہ جب وہ بھی تھی تب ہی مسلسل جتنی کمان کی تھلے سے سے چھ لگایا تھا۔
”بے حد سے آگے بڑھ کر پھر پڑا تھا۔
”السلام علیکم رات میں ہی آپ۔“
”میں نے اگلے ٹیکسٹنگ آپ سنا۔“

اس نے سنی تھی اور پھر وہ کوشش کرنا ہی دیکھنے کی سنی تھی۔

”صوف، ایک دو فرسٹ گلاس، ابھی آپ خود کیے بیچے کا صوف تو میں ہیں لگے کچھ کئی، ہر لوگ اور قریب ہی سے ہوتے ہیں تو چاہ رہے ہیں آپ سے ملنے چاہیں۔“

اس نے بے حد وہ ستانہ لڑا نہیں کہا تھا۔ وہ جن کو پڑھتا ہی سوچتی رہتی تھی کہ اسے کیا کہنا ہے کہ اس کی آواز کئی تھی۔

”آپ نے کسی بھی قسم کا کلف نہیں کرنا، اپنا کپڑا نہیں میں ہے، بلکہ میرا ہی ہے، یہاں توکل سے پہنچاؤں گے، یہاں سے لو کہ رائہ میری ہی سون۔“
”فون بند ہو گیا تھا اور وہ ہوا تو اس کی طرح بیخود کو دیکھ رہی تھی۔“

”اب کیا کرنے پڑھتا ہے، سوچتے ہوئے ڈرتے ڈرتے زیادہ گھبرا گیا تھا۔ کلاں ہی تل جاتی رہی تھی، لیکن اس نے کلاں دیکھ میں کی تھی۔
”کوئی کسے میں اس نے رنجور کر لیا ہے پھر انہوں نے ایک ملازمت کی، وہ ایک نازک کام پر ڈالی۔ علیٰ حال اس نے ذرا رنگ دم کی تفصیلی مٹائی کر دالی تھی اس لیے وہ اپنا ٹیکسٹنگ کی ضرورت نہیں تھی۔
”لیکن میں اسے سانس لینے ہوئے وہ جان کی جانب بڑھی تھی۔“

اس کا خیال تھا کہ وہ اس چندہ منٹ میں پہنچ جائیں گے لیکن انہیں آنے میں چند گنا تھا۔ وہ مین سے غائب ہو کر آگ سے تیار ہو گئی تھی۔ موسم خفاشاوش کو کر تھا اس نے سبیا اور بیٹونی اجڑا کر کھلیوں کا پھلے پڑا، غمناک سانس پڑا تھا اور مہارت سے لپکا گیا کپ کرتے ہوئے آگھوں کے طوفان کو کھنسی سے تک چھو گیا تھا۔
”کے آج آپ تیار رہیں، ابھی لہری ہیں۔“
”نورین نے اسے گئے گئے ہوئے کھلے سے تعریف کی تھی اور وہ جیسے مسکرائی تھی۔
”میں بھی لڑا نہیں کیا تھی۔“

”صوف، لیکن اس کو بولے ہیں۔“
”صوف کی ٹیبلر میں پہنچ کر لڑا اس نے اس سے تو بڑی تلاش کے بعد وہ نہیں لیا تھا۔“
”پتا میں حیدر پور، کچھ بڑے چہرے کے ساتھ اس نے سوچنے کی کوشش کرنا تھا اور اس میں چھینے کا کئی کچن کی جانب تھی تھی۔
”چند ہی منوں میں نورین بھی اس کے پیچھے چلی گئی تھی۔“
”رائہ، ابھی قسم کا کلف کرنے کی ضرورت



میں ہے اس اسٹوڈنٹ کی جانے تائیں اور ڈانگ
 دوام میں آجائیں۔
 لٹریچر کے آپ میں پانچ صف میں آ رہی
 ہوں۔ اس نے شکر اترے ہوئے کہا تھا وہ بھی کئی
 تھی لیکن جانتے چلتے بھی کچھ نہ۔ کرنے پر اصرار
 تھا۔

راہ گرنے شکر کیا تھا کہ اس نے سب کچھ پلٹے ہی
 تیار کر لیا تھا۔ ورنہ تو اس نے اسے واقعی جانے کے
 علاوہ کچھ اور پڑنے کا موقع نہیں دیا تھا کیونکہ لٹریچر
 پانچ صف بعد وہ پھر کچھ میں موجود تھی اور اسے ٹرائل
 لگانے کے بعد کارناما ہو رہی تھی۔
 یوں تو وہ دونوں میاں بیوی ہی بے حد خوش مزاج
 تھے۔ لیکن نورین کے لہذا میں ایک عجیب سی ہے
 سا کٹنگ جس سے اسے ہائیں کرنے کا پھلنے لگانے آتا
 تھا۔ وہ کچھ ہی دور میں رات میں سے یوں بے لطف ہو گئی
 تھی جیسے وہ سوئے ہوئی کبوتری کے کھونٹے سے
 کچھ حیرت کے ساتھ کے پتھر درختی کے فصلوں سے
 بھی بے لطفی کی نشا پور کر رہی تھی۔

اس وقت بھی وہ زیادہ کی کوئی بات ہے حد دلچسپ
 پڑھنے میں تھا بار بار تھا اور وہ بے اختیار اس میں آتی
 جب اس کی نگاہ اٹھی تھی اور اس کا خون خشک ہو گیا
 تھا۔

زادورا رنگ دوم کے دوڑانے پر کڑوا خشکیں
 لگا ہونے سے کہے اور ہاتھ۔ اس کی نگاہ پڑتے ہی وہ
 تیزی سے دوڑانے سے ہٹ گیا تھا۔
 "میں ابھی اتنی حیرت مند تھا۔" جلدی سے اٹھتے
 ہوئے اس نے کہا تھا اور تیز تیز قدموں سے اس کے
 پیچھے آئی تھی۔

یہ دوم میں داخل ہوئی تو ہی زیادے دوڑنے
 دوڑانے نہ کر دیا تھا اور رات گھبرا کر اڑا گیا تھا۔
 اس قدر مشکل صورت حال تھی کہ نورین وادش
 دوم میں تھی اور زیادے دوڑانے متناکر گیا تھا۔
 پوچھا تو ہوئے لہذا نہیں اس نے پیش عمل تھا۔
 اور پھر سکون کی سانس لی کہ دوڑانے کو اسے مشکل

میں تھا
 وہ دوڑنے کے ساتھ پہلے سے دوڑانے دیکھتے
 ہوئے لہذا داخل ہوئی تھی اور پھر مدد سے گنگ
 ہو کر رہی تھی۔
 لہذا نے اس کے اندر داخل ہوئے ہی اس کے بال
 ہاتھوں میں بکڑے تھے۔

"اب سے جا رہے ہیں پکڑنے کی تیار۔" ہاتھ کو
 پکڑتے ہوئے اس نے خود غور سے اس پر ملاحظہ
 رات میں یوں چلا تھا کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن بہت
 کو عقل سے باوجود ایک لفظ اس کی زبان سے نہیں
 نکل سکا تھا۔ قوت کو ابھی سے سلسلہ ہو کر رہی تھی۔
 تم کیا سمجھتی ہو اس لوکے کچھ مصعب کی طرح
 بے وقوف اور بے قیمت ہوں ہیں۔ ہرگز نہیں
 ٹھوٹے ٹھوٹے کہوں گا کہ یوں لٹریچر سے نہیں
 اڑانے ہوں گا۔ یوں جلدی یوں لوک سے کہا ہے
 یہ۔"

خوار خوار لے کر گئے ہوئے اس نے ایک مرتبہ
 اس کے ہاتھ کو ہلکا سا تھامے اور لوگا تھا اس کے بال
 جلد سمیت سر سے اکڑنے میں ہمارے تکلیف دہ
 اس کی آنکھوں سے آنسو نکلے تھے۔ دیکھ کر نورین
 سدل جیسے کھینچنے زیادہ تھا۔

اس قدر غلام خیم شتی القلب اسے جیسے نہیں ہی
 نہیں کیا تھا تاہم ایک بات کا نہیں اسے سو فیصد انہی
 تھا کہ کچھ گنہ گار لایے ہوتے ہیں جن کی معافی بھی نہیں
 ملتی اور مصعب جیسے اپنے اور بے لوث چاہنے والے
 غرض کامل تو زیادہ کیا ایسا ہی لانا تھا۔ "جس کی معافی
 اسے ملنے والی نہیں کی۔ وہ جتنا بھی روٹی چھاتی ہے
 کو گرازا کی عزت اور قربت کو غور کر لیا کہ اس نے ذات
 کو جتنا غور پر ذات لب آنا ہے اس کا پتہ چاہتا ہوئے
 والی نہیں تھی۔

اس کی نگاہیں وادش دوم کے دوڑانے پر ایسا
 منہ پر ہاتھ دے کر چلنے پریشان کڑی نورین پر نہیں
 اور اس کو جو جیسے کسی کے ہاتھ میں گرا پڑا تھا
 جیسے بچے بہت ہے۔

ہوا تاش کریں، روشنی تاش کریں
 ہم آس پاس کہیں زندگی تلاش کریں

پھر بھی اٹھے ہیں جس سے وہ امکان نہیں
 اب جو بھی کر رہا ہے یہ احسان، تم نہیں

مجھ میں بدل رہا ہے جو اک عالم خیال
 اُس لہجہ جوں کے گنگہا تم نہیں

بچتے ہوئے چراغ کی فوج نے تیزی
 وہ اور ہی ہوا ہے مری جان، تم نہیں

پھر یوں ہوا کہ جیسے گرہ کھل گئی کوئی
 مشکل تو بس یہی تھی کہ آسان تم نہیں

تم نے سستی نہیں ہے مدد سے شکست دل
 ہم جیسے رہے ہیں یہ نقصان، تم نہیں

یہ عالم ظہور ہے ہجرت زدہ سہم
 ہم بھی تو کبھی ہیں حرف پریشان تم نہیں

ہو چاہے بیساز ہو وہ آدمی تاش کریں
 منظر بیساز

تجربہ سائیں

ذکر اپنی بیوی کے سامنے بے ہوشا، ان دونوں کو میں ہمیں سے ہانتا ہوں۔ ان میں ایک شروع، گلشن اور دوسری تھا۔ دوسرا جو ان شکل و صورت کا تھا اگر بلا کا نتیجہ اور عین حق تھا۔ زندگی دور کی گھنٹہ پانچ بجے، روگیا، خلق کا اسی مال ہی میں انتقال ہوا ہے۔ اس نے اپنی بیوی کے لیے دل کا ٹکڑا دیا ہے۔ مجھ سے ہیں۔ اس سے تین سال تک سبق ملتا ہے، اس ستادی بیوی تھا ان کی ہمت کا ہی سبق تھا۔ یہ سبق تو بلا مشہر ملتا ہے۔ آج ہی میں نے سنا ہے کہ گلشن نے آزادی، عین ہی بیوی سے شادی کرنے والا ہے۔“

فرخ خلق۔ انگ

بہتر زمان دوست کا

پانچ سال سے میرا بہترین دوست بیوی کو روگا کر لے گیا تھا۔ اسے میں ملوگ۔۔۔ اس کی اس حرکت کے بعد ہی میں نے اسے اپنا بہترین دوست سمجھا تھا۔ اسے شاہین۔ ایس۔

تجھ کا

ایک شخص نے ایک اسٹال سے ایک کتاب کے بارے میں دریافت کیا۔
"لطیفوں کے اس مجموعے کی کیا قیمت ہے؟"
"صرف سو روپے جناب۔" لطیف نے اس قدر طریق میں کتاب کا پتہ بتھتے دم نکل جانے کا، تو کان طور نے فوراً غلطی سے کہا۔
"داغی، تو پھر مجھے دو دل میں دو روپے ایک بیوی کے لیے ایسے دوستی بیوی میں سے کہے؟"
"یہ کیا کشت۔" لطیف نے کہا۔

نئی تہہ چلی

بڑوں نے نئی فریڈ میں سے پوچھا۔ شادی سے

تجربے خط

اردو کے پروفیسر سے اس کی مجھ نے دل لگ کر کہنے کیے، غلطی سے کہنا۔
میں تم جیسے کمالیہ سے شادی تو کرو گی بات ہے، بات کرنے کا قصور بھی نہیں کر سکتی۔ تجھ سے دل میں کوئی آناگسبہ نہ ترک۔۔۔ اس لیے میرے خط وہاں کر دو۔

پروفیسر نے فرمایا جواب دیا: مجھے بھی تمہارے گئے ہوئے خط رکھنے کا کوئی شوق نہیں ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ تمہاری اردو کی گمان بہت خوب ہے۔ تمہارا خط پڑھنے کے لیے اگر میں صحیح بیٹوں تو شام جو باقی ہے اور اس کی پتہ آفرمیک، میرے میں چہمات نظریاں کرتی ہو۔ تمہارے نگر ہو، میں بھی تمہارے لئے تھا خط لے کر آتا ہوں۔۔۔

صاحب۔ اذکار

تلاش کا

ایک جلسے میں ایک سوزگاری کی دوست نے تمہارے ذکر کا حوالہ دیا۔ دو برس سے سوزگاری کو کوٹنے کا سوچ تھا لیکن لڑا تھا۔ لوگس اور گھنٹے تک ہی اس سوزگاری نے تمہارے ذکر کو یاد رکھا۔ ایک روز سوزگاری نے کہا۔
"اب تمہاری سوزگاری میں تمہارے ذکر والا ہوں۔ میرے ذکر آئی ہے کیا۔" آپ اپنی سوزگاری میں میں تو اس شخص کو دھڑکا ہوا ہوں جو آپ کو کہاں سے کر آتا تھا۔

جیرا احمد۔ کراچی

پتلی کا

آپ کو دیکھا اسے تاروں سے شہر سے دیکھا، جوں کا



تجھ کو شاید یہ نہیں خبر سائیں
عشق کرتا ہے معتبر سائیں

تیرے قدموں میں رکھ دیا خود کو
اب جو چاہے سلوک کر سائیں

اپنے صدمے سے ملدو تیا ہے
عشق ملتا نہیں اگر سائیں

تجھ کو چاہا نہیں، خدا کی قسم
تجھ کو پوچھا ہے عمر بھر سائیں

معلوم جاؤں میں کس طرح سب کچھ
زور چلتا ہے عشق ہر سائیں؟

ساملوں کی ہوا ہوں، آج مجھے
اپنی سستی میں قید کر سائیں

حکاشہ سحر

کاش بادل کی طرح ہیلہ کا سایہ ہوتا
بھر میں دن رات تیرے شہر پہ چھایا ہوتا

مجھ سی تخلیق کا انعام نہ آتا تجھ پر
میں اگر نقش غلط ہوں، نہ بنایا ہوتا

غلاب ٹوٹے تھے اگر تیرے بھی بیوی ہی ہوا
یو جھ کچھ تیری بھی بچوں نے اٹھایا ہوتا

مس ہاتھوں کا بھی کافی تھا گلے کے لیے
موم کے بت کو فرین پر نہ گرایا ہوتا

راہ میں آگ کے دیا سے گزرتا تھا اگر
ٹوٹے خواہوں کا جزیرہ نہ دکھایا ہوتا

میر تقی میر

پہلے کیا کرتی ہیں؟

میں ان میں صاحبہ کے ہاں کوشش، برکت اور فخری
 حصے اور کما ہوا کلمے پر باور ہو جاتا ہے
 کہ میں بولی۔ جب تو میں ہی تیری بہت پسند
 آئے گی۔
 تو میں تیری سانس ہی بھر بولی تھی اب یہی
 سانس ۷۴ بغیر خیر خواہ کے کرنے پڑتے ہیں
 عاشق صاحبہ۔ فیصل آباد

نواب

اس دن باہری میں میرے ہاں کی بیگم کو قدر
 خوبصورت گھبرائی تھی۔ تیرے سلسلے میرے خوبوں
 میں آ رہی ہیں تو شوہر نے بیوی سے انرا مزہ مذاق کیا۔
 بیوی نے شوہر سے خلاف توقع سوال کیا۔
 "اچھا تو ہیں؟"
 "ہاں! لیکن میں کبھی مسومہ" شوہر نے خیرانی
 سے پوچھا۔
 "کہ کیونکہ تمہارے ہاں میرے خوابوں میں آ رہے ہیں"
 بیوی نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 سیمرا علی مگرانی

احسان کستری

ایک نود لہنگے کی بیوی ایک سر جھکے ہاں کی بیوی
 اور کہنے لگی۔

"کونسا صاحب! میرا آپریشن کروئیے؟"
 "کہ جیسے کاکا آپریشن؟" وہ سر جھکے ہوئے خیرانی سے پوچھا۔
 "کہ میں ہی نہیں تیرا تعلق نہ ہو تو کسی سے کہا۔"
 "مواصلہ میرا کسی بھی مرض کے سلسلے میں آپریشن نہیں
 ہوا۔ اسی وجہ سے مجھے اپنی سیمپلین کے درمیان پھونک کر
 بائیں چیت کرتے ہیں مشکل پیش آتی ہے اور اس کا آپریشن
 پڑھنا پڑتا ہے۔"
 سیمرا وسید۔ پٹی حیدر آباد

میں سمجھا

ایک بار ازدواجیات شوہر کو بیگم کو دے
 دے تھے۔ آخر میں انہوں نے کہا۔
 "اگر کسی صاحبہ کی بیوی کسی صاحبہ کی بیوی اور
 وہ جانتے ہیں کہ ان کی بیوی چاہے وہ جانتے وہ ہاتھ
 گھڑا کر میں؟"
 سائنس دانوں نے یہ ایک معصوم شوہر نے
 ہاتھ گھڑا کر دیا۔ ہاں ازدواجیات نے مسکراتے ہوئے
 ٹیکس گئے اور سے انہیں دیکھا اور پوچھا۔
 "اچھا آپ جانتے ہیں کہ آپ کی بیوی چاہے
 ہوا کرتی ہے۔"

اسی آدمی نے اپنا ہاتھ بچھ کر کیا اور ملائی سے پوچھا۔
 "اوپر میں کبھی آپ نے ہاتھ جوڑا ہے؟"
 "کوئی دن نہیں ملائی۔"

کوڑا سر فراز

جھیل میں ایک قوری نے دوسرے قوری سے کہا۔
 "کہ کسی افسانہ کی بات ہے۔ میں بھی ہاں بہاں آیا
 تھا تو پھر رخصتا کھنا کھنا کیا۔ دھنڈو کر کے کھانا
 کھنے اور اب مجھے جھیل برداشت کے انجام میں پڑ
 گیا گیا۔"

مصدق احمد۔ رحیم باغران

آزادی سوال

ایک کاسٹیکس کی ڈکان پر ایک شخص پہنچا اور
 ڈکان دار سے کہنے لگا۔
 "کہ آکر بڑا زمانہ تو لیں اب اسٹیک کا ایک
 چھوٹا سا مڈیہ میرے کار پر لگا دو۔ دواصل میں پناہ
 ہوئی کہ میری بیوی آزادی سوالوں کے گھنٹوں سے بھی
 آگاہ ہو جائے؟"

نہیم اختر مگرانی

اطمینان

سروراق کو کوئی بھی کے کرے سے لیک دن گزرت
 ملی تو وہ پریشان ہو گئے۔ دوسرے دن شراب کی
 بوتلی تو وہ اور زیادہ پریشان ہو گئے۔ پھر لگے
 دن اس کے کرے سے ایک نوجوان آمد ہوا تو نوجوان
 اطمینان سے بولے۔
 "شوہر ذرا حق کوئی ہے؟"

نقصان

کھانسی کے ایک کھوی زمیندار کا ملازم مدعا دہانی
 جوہر سے ملنے جاتا تو قلابی میں ساتھ سے جاتا زمیندار
 کو بڑا غصہ آتا کہ کوئی نہیں فریج ہو جاتا ہے۔ لیک دن

اس لئے ملازم کو ڈانٹا

"کہ تو تم ہی نسل کے لوگوں میں عقل نام کی کوئی
 جہت نہیں ہے۔ جوہر سے ملنے۔ کہنے لائیں
 لے لے لے کیا ضرورت ہے۔ خاتمہ، فضل فرخی۔
 ہوتی ہے۔ جب میں توہاری عرصہ کا جوہر سے ملنے
 بغیر لائیں کہ جانتا تھا؟"
 "ساتھ لے ضرورت نہیں؟ ملازم نے ہرگز کہا نہ بھی
 کوڑا کر کے لگے، ہونگا تھا۔ اندھیرے میں لہی پڑی
 ہی ہاتھ آتی ہیں؟"

فریال صلاح الدین مگرانی

پرانی کہانی

پرانی کہانی ہے کہ ایک دفعہ تو یہاں بیچنے والے ایک
 آدمی سستا کلمے کے ایک دفعہ کے لیے اپنا توہنت
 کے اور جو موجود نہوں نے اس کی ساری تو یہاں آغا کر
 پہنچا۔ کہی کہ معلوم تھا کہ چند سالوں کی نقل کرتے
 ہیں۔ سو اس نے اپنے سہ لکھ لڑکی آکر ڈر زین پر بیٹھ
 صاحب تو چند دن سے بھی اپنی بیوی تو نہیں رہے
 دیکھ آ رہی ہے اپنی توہنت اس کی اور مسکراتا ہوا جمل
 پڑا جو کچھ کراس نے یہ کہانی اپنے ہوتے کو سنانی۔
 "دقت کرنا گیا۔ پھر جملوں کو کرنا پڑا جو کچھ نہیں
 بیچتے تھے۔ ایک دفعہ وہ اپنی توہنت دیکر کہ درخت
 تھے کچھ سستا لے لیا تو اس وقت کے بندوں کی
 توہنتوں آغا کر درخت پر چڑھ گئے۔ لڑکے کو اپنے ہاتھ
 کی کہانی اور کراس نے بھی اپنی توہنت آغا کر نہیں
 بیچیں۔ لیک بندوخت سے آکر لے آئے۔ لڑکے
 کی توہنت اٹھائی تو وہ درخت پر چڑھا اور لڑکے سے
 بھولا۔

"تھرا لیا خیال ہے، کیا ہوا دارا دہا میں کہانی نہیں
 سستا پوچھو؟"

یعنی مسلم۔ راولپنڈی

صہنہا پکی کھڑکی میں
آواز



وقت کا استعمال کرو اور ذمہ داری بڑھانے
جو وہ صوفی کو اپنے نادانوں کو شک کرتا ہے وہ
خود کو تباہ کر لیتا ہے۔
کسی کو اخلاص مت پا ہو کہ اس کی جہاں برداشت
ذکر کو۔
معروف رہیں تاکہ مالوہی آپ پر حاوی نہ ہو۔
اگر تم لوگوں کے تصور معائنہ نہ کرو گے تو انسانی
تہا سے قصور معاف نہ کرے گا۔
دوستی اور دوستی میں بہت فرق ہوتا ہے۔
دوست تو سنتے ہیں یہ باتیں مگر سنتے نہیں
الفاظ کی یاد دہانی محنت ہے۔
دوستی کی محنت صرف ایک اچھا دوست ہی
جان سکتا ہے۔

دیا جلائے جاؤ،

ماضی کی سوگاری سے انسان کو آجی گری لائیں
نہیں ہوتی جاہلیہ۔ انسان کو جیسے نہیں آئے دکھنا
چاہیے۔ ایک دیا بجھ گیا تو اسے فخر کیوں کہا جائے
آگے برقدار دیا ہلایا جائے۔ جب منزل چھوڑنے
کے لئے ماضی معرود ہوں تو کوئی تائب الحق کیوں ہے
کو کوہیکے بل کی طرح ساری زندگی نیچے ہونے
دیے کا خوف کرنا ہے۔
گمراہ شاہ۔ کبر و ذوق

اللہ کے قلیں بندے،

ایک مرتب حضرت عمرؓ بہت الخوام پر طواف
کر رہے تھے اتنے میں انہوں نے دیکھا کہ ایک اہل
اپنے رب کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا۔
"یا اللہ! مجھے اپنے قلیں بندوں میں سے بناؤ۔"
یہ سن کر حضرت عمرؓ حیران ہوئے اور فرمایا۔
"اے اہل انبیاء! کسی نے انبیاء کی کسی میں سے
نہیں بنی۔ آفراس کا مطلب کیا ہے؟"
"آپ کو نہیں معلوم یا امیر المؤمنین؟" اہل انبیاء
جنت سے بڑھ کر آپ اور زیادہ زان و سہل آپ
نے فرمایا۔

مہنگی کلیں،
دوستی ایک ایسا دوا ہے جس میں سچ کی سٹی،
احساس کا پانی، انسانیت کی ہوا اور اعتبار کی
دھوپ اس کو ایک شہر و صنعت بنا دیتی ہے۔
ہم چہرہ تو خوبصورت رکھتے ہیں، جس پر کون سا
نظر پڑتی ہے یہیں ہونے کو عاف نہیں رکھتے ہیں
پر ان کی نظر ہوتی ہے۔
بیشمار گمراہیوں کا سیکور کیونکہ معرودا سنا تک
جانا، اسی دستانے کو پیش کر کے لوڈینے سے
بہت بہتر ہے۔
لغظ انسان کے غلام ہوتے ہیں مگر معرفت لینے
سے پہلے تک۔ لہذا ان کے بعد انسان اپنے نظریں
کا غلام بن گیا ہے۔
انکھ انسان کے سننے سے نہیں ہوتا بلکہ انسانیت
محبت اور طوفان کے مشقوں کے ٹوٹ جانے کا
ہوتا ہے۔
فرہ، اسہ۔ ا۔ کراچی

ہینڈ آرٹ اور ہینڈ ڈیزائن

ہینڈ آرٹ کے آئینے

تصنیف: احسان علی

مہلوں میں بھی اہلی تالین اور عملی فرش تھے۔ سوئے چاندی کی بڑاؤ چھس چھس۔ شل ہو شالے تھے۔ ہمارے مہلوں میں بھی کھوری ٹھیس روشن ہوئی تھی۔ ہمارے سر پر بھی تاج تھا۔ خدانے ہم کو نصرت دی۔ جب تک اس کے تھل رہے نصرت اس رہی اور جب ہمارے عمل خراب ہوئے ٹھیس و نصرت میں بڑھنے تک سے بڑھ کر ہونے مظلوموں کو محمول گئے۔ ظالموں کی پرست ناپائی پر پھل گئے۔ خدانے وہ دولت چھین لی اور دو سو دن لوٹے دی۔ ہم کو اس میں کسی سے شک نہیں، ہمیں کئی ہی ہوئی۔

تیکر اتارنے دیکھا ہو گا۔ کئی برس تک ایک جامع مسجد ہے، جس کو ہمارے دواخانہ بنا تھا۔ قہر دور دور کی غفلت اس کو دیکھنے آئی ہے۔ مگر اس کو کئی میں دیکھا کہ مسجد کی بیڑیوں کے سامنے بیٹے ہوئے بیٹے کے اندر چھوٹی بیٹی کو گود میں لیے ہوئے بیٹے لگا چاند اور کھٹی ہوئی گئی جو بی بیٹے کون غریب عورت بلکہ سچی ہے۔ بیگم ایہ غریب دیکھا یہ وہ ہنسی ہے جس کا گریہ وارث نہیں رہا۔

یہ تکب ہمیں بتاتی ہے کہ خدانے حکمرانوں سے صرف اقتدار نہیں چھینا بلکہ آسمان ان پر چھریاں اور زمین تنگ کر دی تھی۔ صرف ٹھیس و نصرت نہیں یعنی بلکہ دو وقت کی مدافعی کے لیے بھی ہمیں ذات مشقت سستی تھی۔

کل باجی کو مٹانی تھے، اصل پر ہارو شاہ ظفر کی ہوئی ہیں اور باپ کی بے حد لالچ۔ ہاں سال کی عمر میں نیم

تاریخ اور اب کا استخراج اپنی نویت کا ایک منفرد استخراج ہے۔ تاریخ کے مضمون کا تصور محض 'تاریخ' کے استخراج اور ان کے تجزیہ پر مبنی سمجھا جاتا ہے۔ لیکن ایک اہلی شہ پارہ جو تاریخی واقعات سے مزین ہو اور حقیقت نگاری کو سادہ اسلوب میں مضمون دے وہ اپنی اثر انگیزی میں تاریخ نگاری پر بوقت لے جاتا ہے۔

ہینڈ آرٹ کے آئینے۔ "مخارج حسن نقاشی کا وہ شاہکار ہے جس نے 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد حکمران خاندان کو پیش آنے والے نزال کی کرب ناک حقیقتیں کی عین عکاسی کی۔ تاریخ اور لوہ کا حصہ بنا ہوا۔ یہ کمپانی کپ ہنڈ آرٹ کی صورت میں بیان آئی تھی ہیں اور ہر ایک کی جینی کو کھونچے جو وہ نصرت نگاہ ہو گئی عکاسی کرتی ہے۔ کرب کا نظریاتی وصف ہے کہ مصنف نے کردار نگاری سے لے کر کمپانی بیان کرنے تک کسی بھی چیز پر اپنی رائے منطقی مگر کی جاسکتی ہے۔ یہ بیان کے اسلوب بیان کی قدرت ہے کہ بڑھنے والا خوفناک حقیقت کے سوز سے آشنا ہو گیا ہے۔

ہر کمپانی کو مائٹس سے متعلق ہے لیکن پیش کرنے کا طریقہ ہر مرتبہ منفرد مثلاً "دیکھا شہزادی ہمیں لڑی ہاتھ اسے کی تصویر سے ہاتھ ملانہ چاہیے۔

تم نے ہم کو بڑا روپ دیے ہیں۔ میں ہزار بار اپنے ہاتھوں سے تمہاری جٹ جٹ ہاتھوں لوں۔ اہلی کہتی ہیں، ایک ناز ہارا بھی تھا۔ ہم کی ہزاروں روپے خریدیں، ہتھوں کو پٹا کرتے تھے۔ ہمارے



ہو گئیں اور لڑ پارتاؤں کا غم اور بھی بڑھ گیا۔
 "جب گل پختہ نہ پندروں میں ملے تو قدم رکھو تاکہ
 شایب سے بچیں کی خند اور شرارتیں تو رحمت
 کہیں عمل پہاڑی کی شرفیاں اس تک پیدا نہیں کہ
 گل کا پتہ پتہ نہ پھاؤں تاکہ سونے کے پتھر گھٹ میں
 ڈال دلو گئے سوا کرتی تھیں۔ شہ کو چراغ کی طرح پلے اور پھر
 چھپر گھٹ پر پہنچیں۔ پلے چڑھے تک سولہ رکعتیں"
 انہیوں کی جہل نہ تھی کہ کھلا کر میں۔ سنی
 چھپر گھٹ سنی پھروں کی تکی پھاؤں پھیلائے ہے فجر
 پڑی سولہ رکعتیں۔
 یہ جنگ آزادی سے پہلے کا مکتبہ قادیان ہے اور جب
 قیامت غیر متعلقہ تھی۔
 "جو کہ حضرت نے آج پہلے کے ایک گوشے میں ایک
 قیل صورت چھپانا ہوا اسل اور سے رات کے
 وقت پہلے بٹے گری تھی۔ سنی کا مکتبہ و حواں
 و مدار میں ہا تھا۔ تیر ہوا کے ہونے کو بوجھا اس
 جگہ کو گزری تھی۔ جہاں اس صورت کا مکتبہ ہے۔
 عورت سخت تیار تھی۔ پہلی کے روزہ گزارا ہے کسی
 میں آگیا پڑی ترقی تھی۔ تھاری کہ ہے ہوئی میں اس
 نے کواڑی۔
 "مکتبہ ان کی اور گھنٹا۔ جلدی آ اور مجھ کو
 وہ دلو لڑو دھاوا سے دیکھ کر پھر لڑا اور آئی ہے گھنٹا
 تو کہاں غارت ہوئی۔ میرے پاس کو ٹوں کی
 انگلی تھی لاس۔ پہلی پر تھیل لے۔ دود سے میرا سانس
 رکھا گیا ہے۔"
 جب کوئی کواڑی بھی اس کے پاس نہ آیا تو اس نے
 کھل چڑھے سے ہٹا اور چاول طرف نکھلا۔
 اور میرے دلان میں خاک کے چھوٹے پر تھا پڑی
 تھی۔ چاول طرف کھب اور چھرا تھا۔ مکتبہ تو اسے
 سے بریں رہا تھا۔ جی چستی تھی تو ایک سفید تھری
 جھنگ دکھائی دیتی تھی۔ (جو اس کے باپ کی تھی) یہ
 حالت دیکر اس صورت لے لیکر شہر ہٹا اور کہا۔
 "جلیسین تھری گل ہوا تو نہ کوئی اصل"

مجھے سوزی گھری ہے سنی اہل مجھ سے چھڑ گئیں
 میں غلوں سے جلا دن ہوئی تو گھوٹ میں نے پہلے
 سے پتہ نہیں کھلیا۔ میرے ہان میں اس کی لپٹن
 کے گنگر چھتے ہیں۔ میں لپٹ پر سر رے سنی
 ہوں۔"
 اسی حالت میں اہل اہل رگڑنے لگی۔ سکرات کا
 وقت شروع ہو گیا اور وہ تھا لوارث شہزادی
 اور درباری کرنی۔ لہذا شہزادی ہو گئی۔
 محل متعلقہ ہے۔ وقت کبھی آیا ہے؟ یہ ایک الگ
 بحث ہے۔ لیکن انہیں اس وقت سے برہاں کرنا
 پڑا۔ جس کے لیے وہ فعلی چار نہیں تھے۔ نہ ہی سنی
 انہوں نے ایسا براخوب بھی دیکھا ہوگا۔
 شہزادی زکریا ہار شہ ظفر کی پوتی تھی۔ جبکہ
 آزادی کے وقت ان کی محترمہ سلی کی ماں ملی کا
 انتقال ہو گیا تھا۔ اس لیے صاحب کی ماں تھی۔
 زکریا ظفر "میں باقی تھی۔ لیکن ماں کا کل
 کتاب کے وسط میں واقع تھا۔ جہاں سے تم کاپی لڑنا
 تھا۔ زکریا کی طبیعت میں عقلمندی و نزاکت متواہان
 تھی۔ باقی بھی تھی۔ ان کے گل میں آسمان تو
 چھو آرا ہوا تھی۔ سنی۔ سہانے کے تھیں کہ پاس وہ
 جو کھلے چھوٹے گل کھلے ہوتے تھے جن کو "گل
 تھی" کہا جاتا تھا۔ یہ تھے زکریا کی ایک سے گل
 کہ اگر شہزادی کا سر تھیں سے بچے آجائے تو گل
 تھیں ان کے رخسار کو کھینچے۔ جہاں سے دیکھے ذرا
 بڑے بڑے وہ نہیں بلکہ تو میں ہوتے تھے کہ ان سے
 شہزادی اپنے گلے کو سلا دے سکیں۔ فرض
 کو سلائی تھی جو چپا کے پھولوں کی خرابیوں کی رات
 کو شہزادی کو سوز گزیریں چلے شہزاد میں کائی
 تھی۔ "مجا ہی انا اور دار سے تیریں تیرے دکاش۔
 گل کل شہزادی کا تھری مٹل بیان کیا گیا
 سے جس میں دلے کی شہزادی کا نظر آئی ہے۔
 "ان کے والد صاحب کے کپڑے تھے کہ شہزادے
 اور گل کے اوزار سے ہوا ہوتے۔ ہر جگہ زکریا

کی دھاروں کے ساتھ محفوظ مقام کی طرف کل
 جائیں۔ محل خلیا ہا تھا۔ ہم نام میں ہماک تھے
 تھے۔ فقط ایک خواہہ ہر اسے آسے جو اہل اور
 چھوڑنے سے کہہ کر محل سے لپٹیں اور یہ تک۔ بل محل
 اور اس کی آرائش کو سنی میں اور کھلا۔
 "میں مجھ سے جدا ہوا ہے۔"
 اب ان کی معصیت کے دن شروع ہوئے خواہہ
 سرائے ان کی انا کے کہ چھوڑا۔ لیکن چونکہ معاملہ
 گردش ایام کا تھا۔ ختمی ہوئی تو وہیں تھی دیگر
 لے چلی جاری تھی کہ ستر کے دوران کوٹ مار
 ہو گئی۔ حملہ تو دل سے تھی زور اور پڑت تک
 اڑوا لے اور سینے کو پھینکے ہوئے ملے پکڑنے کے لیے سنی
 تھیں خیریدی تھی۔ لیکن اسے سیاہی کی سوز اور ہر
 سے محظوب تھی کہ انہیں ہر کھڑے ان کے ستر
 اور شوہر کو قید میں ڈال دیا۔ قسمت کی گردش نے
 انہیں زکریا سے "کو" چھوڑا اور شفقت میں انہیں
 سے زکریا کے سارے گھر کا ہم بھی کرنے پڑے۔
 "جب سے معصیت کے دن آئے تھے میں سنی
 نہیں گھبرائی۔ لیکن آج زکریا میں کیا بات تھی کہ میں
 بل محل کو پکڑا لی تھی اور یہ بھی خیال آتا تھا کہ میں
 شہزادہ تھی کو پتی ہوں اور یہ بھی خیال آتا تھا کہ میں
 اپنے باپ کی لٹائی ہوں اور یہ بھی خیال آتا تھا میں
 ستروں کی ہر حرکت شہزادی تھی اور آج ایک مٹل
 چار اور کاپی ہوں۔ میرے ہاں سارے گلے سے اٹھے
 اور تھیں کپڑے تھے اور ہر چیز صلیت متعلق خرابی
 سے تھی جاتی تھی تو یہ بھی سرائے رات کا مٹل تھا
 کر کچر ہر عس سے گویا جھلنے لانے کی کوئی چیز بھی
 ہائی نہیں رہی صرف سہیلی ہوں اور وہ بھی ہوں تھی
 اور ہوت میں مٹی ہوئی۔"
 1857ء میں باقی فرج نے مٹل ستروں کو
 خرابی میں لے لائے ہوئے ستر کھنی نکھلا۔ جو ایک نقشہ میں
 بلکہ زکریا کے مورخوں اور کچھ کے ہر عمل کا

اہتمام کیا۔ (جس کا بدلہ بعد میں صلیت سفاکی سے لیا
 گیا۔ لیکن کے پھالنے سے مورخوں کے کڑواؤں پر
 سنی لوگ غمگین تھے مگر یوں اور دکانا کسی
 برس میں بھی نہیں تھا۔
 اس موقع پر شہزادی ملا درخ کے استا صاحب نے
 ہمت کی اور کہا۔ "صاحب عالم کی تو یہی سفاکی کا کام
 ہے۔ مورخان اور جوں کا دل کسی ہدف میں روا نہیں
 ہے اور اسلام نے تو اس کی سختی سے مٹت فرمائی
 ہے۔"
 جواب میں مرزا مٹل صاحب نے باقی فرج کی
 سرکشی کا ذکر کیا کہ وہ بھی ان کا کئی حکم مٹل مٹا اور
 اس قدر زور دیا جو کبھی سے کہ شفقت کرنے والے کو
 بھی مٹل میں لے کر پکڑا کر لے گی۔
 صاحب عالم اور مولانا مین اللہ نے اپنے اپنے
 دلائل دیے۔ "صاحب عالم کی یہ بیوی تھی صاحب
 سے مٹل اسلام کے مٹل مٹل کی حد تک کے
 اپنی جان تک کی بھی پڑا نہیں کرنا چاہیے۔ خطا چہ
 دوزخ سے چلے میرے ساتھ چلیے! میں خود جا کر ان
 باغیوں کو شفقت کر لیا گیا۔"
 مٹل مٹل اس کے کہ صاحب عالم کوئی جواب دینے
 ایک شخص نے دو ذکر مولانا کی بیٹھی میں چھری کا پھیلوار
 کیا کہ گھر کے کت گئے اور مولانا اہل سانس بھی
 نہ لے سکے اور اپنے گلے پر کتہا ہوا بھاگا۔
 "مٹل اور کاپیوں کے دستوں کی یہ ہی سزا
 ہے۔"
 سبحان اللہ۔ یہ سلا خیال جو کون سے طرح کیا کہ یہ
 ہی تھا کہ انتہائی سنی اور مرسی کی شریعت نافذ کرنے کا
 چاہتے تھے مٹل تقدیر ہے۔
 "جب معصیتوں کی داستان شروع ہوئی۔ نشن
 آسمان اور مہاں ہوئے۔ سونے گائے ہوئے۔ خرابیوں
 اور جھولی اور پھول سنے تھی لے گھلا ہوا اور جھولی
 مٹیلوں اور ستروں کے سامنے خون میں مٹلا دیے۔
 چڑھے سورج کے چہاروں نے سنی تھادی میں حصہ

ہانے کے لیے خمیر کو موت کی خیز سزا دی اور خود اپنی
انگلی کا سلوٹ کے لیے سزا میں حاصل کر لیں۔
1867ء سے 1947ء کی یادگار کہی۔

اللہ رب ہی امان لانے کے لیے شرطیں میں کہ
قافلے پر حملہ ہو گیا۔ مہول کو قتل کر کے جو قافلے میں
زیر لوٹ لیا گیا۔ تم نے کئی ایساں تک اترا لے
گئے۔ دشمنی خاندان کی عزت باقی رہی۔ شامل و سحر
کلام آتسک۔

تقدیر کی باری اللہ رب کے قافلے پر حملہ تو ہوں
میں سے ایک ان کے استیلا کا وہی تھا تو ہوا جگ
ٹکا تھا۔ اللہ رب کو اس نے اپنے قبضے میں کر لیا ہے کہتے
ہوئے کہ میں سے لوٹا ہوں اور لوٹوں میں چینی کو دینا
کر کے دور دراز کے قافلے اور مشکل تر پ مسئلہ
کدی کی گئی۔

دوبہری بڑا دلین سے بدلتی "آستانوں سے ادوی"
لارہ کو گیسے سے دن بگیتے بنے۔

"ایک دن مجھ کو شرت کا بخار تھا اور اس کی
تکلیف کے سبب مجھ سے اُٹنے نہ تھا پے گئے اس
عورت کا خاندان نہ تھیں کیا اور مجھ کو برا ہوا دیکھا تو اس
نے میرے ایک شوگر ماری اور کہا۔

"وہی بچ گئے تو آپ تک پہنچی سوتی ہے یہ لال
قلعہ میں ہے مہوی کا گھر ہے۔ اٹھ کر بیٹھ اور کوہ
تقدیب"

بخاری کی حالت میں انہوں نے سب کلمہ کے اوہل
میں اس عمل کو یاد کیا ہمیں یہ شعر کہا ہوا تھا۔

"اگر فرودس پر دوئے نہیں است
ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است"
اب اگر مجھ سے کوئی پوچھے کہ کیا تم مڑا سکتی
ہی اللہ رب تم ہو تو میں صفت کہہ سکتی کہ میں تو
ایک فریب کھوں ہوں یہ تو کہہ سکتی کہ ایسی بات ہوتی ہے
کہ جس وقت کلمہ کہنا ہو۔

نذرت کما سکتی اور خود بخاری کا اور اب رکھتے
ہوئے وہ شہر داری اختیار کرنا ہی آگے نہ سے گزرا
ہے۔

ہیہ دنیا تک پہنچنا کا پہل ہے
جو اس کو پہنچے اس کی بڑی مہول ہے
وہ اس کی زندگی میں گزارا ہے۔

پارہ کو سر نہ جلاوت مانتے چلا آتا ہے
فخنت میں کیوں ہوتا ہے
اور وقت کی دولت کو ہوتے
انہو پندہ کر چلی جلی کو
اور پندہ خدا کی عقل کو

دینی آثار اور مانتے میں جو آپ کر کل جا گیا ہے
ہل چلی مہم میں کر کر کل ہوا گیا ہے
آگ کا شعلہ خورنے کے اندر بھی جا گیا ہے
و کہو خور بہت اندر گاہ ہوا گیا ہے۔

ایمان نہ بیان پر عبوری کلام کو فصاحت و عطا کرنا ہے
یہ کلام جنگ آزادی کے دور میں ہے کسی کا شکار
ہوئے والی ایک عالم زادی سیدہ کہہ گئے۔

سستی خیز واقعت اور رازمانی خاصیت لے سیدہ
و کہی کہ کمالی اپنی مثال آپ ہے۔ ایک عالم بابے
بلاور بھگت کے علمی تالیف اور طے پر بحث ہو یا انوکھ
کے خمیر چھوڑنے والی تقریر "پہلی ماہ میں آن بھی
لا جالی ہے۔

سیدہ کے والد اپنے بیٹے عالم سے جو جنگ آزادی
میں جاری رشہ دلاؤ گلی کی عینت میں چڑھے کہ
"میں ان کے گھر میں ہی اور بیٹی کے سامنے تیار
کے سوار کر کے خود سے گویا گیا۔

وزرا چلچم تھوڑی کام قافلے اور اس منظر میں داخل
ہو جائیے کلمہ کے طے پر جو گزرتے وہ آگ سوں کے
انگھار سے بڑھ کر ہے۔

"بھروسہ میں ان کی اولاد کو بھی قتل کر کے ہمیں افوا
کر لیا گیا وہیں سے پتھر لگیں تو ایک تقریر کی کتابیں
پتاوی جو وہ زمانہ ان کے کھانے کے مالکان کر تھا۔

ایک روز بہت عمارت عبوری فقیر نے اپنی جگر مراد
گائے کے لیے ہمیں بھیجا تو علم نہ فصاحت سے
بجز اور انہوں نے مراد کی
یہ دنیا تک پہنچنا کا پہل ہے۔

عدا کے سننے ہی لوگ پر ہوا ان کی طرح آگے
ہو گئے اور بھولی بھولی۔ کسی کے کما سامنے والے
مکان میں چڑھا۔ عمر کی مجلس ہو رہی ہے۔" میں
انہوں نے بہت صاحب کو دوران تقریر وہ کھور خود
پیش نظر کی۔

"بہت صاحب کو حکیم ہو کر حسین علیہ السلام اور
ان کی اولاد ابھی کر لگی تکلیف میں جتنا ہے
سکتا ہے آج بھی بڑی ہی مقام ٹوٹ رہے ہیں۔ تم
لوگ کیوں بھولی آہیں بھرے ہو؟ ہمارے حکم کے وقت
موجود ہوتے تو اسی طرح کل عمر عملی اللہ علیہ وسلم
سے بے خبر ہوتے اور معصوم امیوں کا زندہ بچا ہے سب
بھی اسی طرح جو عرض کرتے۔ بہت صاحب بڑے
کو اور لوگوں کو کیا پندہ کر لے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
حمت کا دھوا کر تے ہیں اور جان کل عمر عملی اللہ علیہ
وسلم کی سوا کیاں کر تے ہیں کہ قیامت کے دن
رہل خدا صلی اللہ علیہ وسلم تم سے ان بھولے
وہ دن کی نسبت جواب طلب کریں گے۔"

شہنشاہ عہد عثمان مفضل ظفر لیک کے آخری نامہ دار
بہار شاہ ظفر کو تین وقت گھنٹا میں ملاشتہ یعنی روٹی اور
سر کے کی چینی کی کئی سپاٹھولنے روٹی کا کھنکھن
وقت کے بعد اپنی بیوا اور والدہ اکبر گزرا سیدہ"

یہ وہ قصہ ہے جس میں حضرت صفیہ کوئی کے لیے
مہرت کاہت بلاؤ تھو ہے اور جس کے سننے سے انہیں
اسے فوراً تکبیر کہہ لیا جاتا ہے اور سب خانے سے تکبیر
کہہ چلے رہتی ہے تو کوئی اصل کوئی نہیں جاتا ہے۔

یاد رہے کہ عہد عثمان اور حضرت کن کے عہد ہات
پاکستان اور بنگلہ دیش کے برابر تھی۔

کچھ احوال اس میں شہزادوں کا بھی مدح سے ہیں
تو ساری کتاب ہی ذوال کمال کی صل سوز داستان ہے کچھ کچھ
قصے اس میں عبرت اور نصیحت بچکانے کے بھی ہیں کہ
کس طرح جان دار کو گناہ پانچلے اور دل و جان سے
واکے کا تیار ہوا ہے۔

ایک خزانہ ہے نہ تھکی تھکتی ہے یہاں کر اس

کا کھنا پھوڑا گیا۔ ایک روز عدلی کو نہ سنانے کے ضمن
میں سمجھا یا تھا سبھی شہزادہ آخری میں میں لگیوں
میں کھنا پھوڑا اور فقیر کی بددعا پوری ہوئی۔"
"بھلائی کی حالت میں مزدوری کرنے والے ایک
ہرے شخص کو موٹر والے نے پھینچ دیا۔ جواب میں
اس نے بھی چاک بک مار کر سچا ڈیوا۔ پچیس کے پاس
چکپے رہا چا کہ وہ تھوڑی خزانہ ہے اور وہ صاحبوں

تخلات جنید

کے بعد خود خون میں حرارت جاتی ہے۔
 "میں بھرا ہوں میں نے موٹر کی کواڑ نہیں سنی"
 جس کی مدد سے اس کی کرسی پر اسے قائم ہونے سے
 سب سے گھمے ہا ہات سے شروں اور سر شوں کو
 سزا میں دی گئی میں نے بے شک بول لیا۔"
 مقدمے کا فیصلہ ہوئے شہزادے کے قتل میں ہوا
 اور بے معصفتے ان سے مل کر حملات زندہ جانا
 چاہتے تھے۔

کے چونکہ میرے تعلق میں سے ایک ہے۔
 "قسمت ایک بھیجے کے کج خلق ہو گئی میں
 خانہ گلی سے اور میں نے اس کا روناختا میں نے ہر خانے
 مزار دار سے بات چیت کرنے پر راتوں رات کادہ بیوری
 شہزادے سے ہے۔"

"مندان کو اپنی مودہ حشیت دیکھتی چاہئے۔ آج
 چونکہ میں ایک خاندان ہوں اس لیے ارشاد میں فیصل
 کرنا ہوں میں ان لوگوں میں نہیں ہوں جو اسے بھی بھڑک کر
 کر رہیں یا کسی کو کہیں اور میں ان لوگوں میں سے بھی
 نہیں ہوں جو مستقبل کے انتظار میں ہاتھ باندھ کر
 بیٹھے رہتے ہیں۔"

حالات کی دشواری نے ہر ایک کو مختلف تجربہ عطا
 کیا۔ کوئی حسرت میں ہی جھلار اور کوئی اپنے نصیب
 سے مزاحمت اختیار کر کے لیکن ہر صورت یہ بچہ دار
 بندوستان کا نام ان تمام لوگوں کا یاد دل۔
 شہزادہ محمود کی سبھی کی حال گنتے ہوئے معصفت
 کے علم نے وہ سبھی کی اس بات کو چھو لیا۔ حقیقت جہاں
 اور شہزادہ میں کچھ شے خوں خوں ہو گئی تھی۔
 کہ وہ ہمیشہ ان ہی شے میں ہے اس کی طرف
 اور فیصل بیان کرنے سے میں تہہ سہولت سے
 "افسوس" نالہ کی کروش کی بھی وقت کہا ہے بھی
 مطلب ہو سکتے اور اچھے کا خوف ہی سے لگام ہونے
 سے روک سکتا ہے۔ اگر حیرت پکڑنے اور فصاحت
 لینے کا راہ ہوتی۔

ان سے وابستہ نام ہوئے داستان ہے کہ "بھگدڑ
 کے دوران ان کی بیٹی کا والدہ مرنا صبح چور ہوتی"
 اور لے کی خاطر کسی ایسے ملک کے لوگوں نے لٹھا کر ان کی
 والدہ کو ہلاک کر دیا اور لوگوں کے تن کے پکڑنے
 نکالنا کہ یہ اس کے ہاں کی چوٹ ہی ہر سے پکڑنے کی
 دیتی۔

اپنی ماں کی برہنہ لاش کو رت میں چھپایا اور خود
 درخت کی لوث میں چھپے رہے۔ "تو تھیک ایک لیگان
 سوار گا کر بول اس کے دے ہوئے وہاں سے سحر
 پوچی کی اور اس کی خدمت کے لیے ساتھ ہو رہے۔"
 یہ شہزادوں نے ہیک بھی اپنی محنت منور کی بھی
 کی اور کھانسی بھی کھینچی تھی ہر طرح کا پیشہ اختیار
 کیا حتیٰ کہ چاندی کی گھٹ کو حاصل رفق کا زور
 ہائی ایک بیانیہ شہزادے کا زور بھی ہے جو کسب

ناریہ اسلم
 یہ کس مقام پر سوہنے ہونہائی
 کلاب نور کرب محبت کا حوصلہ نہیں
 خرو، اقرا
 اذما ہوا غبار سر راہ و دیکھ کر
 انجام ہائے عشق کا سوچا تو دھبے
 شگفتہ لپٹ
 یہ اور بات ہے کہ وہاں سے نہ ہو سکی
 تو سنے کیے تھے جو وہ عدلے غضب کتے

عجاب زہرہ
 کاٹنے بڑی ان کے مجھے روکتے رہے
 میں جن کے لیے تم حاشا گز گیا
 وہ کون شخص تھا جو حرات کی آنکھ سے
 دیا کو دیکھتا ہوا یا سارا گز گیا

عقبت دغا
 خزانوں میں تیرا ہے احوال و افلاں کا ڈاڑھ
 جو جو خبر کو ہوں پیارے وہ ہے نہیں گنتے
 میرا ذرا
 جتنی میں تیری بھرتا ہوں بھلے کیے
 آبلہ یا میں میرے ساتھ ڈیلے کب سے
 نہیں ہیں نہ مازلوں کا قفل اب تو
 جھانے نہ پھیرا ہے خزانے کب سے

ایقنا
 شوق میں اس کے خرو، دو دو میں اس کے لذت
 ناخو اس سے نہیں کوئی غمز کی صورت
 رہنا تو اکل کے ہوئے جلتے ہیں اور اسان خطا
 راہ میں کچھ نظر آتی ہے خطر کی صورت
 مان جٹ
 جن کی صدا توں پر کوئی شک نہ کرتے
 تم بھی کس بندہ کی انہی آیتوں میں ہو

بیتن نورین
 کوئی حرف وفا نہ حرف سادہ
 میں خاموشی کو سننا چاہتی ہوں
 میں نہیں کے کسی نے میں رنگ کر
 کوئی جتنو پکڑنا چاہتی ہوں

راش و گلزار
 نہ یہ عرفا نہ عرفا کو سری جانا کا کریں !
 یہ نظر ملتی پہلے ہی اضطراب کے بدلے کی گئی،
 نافرو دیاغی
 اہل جاں کے ذہن کی ہم کو بھی خوشی تو ہے بگلی کی
 پرہاہ جو ادر کو مانی ہے منتقل سے گزرا مانی ہے
 معجزہ طور
 اس کا ہاڑ

دش کی فکر کیا ہے زمانے کو فک
 ہم کو تو خیال تمہارا تھا اور بس
 دگر لڑنے اسے میری جنت بھی لیا فراز
 وہ شخص مجھے بلان سے پیدا تھا اور میں
 نور العین
 خراب

ٹٹ کے آئیں ڈیلے وہی محنت کے
 کر رنگ بگنے ہیں اور صبا منظر ملے
 کسی کا ساتھ ملے اور اس فرخ آختر
 کو وقت جلتا ہے، راستہ منظر ملے
 ماہرین
 مکتبہ خدیوہ کو محنت کہا ہے تو گون ہے

رضیخان
 اگر ماضی مقرر تھا بھی تو ہم سنتے ماضی
 جو مستقبل بھی ہوگا درخشاں نہیں ہو گئے
 سدرہ محمدی امان
 میرے تیرا پاس کا کچھ ہے یہی وہی آنسو ہے
 جھونکے کے تیرا ہے ہے وہ تیرے آقا کی آندھے

فریون پٹ
 حشقت لڑنے سے زہاد ہو کر تہیں ہائے
 ذہن تو اک سیل بلانے سو کر رہیں ہائے
 اس کے جس دشت تمنائیں دم کو کا ہے
 دل تو کیا چیز ہے نکال ہے کر سگی ہائے
 نغمہ شہید
 میں دھوکا اہل تو دھوکا ہے
 ترک و طلب ہر دو دھوکا ہے
 میری ہر شکان فریبی
 میرا ہر آنسو دھوکا ہے
 نور الدین
 غور سے دو غول کوئی روز نہ خود سے بولیں
 پھر کسی دودی دیار سے نکل کر دولیں
 تو سنا دوسے کو پھر اپنی خلوت ہی بولنا
 کیا زور دی ہے کہ میں یا اس کاں میں
 صرف امتیاز
 وہ جو آجاتے تھے اکھوں کے تار سے نکل کر
 چلے گئے وہیں گئے خواب ہمانے کے لے کر
 چھاؤں میں بیٹھے دلے ہی تو سب سے پہلے
 پیر کرتا ہے تو آجاتے ہی آتے لے کر
 رقیہ زینت
 گل اور پتے تھے ستارے ہوا کے ساتھ
 اور میں آداس جیسا تھا تھے خدا کے ساتھ
 یا تو قیامت کا طریقہ شکسا مجھے
 یا میرے دل کو بانہ دے اپنی دلکشا کھنکھ

سازو سام
 ہوتا نہیں ہے غم خیزل اس کا سطر
 ہاؤں گئے ہوئے ہیں گریں تک ہیں لڑکے
 کنول خاں بیگم
 تھو میری آنکا یہ اجھا دیا گیا
 مجھ کو ہی میری ذات میں اٹھیا دیا گیا
 نامت سے جو الفاظ دیر سے
 بمقام آشنائیاں میں ہی دیا گیا
 فاطمہ بیگم
 اپنے دشمن سے میرے دیہ خفا حاضر
 میرے قابل تو میرے اپنے عواری لگے



خدا بگوانے کے ہے تہا
 ماہنامہ شعاع - 37 - لاہور بازار کراچی
 Email: info@shuwaabmag.com
 shuwaabmag@yahoo.com



کھاتے ہیں۔
 شہزادہ صوبق کے نابل "ہر نور شوق" میں آکر کا
 طرہائی حسن و سوابی لاکہ ہل کی کہانی بھی بدست تک
 قلمی مہ افسانے اس بار سے اچھے نئے خاص طور پر
 فرمائے بلانک کا "یہ رشتے" بہت اچھا تھا۔ آج کل کی
 نسل کے لیے سنی آواز کہانی تھی۔
 میرا کل کا "آخری رات" بھی بہت اچھا لگا۔ چلی
 چلی ہے پورے "شعاع" کی طرح بہت اچھے تھے۔
 ج : چاری فونڈیشن شعاع کی بندوبست کے لیے سہولت
 سے منظور ہیں۔ امید ہے کہ آئندہ بھی اپنے تجربے کے
 ساتھ تشریف لائیں۔
 حنا کلافت خان نے یہ خطا میں بہتی رہو رنگن سے لکھا
 ہے

تیب کے خلائور کے جہولت لے ماغریں۔
 کب کی عیافت مسلمان اور خوشیوں کے لے گا میں۔
 سہولت سے یہ خطا فزون صادق سے لکھا ہے کہتی ہیں
 باغی نسل میں ٹھیک ہی تھا۔ "شعاع" کے ایک نثر
 چاٹکے کے گلو سب سے پہلے اپنے نچرہ ہلے وار جو فر
 پڑے۔ "سینی سچ کا ستارہ" مکمل لے آگ نیا موڈ لیا۔
 اچھا اور حقیقتاً میرے سب کے ساتھ بصرہ اور ہونے والا ہے۔
 "پورے شہ" علی، نثری بہت اچھا لگتا ہے۔ فکر
 سے متاثر اور ہوا کو دیکھ لیا نہ دنت سبھی سہولت
 کی سہولت کے سر میں۔ اور خیر نام کو بھی آفریغ مکمل
 کی سہولت سے اپنی شناخت بظاہر ہے۔
 "ستارہ شام" بہت کھاسے میں خود تو میرے چہ روز
 ملنے تو ہے ہیں اور سارے رشتے بہت عام پر آئے گئے
 ہیں۔

خوات "دور گوی" نے بہت دلایا ہمارے
 معاشرے میں جگہ ہونے والی کا شاید ایسا ہی انجام
 ہو سکے۔
 مہر مہر کی "سحر میں خوشبو" حقیقت سے بہت دور
 قلمی کہانی تھی۔
 فائزہ انوار کا "نہ جانا" جڑتے ہوئے ناپن لفظ بھی
 چاروی رہی میرے نابل خیر شمال ہونے چاہئیں "صوری
 تیں کھرا رکھی مجھ وہ لکھی ہے۔ اور "دو اور دلی کے
 گوارا سے" چپ لگے۔ ان لفظ کا شہرت سے انتظار
 نہ کر دیکھے ہیں مرقور نسل اور ان کے بچے کیا کیں

آست ہالہ
 یہ افسانہ، غلطی، مہر و قاسب جہولت میں ہیں
 ہر شخص خود کی سستی میں بس اپنی نظر بہت ہے
 مہر مہر کی
 شہزادہ صوبق ہوں تو اتنا تہہ حسن
 دیکھے نکلے کہ چہ کر تماشا کرے کوئی
 آڑ میں کیا شوق کے حلقہ طوب پر سکیم
 خالت ہر دہر کی تو خفا نہ کرے کوئی
 ماہر حجاز
 وہی محسوس کرتے ہیں نفس دردِ غمت کی
 جو اپنے آپ کے مجھ کو کسی سے پیار کرتی ہیں
 فاطمہ طاہرہ
 پڑھنا ہے تو انسان کو پڑھنے کا پھر سکھ
 ہر چہرے پر لکھا ہے کہتے ہیں سے لیا ہے
 منبر
 میں فحشی ہوں مگر وہ گھان نہیں رکھتا
 جہاں پر رکھتا ہر جگہ کو وہاں نہیں رکھتا
 فاطمہ
 ہر وہ سفر کرتی ہوں میں دیکھوں گاں کو
 وہ خاشاک کا ستارہ مجھے جھلکے بہت ہے
 شادی
 بسا اوقات یوں ہوتا ہے میرے ہم جنس ہوتے
 ہیں میرے میں پہلے ہی میں جنس ہوتے ہیں

شہینہ صدیق الدین
 بدلو تو کا دوس گے ڈری مارگی سے ہم
 تم سے ہر وہ خط چاہئے اور زندگی سے ہم
 زندا طرہ لیزاری
 مجرم آدم لے گا ایسا نسل و آدم کو سوزنا
 کاشتا جو زندگی بھی میں جو بولیا میں
 چاتا ہوں کیلئے قصور کو میں بھی میں
 غم سے بھر ہو گیا کیس میں ایسا نہیں
 طیبہ بکرہ
 میں نے مجھ سے کہا کہ میں سے دل نہ لگا
 اجڑ کر سوچ دیا ہوں وہ تو کب سے ہے

فلسفے بھی سادہ سادہ ہے، فیضین کرے ہوئے اور پھر دلانے اور دلانے والے کی نمائندگی سب سے نبیوں "دور گزری ہو" یا "خود بدین مشیت بھی شخصیات مجھے بہت پسند ہیں، مجھے ہاؤس کے ایک وارث تھا۔ میری بھی تواریہ "عقود اور شریعت لکھا تھا اس کا ذکر کر رہا ہوں مجھے بہت پسند آیا تھا۔ فریض میں سہی انجی جس "بلی ملدا رستا ملتا چھتا تھا۔ تیز نبیوں کو ہماری طرف سے بہت سے مبارکباد اور شہنائی کی بہت سی مبارکبادیں انہیں بہت کلمہ عطا فرمائے تھیں۔ میں نے آپ کو ایک چھوٹی سی کاپی بھی ملی تھی (صورت اور کون) کیا تھے تیار کیا ہو گا؟

ج: چاروی غیرت آپ نے طبعی کی نشان دہی کی آپ کا بے حد نظریہ "میں خیار رہیں گے کہ آئندہ اسکو ملے گی نہ ہو۔ سنلوں میں شرکت کے لیے آپ طرح لکھ گئے ہیں مجھے آپ نے خط لکھا ہے آپ کا فلسفہ صورت اور کون۔ اسی پر خاص میں ایک تقریر اور افتادہ کر رہا۔

کئی باتیں ہری پور سے اقرا ملک لکھی تھیں

صورت بہت اچھا کا اس کے بعد صورت اور چارے ہی علی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں سے ملو دماغ کو مستحق اور تیز نبیوں صاحب کی فکر تو میں نے سب سے کیا۔ علیہ نبیوں اور بہت روض کا اور سب سے لڑا جواب ہے "میں "دور ارشاد" بہت پسند کرتا ہوں۔ ہا ہے۔ فائزہ افتادہ کے "مان بیا" تو تہا پناہ کی بہت میں "دور گزری۔" دل ان فائزہ کو جانتے نہ تھے زہور میں انکی اپنی بھی چھٹی اور پنے کو تو کہتے تھے سوگے جہاں دل پہلے آیا ہو "انکی فکر کے یہ مبارکباد بڑے دل سے "شہزادہ صریح کا دل بھی جواب تھا "میں صریح کی "محرور میں خوشبو" مبارک دل و دماغ میں خوشبو میری تھی۔ میرا یوں کہ "دور گزری" میں ملک کے ساتوں کا بھی فائدہ تھا۔ یہ لفظوں کا کارخانہ بہت خوب صورت تھا۔ میں نے میرا یوں ہی نام کو تیار ہوں کیا تو کہہ گئے تھے "میں اور وہ سن گئے تھے وہ اپنے دو لوگوں سے بہت کے رشتے تو سب کے ساتھ ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ "ملکت" "آزادی راست" خوشی کے موسم دل کا معاملہ "بارشے" فریض "طہین" مگر ان میں فریض ہی کہ سب سب طے ہو گئے والے ہیں ان تمام سلسلوں نے مجھے فخر اعلیٰ پر مجبور کر دیا اور مجھے یہ کہنے میں کافی نہیں کہ سب کا پرچہ بلا شہرہ پر لکھتا ہے۔

ج: چاروی میرا سب کا کافہ شہل اشاعت ہے امید ہے کہ آئندہ بھی میرے کے ساتھ شرکت کر لیں گی میں کی شعاع کی بندوبستی کے لیے بہت شکر ہے۔

یہ خط ہمیں "دور گزری" کا فائدہ سے شہادت اکبر نے لکھا ہے۔

صورت بہت اچھا کا اس کے بعد صورت اور چارے ہی علی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں سے ملو دماغ کو مستحق اور تیز نبیوں صاحب کی فکر تو میں نے سب سے کیا۔ علیہ نبیوں اور بہت روض کا اور سب سے لڑا جواب ہے "میں "دور ارشاد" بہت پسند کرتا ہوں۔ ہا ہے۔ فائزہ افتادہ کے "مان بیا" تو تہا پناہ کی بہت میں "دور گزری۔" دل ان فائزہ کو جانتے نہ تھے زہور میں انکی اپنی بھی چھٹی اور پنے کو تو کہتے تھے سوگے جہاں دل پہلے آیا ہو "انکی فکر کے یہ مبارکباد بڑے دل سے "شہزادہ صریح کا دل بھی جواب تھا "میں صریح کی "محرور میں خوشبو" مبارک دل و دماغ میں خوشبو میری تھی۔ میرا یوں کہ "دور گزری" میں ملک کے ساتوں کا بھی فائدہ تھا۔ یہ لفظوں کا کارخانہ بہت خوب صورت تھا۔ میں نے میرا یوں ہی نام کو تیار ہوں کیا تو کہہ گئے تھے "میں اور وہ سن گئے تھے وہ اپنے دو لوگوں سے بہت کے رشتے تو سب کے ساتھ ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ "ملکت" "آزادی راست" خوشی کے موسم دل کا معاملہ "بارشے" فریض "طہین" مگر ان میں فریض ہی کہ سب سب طے ہو گئے والے ہیں ان تمام سلسلوں نے مجھے فخر اعلیٰ پر مجبور کر دیا اور مجھے یہ کہنے میں کافی نہیں کہ سب کا پرچہ بلا شہرہ پر لکھتا ہے۔

ج: چاروی میرا سب کا کافہ شہل اشاعت ہے امید ہے کہ آئندہ بھی میرے کے ساتھ شرکت کر لیں گی میں کی شعاع کی بندوبستی کے لیے بہت شکر ہے۔

یہ خط ہمیں "دور گزری" کا فائدہ سے شہادت اکبر نے لکھا ہے۔

صورت بہت اچھا کا اس کے بعد صورت اور چارے ہی علی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں سے ملو دماغ کو مستحق اور تیز نبیوں صاحب کی فکر تو میں نے سب سے کیا۔ علیہ نبیوں اور بہت روض کا اور سب سے لڑا جواب ہے "میں "دور ارشاد" بہت پسند کرتا ہوں۔ ہا ہے۔ فائزہ افتادہ کے "مان بیا" تو تہا پناہ کی بہت میں "دور گزری۔" دل ان فائزہ کو جانتے نہ تھے زہور میں انکی اپنی بھی چھٹی اور پنے کو تو کہتے تھے سوگے جہاں دل پہلے آیا ہو "انکی فکر کے یہ مبارکباد بڑے دل سے "شہزادہ صریح کا دل بھی جواب تھا "میں صریح کی "محرور میں خوشبو" مبارک دل و دماغ میں خوشبو میری تھی۔ میرا یوں کہ "دور گزری" میں ملک کے ساتوں کا بھی فائدہ تھا۔ یہ لفظوں کا کارخانہ بہت خوب صورت تھا۔ میں نے میرا یوں ہی نام کو تیار ہوں کیا تو کہہ گئے تھے "میں اور وہ سن گئے تھے وہ اپنے دو لوگوں سے بہت کے رشتے تو سب کے ساتھ ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ "ملکت" "آزادی راست" خوشی کے موسم دل کا معاملہ "بارشے" فریض "طہین" مگر ان میں فریض ہی کہ سب سب طے ہو گئے والے ہیں ان تمام سلسلوں نے مجھے فخر اعلیٰ پر مجبور کر دیا اور مجھے یہ کہنے میں کافی نہیں کہ سب کا پرچہ بلا شہرہ پر لکھتا ہے۔

ج: چاروی میرا سب کا کافہ شہل اشاعت ہے امید ہے کہ آئندہ بھی میرے کے ساتھ شرکت کر لیں گی میں کی شعاع کی بندوبستی کے لیے بہت شکر ہے۔

یہ خط ہمیں "دور گزری" کا فائدہ سے شہادت اکبر نے لکھا ہے۔

آئندہ کا عمل "زمین البتہ ہے جاہت بند کیا۔ سب سے پہلے اپنی پندہ کو کلمہ "ستارہ شام" پڑھی۔ جو مزید دلچسپ ہو گی۔ یہ عمل نخل میں فائزہ "خاک کا کھانا" اور کئی کی کئی دفعہ اشاعت بہت سے انتظار ہے۔ رات کو کوئی بھی پہلی کتابیں لکھنے پر بھی توجہ دینی چاہیے۔ شہزادہ صریح کا کلمہ "بہت پسند کیا۔ ساتھ مبارکبادوں کئی کئی بار چاہا ہے۔ میری صورت اور میرا یوں کی کتابیں بھی انجی لکھیں۔ انہوں میں فرحان جہاں ملک کا پتہ "محرورین قندار لکھی جاہر کے "ملکت" بھی تو کیا تھی۔

ج: چاروی اقرا ملک کی ای سی نخل شہل کی چاروی ہے شعاع کی بندوبستی کا شکر ہے امید ہے کہ آئندہ بھی اپنی راستے سے آگاہ کر لیں گی۔

میرا شمارے منظور کر کے ہمیں لکھا ہے

یہ شعاع میں میرا سلاط ہے سب سے پہلے تیز نبیوں کو اپنے ذہنوں سے زندگی بہت مبارکبادوں کو دل سے اللہ تعالیٰ شہل کو اپنی اور دوسری ایوں منتقل سے فائزہ سے (اللہ)

آئندہ کا عمل "زمین البتہ ہے جاہت بند کیا۔ سب سے پہلے اپنی پندہ کو کلمہ "ستارہ شام" پڑھی۔ جو مزید دلچسپ ہو گی۔ یہ عمل نخل میں فائزہ "خاک کا کھانا" اور کئی کی کئی دفعہ اشاعت بہت سے انتظار ہے۔ رات کو کوئی بھی پہلی کتابیں لکھنے پر بھی توجہ دینی چاہیے۔ شہزادہ صریح کا کلمہ "بہت پسند کیا۔ ساتھ مبارکبادوں کئی کئی بار چاہا ہے۔ میری صورت اور میرا یوں کی کتابیں بھی انجی لکھیں۔ انہوں میں فرحان جہاں ملک کا پتہ "محرورین قندار لکھی جاہر کے "ملکت" بھی تو کیا تھی۔

ج: چاروی اقرا ملک کی ای سی نخل شہل کی چاروی ہے شعاع کی بندوبستی کا شکر ہے امید ہے کہ آئندہ بھی اپنی راستے سے آگاہ کر لیں گی۔

میرا شمارے منظور کر کے ہمیں لکھا ہے

یہ شعاع میں میرا سلاط ہے سب سے پہلے تیز نبیوں کو اپنے ذہنوں سے زندگی بہت مبارکبادوں کو دل سے اللہ تعالیٰ شہل کو اپنی اور دوسری ایوں منتقل سے فائزہ سے (اللہ)

آئندہ کا عمل "زمین البتہ ہے جاہت بند کیا۔ سب سے پہلے اپنی پندہ کو کلمہ "ستارہ شام" پڑھی۔ جو مزید دلچسپ ہو گی۔ یہ عمل نخل میں فائزہ "خاک کا کھانا" اور کئی کی کئی دفعہ اشاعت بہت سے انتظار ہے۔ رات کو کوئی بھی پہلی کتابیں لکھنے پر بھی توجہ دینی چاہیے۔ شہزادہ صریح کا کلمہ "بہت پسند کیا۔ ساتھ مبارکبادوں کئی کئی بار چاہا ہے۔ میری صورت اور میرا یوں کی کتابیں بھی انجی لکھیں۔ انہوں میں فرحان جہاں ملک کا پتہ "محرورین قندار لکھی جاہر کے "ملکت" بھی تو کیا تھی۔

ج: چاروی اقرا ملک کی ای سی نخل شہل کی چاروی ہے شعاع کی بندوبستی کا شکر ہے امید ہے کہ آئندہ بھی اپنی راستے سے آگاہ کر لیں گی۔

میرا شمارے منظور کر کے ہمیں لکھا ہے

یہ شعاع میں میرا سلاط ہے سب سے پہلے تیز نبیوں کو اپنے ذہنوں سے زندگی بہت مبارکبادوں کو دل سے اللہ تعالیٰ شہل کو اپنی اور دوسری ایوں منتقل سے فائزہ سے (اللہ)

آئندہ کا عمل "زمین البتہ ہے جاہت بند کیا۔ سب سے پہلے اپنی پندہ کو کلمہ "ستارہ شام" پڑھی۔ جو مزید دلچسپ ہو گی۔ یہ عمل نخل میں فائزہ "خاک کا کھانا" اور کئی کی کئی دفعہ اشاعت بہت سے انتظار ہے۔ رات کو کوئی بھی پہلی کتابیں لکھنے پر بھی توجہ دینی چاہیے۔ شہزادہ صریح کا کلمہ "بہت پسند کیا۔ ساتھ مبارکبادوں کئی کئی بار چاہا ہے۔ میری صورت اور میرا یوں کی کتابیں بھی انجی لکھیں۔ انہوں میں فرحان جہاں ملک کا پتہ "محرورین قندار لکھی جاہر کے "ملکت" بھی تو کیا تھی۔

ج: چاروی اقرا ملک کی ای سی نخل شہل کی چاروی ہے شعاع کی بندوبستی کا شکر ہے امید ہے کہ آئندہ بھی اپنی راستے سے آگاہ کر لیں گی۔

میرا شمارے منظور کر کے ہمیں لکھا ہے

یہ شعاع میں میرا سلاط ہے سب سے پہلے تیز نبیوں کو اپنے ذہنوں سے زندگی بہت مبارکبادوں کو دل سے اللہ تعالیٰ شہل کو اپنی اور دوسری ایوں منتقل سے فائزہ سے (اللہ)

چوری تو میں کی ہے

غلام علی کی گلی بولی ہے مشہور غزل تو آپ نے سنی ہی ہوگی۔
 ”پتلا ہے کھل ہے کھل ہے توڑی ہی جو لہائی ہے۔“
 ڈاکٹر نہیں ڈاکٹر چوری تو میں کی ہے۔
 لیکن جب! بھی کیا ہی ہو تا ہے کہ ڈاکٹر بھی پڑھا ہے اور کوئی ننگا بھی نہیں ہوگا۔
 ایک خبر کے مطابق ایک بھارتی شخص نے ہماری ہر دلیس ڈر لاکر گھبراہٹ میں کئی مہینوں ”دھوب کنارے“ کا چہرہ دکھا تو وہ کہیں کے ہاتھ سے چٹن کیا جا رہا ہے۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ گورنر ڈاکٹر کے مصنف نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ ڈاکٹر لاکر اسٹیبل ڈاکٹر ”دھوب کنارے“ کا چہرہ ہے۔
 گویا ”چوری“ نہیں، علی اللطائف ”ڈاکٹر“ ڈاکٹر لاکر میں
 مدروف مزاحیہ لوکار عمر شریف اس وقت جلا شہ



”کامیابی ننگ“ ہیں۔ وہ جتنے اچھے لوکار ہیں، جتنے ہی اچھے انسان ہیں، ان کے ساتھ ایک خوب عمل کرے تک کام کرنے والے اسٹیج کے مصروف وایت کار فرکان حیدر کے ذہن میں عمر شریف سے یہی طاقت ابھی تک کب نہ ہے ہوتے ہیں۔
 ”ایک دن جی جی میرے گھر کی اطالیہ حتمی کی۔ میں نے دیکھا تو عمر شریف تھے۔ میں نے اس میں شام کو اپنے وقت کے ڈاکٹر دیکھا۔ وہ فرماتے تو میرے ساتھ ٹیم کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ وہ اسکرین بھی ساتھ لائے تھے۔ میں انہیں صحن اختر کے پاس لے گیا۔ صحن اس وقت خاصا سا کما جتے اور اسٹیج ڈراموں میں ان کا طوطی پوتا تھا۔ عمر شریف اختر انہوں نے قدموں میں بیٹھ گئے۔ صحن نے انہیں صوفے پر بیٹھنے کے لیے بد امرار کیا، انہوں نے ان کے قدموں میں بیٹھ رہے۔“
 سچ ہے کہ ایک حکیر انسان بھی کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔ انکسار میں پھرنے کی پسلی ہے کہ اسے کوئی صاحب جس ہی جان سکے۔
 ایک اور قصہ

دنیائے کرکٹ کے تیز ترین باؤلر شعیب اختر نامی کا دعوت کر کے سٹیج ”حیرتیں“ میں ہی ہیں۔ جب ہی تو ایک کے بعد ایک تازہ کرکٹ کر کے رہتے ہیں۔ ان کا حالہ تازہ نہ نہیں جیکے تحریری صورت میں سامنے آیا ہے۔
 ”کنو وہ سلی بورڈ“ کے عنوان سے شعیب اختر کی سوانح حیات، جگر پیر گلی ہے۔ شعیب نے اس ”ایک کتاب میں“ کئی ٹھوکریں بھینچی ہے۔ اس کتاب میں شعیب نے سائیز کرکٹو سیم اگرم پر الزام لگایا ہے کہ وہ سیم نے ان کا گلوبہ ختم کرنے میں کوئی سزہ چھوڑی تھی۔ ان کے اس پاور سزے نے سیم اگرم کے مایوس اور کاشمیر میں گویا باٹ کی ایک سیریز کا آغاز کر دیا ہے۔ ان دنوں وہ دنوں کر سیم اگرم کی



زور ہے ایک دوسرے کو بول کر کرنے کی خوشوں میں ہے؟
 کرکٹ کی خوشوں میں وہ بھول گئے کہ اس سٹیج کا نتیجہ جو بھی رہے، صحن آندھی سٹیج تو سمرال شعیب اختر ہی دیتے ہیں۔

سو روپے

موقع شہابی ایک سمت بڑھنا ہی ہے۔ سکتے ہیں کہ ایک کامیاب انسان وہی ہے جو موقع سے فائدہ اٹھاتا چلتا ہو۔ ہمارے سلی موقع سے فائدہ اٹھانے والوں کی کئی نہیں، تاہم جگہ لوگ اس فن میں اس قدر ناکام اور پینے ہوئے ہیں کہ بڑے بڑے فنکاروں کو بھی بات دے دیتے۔
 مصروف لوکار شفیقت چیمہ کو ایک رقم میں ہیر شریف نے لڑنا تھا۔ شفیقت چیمہ اپنے کاروباروں پر خاصی سخت کرنے والے فنکار ہیں۔ چیمہ کو ایک مصروف سرسک دلوں کے پاس شریف نے لڑائی کی تربیت حاصل کرنے کے ارادے سے چلے گئے، تاکہ صحن عملی فن تقاضوں کے ساتھ چکر لڑ کر انہیں۔ انہوں نے سرسک کے ساتھ اپنے خواہش کا اظہار کیا۔ ”فورا“ رہتی ہو گی اور انہیں ایک کرے میں انتظار کرنے کا کہہ کر خود بھرتا گیا۔ اس شفیقت چیمہ کو وہاں بیٹھے

تصویری رہی، وہی حتمی کہ ان کے کانوں میں ایک اطلاع کو جتنے۔
 ”سو سو روپے۔ سو سو روپے۔ کج رات ہمارے سرسک میں دیکھیے، مصروف لوکار شفیقت چیمہ کی خطرناک ہیر شریف سے لڑائی۔ صرف سو روپے میں۔“
 یہ اطلاع سننے ہی شفیقت چیمہ سرسک کے مالک کی ”موقع شہابی“ کے گل سے قائل ہو گئے۔
 اسے جب اٹھنے چاہو تو ایک معمولی سرسک کا مالک ہی تھا، پہلے تو بڑے بڑے بازی کر رہے کہ اپنی بیٹیوں بھرنے کے مواقع تلاش کرتے ہیں۔

بی بیان کلنٹن

☆ ہماری پوری انتظار ہے کہ کوئی کیا کرے گا۔ کیا ہے جو اسے نادر سے کہا رہے اور یہ رلی بات ہے کہ ڈاکٹر محمد اقبال سے ننگ آکر ابھی تک چیل کر لیا تھا۔ انہوں نے وزیر اعظم کو اطلاع دی کہ اسرار نام نہیں کر سکتے۔ (غیر سیاسی باتیں۔ محمد اقبال رحمن)
 ☆ مشرف کو امریکہ لایا ہی اس لیے تھا کہ پاکستان کو قبلی کا بھرا جانا چاہئے جو مسلسل نزع ہو رہا ہے اور پھر جب مشرف کی لیکچر ہی ڈیٹ آئی تو امریکہ نے اس کو ٹوکا کہ غرضت کیا تاکہ مشرف سے بھی ”بے رحمی“ تو لگ لائے جا سکیں اور پھر کیا ہی ہوا، اب قبلی بھی چلے گئے۔ (محمد اقبال طارق سہیل)
 ☆ وزیر داخلہ رحمان ملک سے چھوڑ کر پٹن کے بعد اڑھان سننے روکنے کی بات کی لیکن وزیر اعظم نوسر رضا گیلانی نے اس مسئلے کو سزور کرنے کوئی نہ تھا۔ ”تمہیں ان حملوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا، جب تک کہ مطلب افرار کو نشاندہ نہیں ہو جیتے، ہم قومی اسمبلی میں اس پر احتجاج کریں گے پھر نظروں انداز کریں گے۔“

اصحاب کتب

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

”کیا آپ نے خیال کرتے ہیں کہ عداوت اور بھڑاؤ والے ہماری عقابیت میں سے کچھ کھینچ کر پڑھتے ہو وقت قتل ذکر ہے جبکہ ان لوگوں نے اس غبار میں کربناہل پر کیا کہ عداوت پروردگار ہم کو اپنی بخشا سے رحمت کا سالن عطا فرمائیے اور ہمارے لیے (اس کام) میں درستی کا سالن مہیا کر دیجئے سو ہم نے اس غبار میں ان کے کان پر سالن سالن تک شہر کا وہ لالہ لگا دیا جو ہم نے ان کو اٹھایا تاکہ ہم معلوم کریں کہ ان دونوں کوہ میں کون سا گروہ ان کی رہنے کی مدت سے زیادہ واقف“

”اسورہ کتب“

ان آیات میں اصحاب کتب کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔ ان آیات کا مطلب ہے کہ اللہ کی قدرت اور سلطنت کے اقتدار سے اصحاب کتب کا معاملہ کوئی زیادہ قتل حجب نہیں ہے اس لیے کہ آسمانوں اور زمین کی پیدا کنی، شب و روز کا اکتشاف اور سورج، چاند اور ستاروں کا مسخر ہونا یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت عظیمہ کا پاداش ہے جس کی نشانی جو چاہتے ہیں کتب اصحاب میں پھانے کر سکتے ہیں ان کو کوئی غبار نہیں کر سکتا (بے جا ہے کہ کتب اصحاب میں پھانے کرنا یعنی ہوتی نافرمانی کہتے ہیں جس میں ان لوگوں نے پناہ لی اور یہ ریمہ الجلب کے قریب ایک وادی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قریم کے مولانا کتب ہے حضرت سعید فرماتے ہیں قریم پر کلمہ حق ہے جس پر انہوں نے اصحاب کتب کے واقعات کو کلمہ کرنا کے دروازے پر رکھا قرآن مجید کے آیتوں کا نام

”پیگلس“ ہے اور غار کا نام ”حیرم“ ہے اور ان کے

کے نام ”سورن“ ہے۔

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا واقعہ ذکر کرتے ہیں جو اپنے نیک کو چھپانے کی خاطر اپنی قوم سے بھاگ نکلے تھے اور ان کے پڑاوتی بے غار میں جا کر پناہ لی تھی تاکہ اپنی قوم سے پوش پوش ہو سکیں۔ غار میں داخل ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کی رحمت و لطف کو مانگتے ہوئے کہنے لگے۔ ”اے ہمارے پروردگار! تو نے انہیں اس سے ہم پر رحمت فرما کر ہماری قوم سے مخفی کر دیا اور ہمارا مقدر اور انجام بھی اچھا بنا دیا۔“

جیسا کہ حدیث میں ہے ”آپ نے جو فیصلہ بھی ہمارے لیے کیا ہے اس کے انجام کو چھانچا کرتی ہیں تاکہ

”ہم ان کا واقعہ آپ سے ٹھیک ٹھیک بیان کرتے ہیں حد لوگ چند لوگوں تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے تھے اور ہم نے ان کی پاداش میں اور ترقی کر دی تھی اور ہم نے ان کے عمل مشہور کر دیے جبکہ وہ پختہ ہو کر نکلے گئے کہ ہمارا رب تو وہ ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے ہم تو اسے محمود ذکر کسی معبود کی عبادت نہ کریں گے کیونکہ اس صورت میں ہم نے جیتنا یہی نہیں ہے جاہلیت کی۔ یہ جو ہماری قوم سے انہوں نے خدا کو چھوڑ کر اور معبود قرار دے دیے ہیں یہ لوگ ان معبودوں کو کوئی عمل دیکھ نہیں لگاتے تو اس شخص سے زیادہ کون غضب اچھا لگا ہے جو اپنے رب سے جھوٹے دوستی کرے اور جب تم ان لوگوں سے الگ ہو گئے اور ان کے معبودوں سے بھی مراد سے تو تم غار میں چل کر رہنا اور تم ہمارا رب اپنی

رحمت بخینا دے گا اور تمہارے لیے تمہارے اس کام میں بھی کامیابی کا سالن درست کر دے گا۔“

سورۃ الکہف)

یہ چند نوجوان تھے جو بن حن کو خوب قبول کرنے والے اور بن یوزعل سے زیادہ رگوراست پر تھے جنہوں نے حد سے تجاوز کیا اور بن یاہل میں جتنا

ہوئے

”حضرت مجاہد فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ بعض نے کلاں میں پناہ لی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو پاداش سے نوازا اور انہوں کی دولت عطا فرمائی چنانچہ اپنے رب پر ایمان لائے یعنی انہوں نے خدا کی وحدانیت کا اقرار کیا اور اس بات کی گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود حق نہیں ہے۔ مانجا ہے کہ وہ دین منسکی رہتے لیکن بظاہر معلوم ہو گیا ہے کہ لوگ ملت غمرانیہ سے پہلے تھے کیونکہ اگر وہ دین نصرانیت پر ہوتے تو یہود کے علماء ان کے واقعات کو محفوظ کرنا بہتر سمجھتے۔“

جب کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”قریش نے مدت میں یہود کے علماء کو کسی بچہ لوگوں کو چند ایسی باتیں معلوم کرنے کے لیے بھیجا جن کے ذریعہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اہتمام لے سکیں چنانچہ انہوں نے کلمہ

”ان سے اصحاب کتب کا واقعہ ذرا تقریباً کا قصہ اور حدیث کی حقیقت پر چومے۔“

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ باتیں اہل کتاب کی کتب میں محفوظ ہیں اور ان کا ذمہ دین یہ وہی ہے مقدمہ ہے اللہ اعلم

ہمت سے مضمون سے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ یہ لوگ (اصحاب کتب) کو ہم کے شہزادے اور سردار تھے ایک دن وہ قوم کے کسی قبیلہ پر نکلے جو قوم سبیل میں ایک دن سب سے پہلے ہوا کرتی تھی اور جنوں کی پوجا اور ایک دن سب سے پہلے ان قوم کا ایک طاہر جاہل شلو تھا جس کا نام ”وقیانوس“ تھا جو لوگوں کو

برت رہی تھی تاکہ اور اس کی ترجمیم بنا کر تھا چنانچہ جب لوگ اس قبیلہ میں نکلے تو انہوں نے گروہ بھی اپنی قوم اور آہواہد لوگ کے ساتھ کلاہ جب انہوں نے اپنی قوم کے عمل کو اپنی ہمت کی آنکھوں سے دیکھا تو جان گئے کہ جو ہمت پر جو نڈر نڈا نڈو ہونے کے کام یہ قوم کر رہی ہے اس کے لائق تو صرف وہ ذات ہے جو آسمانوں اور زمین کی خالق ہے۔

چنانچہ ہر ایک اپنی اس قوم سے غلامی حاصل کرنے لگا اور ان سے کنارہ کشی اختیار کرنے لگا۔ ان میں سے ایک ایک اور ایک ورت سے سایہ کے نیچے بیٹھ گیا اور ہر سرا گیا وہ اس کی ورت سے کچھ نیچے گیا پھر ایک اور ایک پھر ایک اور ایک اور ایک بیٹھتے تھے لیکن ان میں سے کوئی بھی دوسرے کو نہیں جانتا تھا جس ان کو اسی ذات سے اس جگہ جمع کر دیا تھا جس نے ان کے دامن کو ایسا ہی بیج کر دیا تھا۔

الغرض ہر شخص وہ سب سے اپنا دین و ایمان چھپانے لگا جس کو یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ بھی اس بیجا ہے۔ یہاں تک کہ ان میں سے کسی نے نہ کہا۔

”اس قوم اعدا کی قسم! تمہیں تمہاری قوم سے صرف ایک ہی بچہ نے الگ کیا ہے اس لیے ہر ایک کو چاہیے کہ وہ اپنی حقیقت حال ظاہر کرے۔“

چنانچہ ایک نوجوان نے کلمہ ”خدا کی قسم! تو میں دیکھتا ہوں کہ ان میں سے ایک ہوا کہ میں نے جب اپنی قوم کو رسک توڑ دیا لیکن وہ گیا کہ وہ جس راستہ پر ہے وہ باطل اور نفل ہے۔ صرف وہی ذات مہابت کی ہے جو حق جس کا کوئی شریک نہیں یعنی اللہ تعالیٰ ہی حقیقی مہابت ہے جو نیشن و آسمان اور ان کے درمیان کی تمام مخلوقات کا خالق ہے۔“

پھر ایک اور نوجوان اٹھا اور اس نے کلمہ ”خدا کی قسم! اور اسی کی اصل ہے۔“

اس کے سبب ایک ہی بذت یہ حلق ہو گئے اور ایک باہتہ کی طرح اور غلظت بھائی میں کی ہو گئے پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی مہابت کے لیے ایک مہابت



عیلا رضی کے پکوان خلاصہ جوفی

ترکیب :
 گوشت و موکر چھٹی میں دیکھیں تاکہ اضافی پانی نکل جائے۔ اسن اور ک بیٹ اور نمک صبح لگا کر بھی تقریباً پانچ صفحہ تک چھٹی میں رہنے دیں تاکہ سارے کازا لٹھ رہ جائے اور پانی نکل جائے ایک دیکھی میں پتل کرم کرم اور سباز سرخ کرس۔ گوشت ڈال کر رمت تبدیل ہونے تک کچا کس پھاراز سپت گوشت کو کسی پلیٹ میں ڈال کر الگ الگ دیکھیں۔ دیکھی میں پینے ہونے تک میں ہی ڈال کر کھو رہ پینے دیں۔ چلوایں کو کلا زہرہ لالنگی اور نمک ڈال کر دھوئی لیل میں پھر تھار لیں۔
 اب ایک نمک پینا دیکھی میں چھل اور گوشت کی ایک ایک تہہ لگا لیں اور ساتھ ہی دبی نکل دلا آبیڑے کی بھی تہہ لگا لیں۔ زردے کارنگ چھڑ کر میں منٹ کے لیے دم پر لگایں۔ دم کے بعد لیوں کا

ڈیل گوشت بریانی

- 1 کلو گوشت
- 2 کلو پھل
- 1 کلو پیاز
- 1 کلو دہی
- 2 کلو اسن بیٹ
- 2 کلو کھانے کے پتے
- 1 کلو بڑی لالنگی
- 2 کلو زردے کارنگ
- 1 کلو پیاز سرخ مرچ
- 1 کلو کلا زہرہ
- 1 کلو ہری مرچ
- 1 کلو پھل
- 1 کلو نمک
- 1 کلو تیل

شر جانے کا تو اسے باہر کی دنیا جی ب ظہر کئی اور کوہر چلے ہوئے شہر پہنچا کہتے ہیں اس کا نام انوس تھا وہ جتنا تھا کہ ابھی زندہ کچھ زمان نہیں گزرا جلا تہ صدیاں بیت چکی تھیں اور کئی کئی صدیاں گزری تھیں۔ لوگوں میں تہذیب آچکی تھی۔ وہ علاقے بھی بدل چکے تھے۔

جب وہ شہر پہنچا تو اس کو شہر کی عظمت نظر نہ آئی۔ جن کو وہ جانتا تھا اور وہ شہر کے کسی کوئی کو بھی پہچان نہیں دیا تھا۔ اہل شہر حیران ہو کر کہنے لگے۔
 "کیس میں خواب تو میں دیکھ رہا ہوں یا کیس مجھے جہنم لالاق میں ہو گیا ہے۔"
 پھر کہنے لگے۔ "مجھے یہاں سے جلدی نکل جانا چاہیے۔"

پھر ایک توی کے پاس گیا جو کمانہ کی اشیاء بیچ رہا تھا اس کو اس نے وہ پینے دیے جو اس کیس کا نام اور کہا کہ "مجھے اس کے عرض کمانہ سے ہے۔ جب اس نے ان میں بیوں کو دیکھا تو اسے عجیب سے لگے پھر اس نے وہ پینے پینے ہمارے کو بے گرتے کرتے وہاں کے لوگوں کو سب کو دیکھنے لگے اور کہنے لگے۔

"ہو سکتا ہے کہ اس شخص کو فرزند ملا ہے۔" پتھو اسیوں نے اس کی حقیقت پتھی کہ۔
 "تھیں یہ یہ کہاں سے لگے ہو سکتا ہے کہ یہ فرزند ہو اور کون مان ہو؟"

وہ کہنے لگے "میں باسی شہر کا رہتا ہوں میرا زمانہ وہ ہے جب یہاں لوگوں پر بادشاہ حکومت کیا کرتا تھا۔" لوگ اس کو دیکھ کر سمجھ کر اپنے حاکم کے پاس لے گئے۔ جب اس حاکم نے اس سے حقیقت حال معلوم کی تو اس نے ساری حقیقت ان کو بتائی۔ جب ان لوگوں کو معلوم ہوا تو اس کے ہر ہر بادشاہ اور شہر کے سب لوگ اس قدر کی طرف نکلے۔ جب وہ ان کو لے کر اس مقام تک پہنچا تو ان سے کہہ۔
 "مجھے رہا لینے چاہئے تاکہ میں اپنے ساتھ رہوں اور اپنے ساتھ رہوں۔"

دیں چھڑکریں۔
مسلا اور داہنتے کے ساتھ عید پر منہ لہرا یا تیشیں
کریں اور خوب دوا حاصل کریں۔

مٹن سمودی

- جزا :
کبکے کی دہان
کچری یا ڈاؤر
لسن اور ک پیٹ
پہی سرخ مرچ
کالی سیاہ مرچ
ہلدی
پہی ہوئی رانی
دہی
نمک
تل
ترکیب :
1 عدد
4 کھانے کے چمچے
4 کھانے کے چمچے
2 کھانے کے چمچے
حسد دا آنتہ
1 چائے کا چمچ
1 چائے کا چمچ
1 ڈالہ
حسد دا آنتہ
آپ

گوشت کو اچھی طرح صاف کر کے اس پر کٹ لگائیں۔ تمام مسلا جات اچھی طرح کس کر کے گوشت پر لگا میں اور تھوڑی دیر کے رکھ دیں۔ ایک ہڈی دہی میں تیل گرم کر کے ہلکی آگ پر تھوڑا سا ایک گھنٹہ تک میں چھوڑ دیں پھر سیکھیں۔ پاز رانی اور خان یا این کے ساتھ گرم گرم مٹن سمودی تیار فرمائیے۔

حیدر آبادی پستندے

- جزا :
سالم گوشت
دہی
لسن اور ک پیٹ
پیار کرم مسلا
پاز
سفید ل
جزا :
1 کلو
2 کھانے کے چمچے
2 کھانے کے چمچے
1 ڈالہ
2 کھانے کے چمچے

گوشت کے بڑے بڑے چوٹے ٹکڑے کٹ لیں اور اس پر کٹ لگا دیں۔ اچھی طرح دھو کر دہی میں نمک گرم مسلا اور لسن اور ک پیٹ کے ساتھ اچھی طرح کس کر کے تھوڑے گھنٹے کے لیے رکھ دیں۔ دہی میں تیل گرم کر کے ہلکی آگ پر تھوڑی دیر سے پستندے چھوڑ کر تیل میں ڈالیں۔ ساتھ ہی سفید ل اور 2 کھانے کے چمچے ہلکی آگ پر پستندے کے لیے چھوڑ دیں۔ (چائے) تو ایک گلاس پانی بھی شامل کر سکتی ہیں) گوشت گل جائے اور مسلا تیل چھوڑے تو حسب ضرورت شہار کو کر لائی ڈاؤر چھڑک کر کھانے کے لیے لگا دیں۔ گرم گرم پان یا چائے کے ساتھ چل کریں۔

گولا کباب

- جزا :
دو کھانے
اور ک پیٹ
پیار کرم مسلا
سوف
صلت و حنیا
زیرہ
پاز
کچری یا ڈاؤر
نمک
تل
ترکیب :
1 کھانے کا چمچ
1 چائے کا چمچ
1 کھانے کا چمچ
1 کھانے کا چمچ
2 عدد
1 چائے کا چمچ
حسد دا آنتہ
4 کھانے کے چمچے

دو کے آدے کر مٹن میں پارک میں لیں۔ پاز براؤن کر کے میں لیں۔ سوف صلیت و حنیا اور زیرہ

کھانے میں سب سے میں تمام مسلا جات شامل کر کے کس کریں اور ایک گھنٹے کے لیے رکھ دیں۔ تھوڑا کولا کباب کی شکل میں بنا کر تیل پر چھائیں اور کھولیں پھر سیکھ لیں۔ منہ سے ہونے لگیں تو برش یا پڑے کی مدد سے تیل لگاتے چائیں۔ چٹنی مسلا اور چٹنیاں کے ساتھ مزے سے کھا لیں۔

دھن تکہ

- جزا :
گوشت
دہی
لسن اور ک پیٹ
پیار کرم مسلا
سرخ مرچ
پہی سرخ مرچ
کچری یا ڈاؤر
نمک
تل
ترکیب :
1 کلو
2 کھانے کے چمچے
2 کھانے کے چمچے
1 چائے کا چمچ
حسد دا آنتہ
2 کھانے کے چمچے
حسد دا آنتہ
4 کھانے کے چمچے

گوشت کو بوٹیوں کی صورت میں کٹ لیں اور کالنے کی مدد سے ہلکا ہلکا کس لیں۔ ایک تھن میں دہی اور اچھی طرح پیٹ کر تمام مسلا جات ملا لیں۔ سب بوٹیوں کو اس پیستندے میں ڈال کر اچھی طرح کس کریں اور تھن سے چار گھنٹوں کے لیے چھوڑ دیں۔ پستندے کو تیلوں میں رو کر کھولیں۔ سیکھ لیں۔ چٹنے وقت کسی برش یا پڑے سے بوٹیوں پر تیل آگائے چائیں۔ اگر کھولیں سکتی کی سورت ہو تو پکے تیل میں فرانی کر لیں پھر کولے کلو حوا اور دے دیں۔ پھلے وار کی ہوئی پاز اور کولے کولے ہونے میں کھول کے ساتھ پیٹ میں چھائیں کر لیں۔

فرانی پیازے

- جزا :
گوشت
لسن اور ک پیٹ
پہی سرخ مرچ
دھن
انڈے
کلان کلور
شما سو دا
نمک
تل
ترکیب :
1 کلو
2 کھانے کے چمچے
4 عدد
آپ
2 عدد
2 کھانے کے چمچے
1 کچلی
حسد دا آنتہ
تلنے کے لیے

گوشت کے پارے چٹنیاں اور لسن اور ک پیٹ اور نمک مرچ ملا کر تھنی پر پکائیں کہ گوشت گل جائے۔ تھوڑا سا پانی بھی شامل کر لیں۔ دھن میں انڈے کا کلان کلور (کالی) نمک شہار ملا کر گاڑا حوا سا تیار کیا کر لیں۔ فرانی پان میں تیل گرم کریں اور گوشت کے پارے دھن میں واسلے کیپڑے میں ڈال کر لیں۔ شہی ہو جائیں تو کھائیں۔ کھج کے ساتھ چل کریں۔

چٹنیا مفر مسالا

- جزا :
کبکے کا مفر
ہلدی یا ڈاؤر
پاز
نمک
ہلدی یا ڈاؤر
دھن یا ڈاؤر
اور ک پیٹ
زیرہ
جزا :
2 عدد
1 کھانے کا چمچ
1 عدد
4 عدد
حسد دا آنتہ
کھانے کا چمچ
1 کھانے کا چمچ
1 کھانے کا چمچ
1 کھانے کا چمچ

سائٹی

کام

ہوجاتے ہیں۔ ایذا سے روک پی میں لگاتے ہے ہتھ کریں۔

کیرا الصافی چھائی جذب کرتا ہے اس کو کاجل کر اس کا گود اور پانی چہرے پر لگا کر اسے خشک ہونے پر نصف سے پانی سے دھو لیں۔ ہاتھ کٹ کر آنکھوں پر رکھنے سے آنکھوں کی جھکن سوجن اور جلن میں ناکام ہوتا ہے۔

نرلز ہمزین کلینر سے۔ ٹارل اور پکنی جلد کے لیے بے حد مفید ہے، واٹ اور بلیک ہیڈز نکالنے کا ہمزین ڈو بیج ہے۔ دن میں کسی بھی وقت نرلز کٹ کر نیکے ہاتھوں سے چہرے پر رکھیں، وہ پھٹنے میں ہمزین نتیجہ برآں جانے لگے۔

کے ۵۵۵ میں ٹرک ملائیں اور روٹی کے چھاپے سے رات کو سوئے وقت مساج کریں۔ اس سے چہرے کا رونا بھی ختم ہوتا ہے اور جلد نرم و ملائم بھی ہوجاتی ہے۔

کا جیر کارس چہرے کی شلالی میں اضافہ کرتا ہے اور کیل مساتے بلکہ آئینہ اور تمام جلدی امراض کے خاتمے میں بھی مفید ہے۔

ترو زکارس بھی چہرے کے لیے ہمزین ہے۔ کیلے کا گودا بھی واٹ اور بلیک ہیڈز کو ختم کرتا ہے۔

یاد رکھیے! صحت مند جلد چہرے کی خوب صورتی اور توانائی کی عکاس ہوتی ہے اس لیے اس کی حفاظت بہت ضروری ہے۔ چھتے چھتے ایک بات اور بھی یاد رکھیے کہ چہرے کو اجنبی طرح خشک کرنے کے بعد ہی بلک لگا کر۔ اگر بلڈ پریشر ٹائڈ ہو تو ہم بلک بھی لٹی چاکرٹی ہے۔ اگر کبھی جھپ لیتے ہے چھپاک کا ڈر تو زیادہ قہل کرتا ہے۔

دن چھوٹی چھوٹی تھوہر عمل کریں اور عید قریب خوب نچوڑائے کریں۔



میں ہمزین ہیں تو یقیناً "آپ کا میک اپ لباس اور بیئر اسٹائل لیکا کموفلش ہونا چاہیے۔ اس عید پر ہم میک اپ کا انتخاب آپ پر چھوڑتے ہیں۔ اس مرتبہ ہم آپ کو بیٹی نہیں دیتے جو جلد کی شلالی اور دکھائی میں آپ کو مدد دینے کی اور میک اپ یا کسی بھی کاسمیٹکس کے سٹرا اثرات سے محفوظ رکھنے میں معاون ثابت ہوں گی۔

پڑا میں ملنے والی مختلف پروڈکٹس جلد اور حسن کی حفاظت اور صحت کے لیے مفید ہیں اور عملی طور پر فراہم کرنے سے قاصر ہوتی ہیں اور بیض خواتین اپنی جلد کی مناسبت سے کاسمیٹکس کا انتخاب نہیں کرنا چاہئیں۔ چہرے پر اس کے سٹرا اثرات رونما ہونے لگتے ہیں۔

جلد کی ٹیوٹل صفائی۔ سٹرائی شلالی اور تونداری کے لیے ۵۵۵ مہزیاں اور چھل ہمزین۔ انہیں نہ صرف لگا کر بلکہ لگا کر بھی۔

کھوں کارس جلد کی ٹوٹ پھوٹ سے بچاؤ اور گروڈ قہار کی صفائی کے لیے ہمزین ہے۔ اس کا شہرت بنا کر بیٹے سے خون کے ناسد مولو کا استخراج ہوتا ہے اور چہرے پر لگانے سے نہ صرف رنگت صاف ہوتی ہے بلکہ راتوں رات بھی ناکام ہوجاتا ہے اور جلد بھی صاف